غلام رسول مہر

فرہنگ غالب



اردو لغت بورڈ

فرہنگِ غالب

(مرزا اسداللہ خاں غالب کے الفاظ، ترکیبات اور اُردو محاورات کی فرہنگ)

— غلام رسول مہر —

نگراں

سید عقیل عباس جعفری

منتظم

سیّد عامر عالم رضوی

اُردو لغت بورڈ

قومی تاریخ و ادبی ورثہ ڈویژن، حکومت پاکستان

ایس ٹی 18/A، بلاک نمبر 5، گلشن اقبال

کراچی

کتاب	:	فرہنگِ غالب
ترتیبِ نو	:	طارق ذیشان
اشاعت	:	۲۰۱۹ء
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
پروف خوانی	:	نزہت سیما
ناشر	:	اُردو لغت بورڈ، کراچی ، فون: 021-99244677
طابع	:	اُردو لغت بورڈ، کراچی
آئی ایس بی این	:	978-969-9113-03-1
تزئین و حروف کاری:	:	سیّد معراج علی نواب
معاونین	:	سیّد امیر علی ، سیّد ارشد علی ، طاہر اقبال ، محمد ریاض
قیمت	:	۴۰۰ روپے

اُردو لغت بورڈ

قومی تاریخ و ادبی ورثہ ڈویژن، حکومت پاکستان

ایس ٹی 18/A، بلاک نمبر 5 ، گلشن اقبال

کراچی

تعارف

جون 2018 میں اُردو لغت بورڈ (سابقہ ترقی اُردو بورڈ، کراچی) کے قیام کو ساٹھ برس مکمل ہوئے۔ چھے دہائیوں پر محیط یہ سفر ادارے کی قابلِ فخر کارگزاری، ملازمین کی فرض شناسی اور وفاقی حکومت کے ماتحت قومی زبان کی گراں قدر خدمات کی داستان سناتا ہے۔ اس عرصے میں بائیس جلدوں پر مشتمل اُردو لغت (تاریخی اُصول پر) کی تدوین و اشاعت سے نہ صرف سرسید احمد خان اور بابائے اُردو مولوی عبدالحق کا ایک جامع اُردو لغت کی تیاری کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا بلکہ پاکستانی قوم اور پوری دنیا میں اُردو بولنے والوں کا سر فخر سے بلند ہوگیا کیونکہ اُردو لغت بورڈ کی تیار کردہ لغت کی بدولت اُردو کو دنیا کی تیسری زبان ہونے کا اعزاز حاصل ہوا جو تاریخی اُصول پر لغت کی حامل ہے۔ اس سے قبل لغت نویسی کے شعبے میں اس درجے کا علمی اور تحقیقی کام فقط انگریزی اور جرمن زبان میں ہوا تھا۔

ترقی اُردو بورڈ، کراچی (موجودہ اُردو لغت بورڈ) کے قیام کے وقت اُردو زبان کی ترویج و اشاعت کے لیے جملہ امور کی بجا آوری ادارے کے دائرۂ کار میں شامل تھی لیکن بعد ازاں تاریخی اصول پر لغت نویسی کے عظیم منصوبے کی اہمیت کے پیشِ نظر وقتی طور پر ادارے نے تمام ذمے داریوں سے قطع نظر فقط لغت کی تدوین و اشاعت پر توجہ مرکوز کرلی۔

اُردو لغت (تاریخی اُصول پر) کی تکمیل کے بعد عملۂ ادارت نے مختصر لغت کی تیاری پر کام شروع کردیا لیکن بدقسمتی سے ادارہ باقاعدہ سربراہ سے محروم رہا۔ اور جب دسمبر 2016 میں ادارے کی سربراہی کے لیے قرعہ فال بنامِ من دیوانہ زدند تو اس وقت بائیس جلدوں پر مشتمل لغت مکمل تو ہوچکی تھی مگر نہ تو فروخت کے لیے بائیس جلدیں اسٹاک میں موجود تھیں نہ ہی اس عظیم لغت کا ڈیٹا سافٹ شکل میں ادارے کے پاس محفوظ تھا کیونکہ باون برس کی مدت میں بتدریج اشاعت میں یہ لغت اور ادارہ ٹیکنالوجی کی تبدیلی کے مختلف مراحل سے گزرا ہے یہی وجہ ہے کہ ابتدائی سات جلدیں ٹائپ کی مدد سے شائع کی گئیں اس کے بعد دس جلدیں اردو کمپوزنگ کے ابتدائی سافٹ ویئر کی مدد سے تیار کی گئیں اور صرف آخری پانچ جلدیں ایسی تھیں کہ جن کا ڈیٹا ادارے کے پاس کمپیوٹر پر موجود تھا۔ اس صورت حال میں ڈویژن کی سربراہی میں راقم الحروف نے بحیثیت سربراہ سب سے پہلے ادارے اور لغت کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے منصوبے پر کام کا آغاز کروایا اور الحمدللہ! بحسن و خوبی "کمپیوٹرائزیشن آف اُردو ڈکشنری، سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ فار موبائل فون، ویب ہوسٹنگ اور اسٹیبلشمنٹ آف سرور روم" کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس منصوبے کی بدولت اُردو لغت (تاریخی اُصول پر) کی بائیس جلدوں کا ڈیٹا نہ صرف آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ ہوگیا بلکہ ویب سائٹ اور ایپ کی شکل میں افادی وسعت میں بھی ہوا۔

قریباً نصف صدی پر محیط ادارے کی محنت اور قومی امانت کی حفاظت کو یقینی بنانے کے بعد وقت آ گیا تھا کہ اب ادارہ عظیم الشان لغت پر نظرِثانی کے ساتھ اپنے دیگر طے شدہ اہداف اور مقاصد کی تکمیل کی جانب متوجہ ہو۔ اسی جذبے کے تحت عملہ ادارے کے تعاون سے بہ یک وقت مختلف منصوبوں پر کام کا آغاز کیا گیا۔ اولاً مشفق خواجہ کی مرتب کردہ فرہنگ یگانہ، ترتیب نو اور اضافہ جات کے ساتھ شائع کی گئی۔ اسی طرح پیمرا کے لیے "درست تلفظ، صحیح املا" کے عنوان سے ایک ضابطہ مرتب کیا گیا اور اب یہ فرہنگ غالب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس سے پہلے بھی محاورات غالب (نریش کمار شاد)، فرہنگ غالب (امتیاز علی خان عرشی) اور فرہنگ اُردو کلیات غالب (ڈاکٹر محمد خاں اشرف، ڈاکٹر عظمت رباب) شائع ہو چکی ہیں۔ زیرِنظر فرہنگ میں غلام رسول مہر کی شرح کلام غالب "نوائے سروش" میں شامل مشکل الفاظ اور معنی کو یک جا کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جناب غلام رسول مہر فرزند امجد سلیم علوی اور نوائے سروش کے ناشر جناب اسد نیاز (شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور) کا خصوصی شکریہ واجب ہے کہ جنھوں نے ہمیں اس "نوائے سروش" سے مستفاد فرہنگ غالب کی اشاعت کی اجازت عطا فرمائی۔

اس فرہنگ کی تدوین میں اُردو لغت بورڈ کے جوش ملیح آبادی یادگاری کتب خانے کے نگران طارق ذیشان نے کارڈ نویسی کا بنیادی فریضہ سر انجام دیا اور انتخاب الفاظ و معانی، ترتیب و تدوین کی ذمے داری ادارے کی سینئر مدیرہ نزہت سیما ارشاد نے عملہ ادارت کے تعاون سے بہ حسن و خوبی نبھائی ہے اور کمپیوٹر سیکشن نے اعزازی خدمات گار سید معراج علی نواب کی معاونت سے مسودے کی حروف کاری اور صفحات کی تزئین کا فریضہ تن دہی سے سر انجام دیا جس کی بدولت فرہنگ کی تیاری کا منصوبہ تکمیل سے ہم کنار ہوا۔ فرہنگ میں اشعار کے حوالہ جات کے لیے نسخے کا انتخاب بھی ایک اہم مرحلہ تھا کیونکہ ادارے کے کتب خانے میں موجود قدیمی نسخوں تک ہر خاص و عام کی رسائی نہیں اور ان سے صفحات کا حوالہ دینے کی صورت میں قارئین کو تلاش میں دشواری پیش آتی۔ اس لیے فضلی سنز کراچی کے شائع کردہ دیوان غالب (جیبی) کو اندراج حوالہ جات کے لیے بنیاد بنایا گیا ہے جو کہ بازار میں بآسانی دستیاب ہے اور قیمت کے اعتبار سے بھی ہر خاص و عام کی دسترس میں ہے۔

امید ہے کہ مرزا اسداللہ خان غالب کی 150 سالہ برسی کے موقع پر یہ فرہنگ، محبان غالب کے لیے ایک گراں قدر تحفہ اور نسل نو کے لیے اردو کے نامور شاعر اور یکے از خدایان سخن سے کماحقہٗ تعارف کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

سید عقیل عباس جعفری
(مدیرِاعلیٰ)
اردو لغت بورڈ، کراچی

آب

۱۔ پانی (جس کا اظہار رو دینے میں ہوا)۔ ۲۔ دم تلوار کی جلا، آب و تاب اور باڑھ۔

کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا
تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے
(۴/۱۸۸)

آب بر جاماندہ

اپنی جگہ ٹھہرا ہوا پانی، حوض اور تالاب کا پانی کہ وہ جاری نہیں ہوتا، بلکہ ٹھہرا رہتا ہے۔

صفائے حیرت آئینہ سامان زنگ آخر
تغیر، آب بر جاماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر
(۱/۶۸)

آبگینہ

شیشہ، شیشے کی صراحی۔

ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے میں ہے
آبگینہ تندیٔ صہبا سے پگھلا جائے ہے
(۲/۱۵۰)

آبگینہ فام

کانچ کے رنگ کا۔

سچ ہے تم آفتاب ہو جس کے فروغ سے
دریائے نور ہے فلک آبگینہ فام
(۴/۲۸۵)

آبلہ پا

۱۔ جس کے پاؤں میں چھالے ہوں یہ عموماً زیادہ چلنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

وسعت سعیٔ کرم دیکھ کہ سرتا سر خاک
گزرے ہے آبلہ پا ابر گہر بار ہنوز
(۲/۷۲)

۲۔ وہ شخص جس کے تلوے چھالوں سے بھرے ہوتے ہوں۔

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یارب
اک آبلہ پا وادیٔ پرخار سے آگے
(۶/۱۶۰)

آب وہوا

(مراد) فصلِ بہار۔

رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجادہ رہن مے
مدت ہوئی ہے دعوت آب و ہوا کیے
(۶/۱۴۷)

آپ بھی

خود بھی۔

دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سے ہوگئے
عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے
(۲/۱۹۶)

آتش بجان

جس کی جان میں آگ بھڑک رہی ہو، جو سراپا آگ ہے۔

سایہ میرا مجھ سے مثل دود بھاگے ہے اسد!
پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے!
(۳/۱۵۱)

آتش پنہاں

چھپی ہوئی آگ۔

مرے قدح میں ہے صہبائے آتش پنہاں
بہ روئے سفرہ کباب دل سمندر کھینچ
(۶/۵۷)

آتش خاموش

دبی ہوئی آگ جو بظاہر بجھی معلوم ہو، لیکن اندر اندر جل رہی ہو۔

دل مرا سوز نہاں سے بے محابا جل گیا
آتش خاموش کے مانند گویا جل گیا
(۳/۸)

آتش زیر پا
(لفظاً) جس کے پاؤں کے نیچے آگ ہو ، (مجازاً) مضطرب و بے قرار۔

بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیر پا
موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا
(۵/۵)

آتش کدہ
آتش کا گھر، آتش پرستوں کا عبادت خانہ، جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے۔

ہے تنگ سینہ دل اگر آتش کدہ نہ ہو
ہے عار دل نفس اگر آزر فشاں نہیں
(۳/۹۱)

آتش گل
لغوی معنی پھول کی آگ ، یہاں اشارہ ہے محبوب کی سرخی رخسار کی طرف جو آگ سے مشابہ ہے۔

رُخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع
ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیِ شمع
(۱/۷۷)

آتشیں رُخ
جس کے رخسار آگ کی مانند دہک رہے ہوں یعنی نہایت حسن۔

صبح آیا جانبِ مشرق نظر
اک نگارِ آتشیں رُخ سر کھلا
(۴/۲۴۸)

آثار جلالی و جمالی
اہل علم نے صفات باری تعالیٰ کی دو قسمیں کی ہیں ایک جمالی صفات جن میں حسن و خوبی ، جاذبیت و محبت شفقت و رحمت اور ایسی تمام صفتیں شامل ہیں۔ دوسری قسم جلالی صفات ہے جیسے قاہر، جبار وغیرہ کائنات کے نظام میں جلال و جمال دونوں ضروری ہیں ۔اسی طرح بادشاہ میں بھی جلالی و جمالی دونوں قسم کی صفتوں کے نشان پائے جاتے ہیں ۔

ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم
آثارِ جلالی و جمالی باہم
(۱/۲۶۲)

آرزو خرامی
خرام بہ حسب آرزو، یعنی اپنی آرزو کے مطابق چلنا۔

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی!
دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی
(۳/۱۳۶)

آرمیدگی
آرام پانا ، راحت طلبی۔

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے
صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے
(۴/۱۳۶)

آرمیدہ
آرام پایا ہوا ، مطمئن۔

ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں
میں دشتِ غم میں آہوئے صیاد دیدہ ہوں
(۱/۲۶۸)

آزر
حضرت ابراہیم کے والد یا چچا جو مشاق بت تراش اور پکے بت پرست تھے۔

نقشِ پا کی صورتیں وہ دلفریب
تو کہے بُت خانۂ آزر کھلا
(۱۵/۲۴۸)

آزر فشاں
آگ جھاڑنے اور برسانے والا۔

ہے تنگ سینہ دل اگر آتش کدہ نہ ہو
ہے عار دل نفس اگر آزر فشاں نہیں
(۳/۹۱)

آشتی
صلح۔

نے مژدۂ وصال ، نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے
(۲/۱۶۵)

آشفتگی

پریشانی۔

آشفتگی نے نقش سویدا کیا درست
ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا
(۳/۶)

آشفتہ سر

عاشق، دیوانہ۔

پیشے میں عیب نہیں رکھیے نہ فرہاد کو نام
ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا
(۵/۴۰)

آشفتہ نوا

جس کی نواؤں سے پریشانی ٹپکتی ہو، درد بھرے نغمے سنانے والا۔

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید
مرگیا غالب آشفتہ نوا کہتے ہیں
(۷/۸۶)

آشنا دشمن

دوست کا دشمن، محبت کرنے والے سے عداوت رکھنا۔

ہم اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن کہ رکھتا ہے
شعاع مہر سے تہمت نگہ کی چشم روزن پر
(۶/۶۸)

آشوب

فتنہ، ہنگامہ، طوفان، جوش وخروش۔

بے مے کسے ہے طاقت آشوب آگہی
کھینچا ہے عجز حوصلہ نے خط ایاغ کا
(۳/۳۶)

آشوب غم

غم کا طوفان، غم کا ہجوم۔

تیرے دل میں گر نہ تھا آشوب غم کا حوصلہ
تو نے پھر کیوں کی تھی میری غم گساری ہائے ہائے!
(۲/۱۳۸)

آصف

حضرت سلیمان کا وزیر۔

آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا
ہے فخر سلیماں جو کرے تیری وزارت
(۷/۲۵۲)

آغوشِ وداع

رخصت کے وقت دوستوں اور رفیقوں کا بغل گیر ہونا۔

ہے جنوں اہل جنوں کے لیے آغوش ودا
چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد
(۱/۵۹)

آفتاب پرست

سورج کو پوجنے والا۔

ہر ایک ذرہ عاشق ہے آفتاب پرست
گئی نہ خاک ہوے پر ہوائے جلوہ ناز
(۲/۷۲)

آفرینش

پیدائش، مخلوق، تخلیق، کائنات۔

ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام
مہر گردوں ہے چراغ رہگزار بادیاں
(۲/۱۰۴)

آفرینش کو ہے واں سے طلب مستی ناز
عرض خمیازۂ ایجاد ہے ہر موج غبار
(۳/۲۲۸)

آگہی یعنی آگاہی

علم وشعور، واقفیت، ہوشیاری، علم، عقل، باخبری۔

نقد سخن کے واسطے ایک عیار آگہی
شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک
(۳/۲۶۵)

بے مے کسے ہے طاقت آشوب آگہی
کھینچا ہے عجز حوصلہ نے خط ایاغ کا
(۳/۳۶)

آگہی دام شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا
(۴/۵)

آلاتِ مے کشی

شراب نوشی کا سرو ساماں۔

صرف بہائے مے ہوئے آلاتِ مے کشی
تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہوگئے
(۶/۲۰۳)

آلِ عبا

وہ بزرگ ہستیاں جنھیں عام روایت کے مطابق رسول اللہ نے اپنی عبائے مبارک میں لے کر آیت تطہیر پڑھی یعنی گناہوں سے بالکل پاک قرار دیا مراد ہے حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین چونکہ اس جماعت کی گنتی میں رسول اللہ سب سے پہلے آتے ہیں۔ اس لیے حضرت امام حسین کو خاص اہل عبا کہتے ہیں، یعنی آلِ عبا سے پانچویں۔

نہ بادشاہ نہ سلطاں یہ کیا ستائش ہے
کہو کہ خامسِ آلِ عبا کہیں اس کو
(۹/۳۰۲)

آہنگ

آواز، نغمہ، طرز، روش، قاعدہ، قانون۔

مقدم سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے
خانہ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا
(۴/۱۹)

واں پہنچ کر جو غش آتا پئے ہم ہے ہم کو
صدرہ آہنگ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو
(۳/۱۴۴)

آئنہ/آئینہ

یہاں اس سے مراد آئینہ حلبی نہیں بلکہ آئینہ فولاد ہے۔

جلوہ از بس کہ تقاضائے نگہ کرتا ہے
جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا
(۵/۲۱)

آئنہ پرداز

آئینے کو جلا دینے اور روشن کرنے والا۔

کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا
رحمت کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے
(۳/۱۳۱)

آئینہ خانہ

شیش محل، وہ گھر جس میں ہر طرف رنگا رنگ آئینے لگے ہوتے ہوں۔

کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ تیرے جلوے نے
کرے جو پرتو خورشید عالم شبنمستاں کا
(۵/۱۳)

آئینہ داری

(لفظاً) آئینہ سامنے رکھنا (شعر میں) آئینہ سامنے رکھ کر اس میں محو ہو جانا۔

تماشہ کہ اے محوِ آئینہ داری
تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں
(۴/۹۴)

آئینہ زانوے فکر

چونکہ غور و فکر کے وقت انسان عموماً گھٹنے پر سر رکھ لیتا ہے اس لیے فارسی والے زانو کو آئینہ بھی کہتے ہیں۔

حسن بے پروا خریدار متاعِ جلوہ ہے
آئینہ زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے
(۳/۲۰۵)

آئینہ سیما

آئینے جیسی روشن پیشانی والا۔

سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا
روبرو کوئی بتِ آئنہ سیما نہ ہوا
(۳/۲۷)

سچ کہتے ہو خودبین و خود آرا ہوں نہ کیوں ہوں
بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے
(۶/۲۰۰)

آئین باندھنا
زیب و زینت، زیبا۔

کس سے ممکن ہے تری مدح بغیر از واجب
شعلہ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں
(۵/۲۳۲)

آئینے پر آب چھڑکنا
ایران میں ایک رسم ہے کہ جب مسافر سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اس کی خیر و سلامت واپسی کے لیے آئینے پر پانی چھڑکتے ہیں۔

چھڑکے ہے شبنم آئنہ برگِ گل پر آب
اے عندلیب وقت وداعِ بہار ہے
(۷/۲۱۴)

ابداً
ہمیشہ کے لیے۔

نسبتِ نام سے اس کی ہے یہ رتبہ کہ رہے
ابداً پشتِ فلک خم شدہ نازِ زمیں
(۷/۲۳۱)

ابرام
اصرار، تقاضا، ضد۔

ہے قہر گر اب بھی نہ بنے بات کہ ان کو
انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے
(۳/۲۲۰)

بوسہ دینے میں ان کو ہے انکار
دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام
(۱۳/۲۳۵)

ابرِ شفق آلودہ
وہ بادل جس پر آفتاب کے طلوع و غروب کی شعاعوں سے سرخی چھا گئی ہو۔

مجھے اب دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ یاد آیا
کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر
(۶/۶۵)

ابرِ گہربار
موتی برسانے والا بادل۔

وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سرتا سرِ خاک
گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز
(۴/۷۲)

ابنا
ابن کی جمع، ابنائے زماں سے مراد ہے دنیا والے، عام لوگ۔

کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں غالب
بدی کی اس نے جس سے ہم نے کی تھی بار ہا نیکی
(۲/۱۳۶)

ابہام
اس طرح بیان کرنا کہ وضاحت نہ ہو، مختصر الفاظ میں، غیر واضح طریق پر بات کہنا۔

میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق، توضیح
میرے اجمال سے کرتی ہے تراوشِ تفصیل
(۷/۲۳۵)

اتمام
پورا کرنا، انجام کو پہنچانا۔

بعد از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال
ایامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال
(۱/۲۵۹)

اجابت
قبول ہونا، منظور ہونا۔

گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت دعا نہ مانگ
یعنی بغیر یک دلِ بے مدعا نہ مانگ
(۱/۸۱)

دے دعا کو مری وہ مرتبہ حسنِ قبول
کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں
(۴/۲۳۳)

اجمال

اختصار۔

مرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح
مرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل
(۷/۲۳۵)

اچھا نہ ہوا

تندرست نہ ہوا۔

کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں
تیرا بیمار برا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا
(۳/۲۷)

احرام

وہ دو بے سلی چادریں جو عمرہ اور حج ادا کرنے والے لوگ خاص مقامات سے باندھ لیتے ہیں اور حج یا عمرہ ادا ہو جائے تو اتارتے ہیں۔

کعبے میں جا بجائیں گے ناقوس
اب تو باندھا ہے دیر میں احرام
(۱۲/۲۳۵)

اختراع

ایجاد۔

حسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے
آئنہ زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے
(۴/۲۰۵)

اختلاط

میل جول۔

چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا
ہے دل پہ بار نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو
(۴/۱۱۹)

اختیار

جبر کے برعکس، یعنی انسان اپنے افعال میں مختار و آزاد ہے۔

ہوں دردمندِ جبر ہو یا اختیار ہو
گہ نالہ کشیدہ گہ اشکِ چکیدہ ہوں
(۲/۲۶۸)

اخفا

چھپانا، پوشیدہ رکھنا۔

کر خامشی سے فائدہ اخفاے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے
(۱/۱۴۱)

ادراک

پالینا، عقل، سمجھ۔

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں
(۳/۸۶)

ادغام

کسی لفظ کے دو ہم جنس حرفوں کو تشدید سے ایک کر دینا، مثلاً، قاص، شدّاد۔

اس کے مضروب کے سر و تن سے
کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام
(۲/۲۳۷)

اردی

مراد ہے اردی بہشت، جو ایران میں شمسی سال کا دوسرا مہینہ ہے بہار کا بھی یہ دوسرا ہی مہینہ ہے جس میں سبزہ و گل کی بہتات کمال پر پہنچ جاتی ہے۔

شادی سے گزر کہ غم نہ ہووے
اُردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے
(۷/۱۹۰)

ارزاں

وزن میں ہلکا، قدر و قیمت میں بے حقیقت۔

قدر سنگ سر رہ رکھتا ہوں
سخت ارزاں ہے گرانی میری
(۶/۱۸۰)

ارزانی

سستا پن۔

ہوئی ہے کس قدر ارزانی مے جلوہ
کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار
(۴/۶۰)

ارزانی رہے

نصیب رہے، ملتا رہے۔

مجھ کو ارزانی رہے تجھ کو مبارک ہو جیو
نالہ بلبل کا درد اور خندہ گل کا نمک
(۱/۷۹)

اِرم

ایک قدیم شہر کا نام جو شداد سے منسوب تھا اور وہیں اس کا شہرہ آفاق باغ بتایا جاتا تھا، اب یہ لفظ مطلق بہشت کے معنی میں مستعمل ہے۔

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں
(۱/۹۴)

ارمغان

تحفہ، سوغات۔

ان سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے
بھیجے ہیں جو ارمغاں شہ والا نے
(۱/۲۶۴)

استظہار

پشتی بانی، پشت پناہی، امداد۔

ہم عبادت کو ترا نقش قدم مہر نماز
ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار
(۱/۲۲۹)

استغنا

بے نیازی، بے پروائی، سیر چشمی۔

پوچھ مت رسوائی انداز استغنائے حسن
دست مرہون حنا رخسار رہن غازہ تھا
(۷/۲۲)

واں کنگر استغنا ہر دم ہے بلندی پر
یاں نالے کو اور الٹا دعوائے رسائی ہے
(۴/۱۸۱)

استقبال

آگے بڑھنا، پیشوائی، پیش روی، زمانہ آئندہ۔

آ پہنچے ہیں تا سواد اقلیم عدم
اے عمر گزشتہ یک قدم استقبال
(۲/۲۵۹)

اشتیاق انگیز

شوق کو تیز کرنے والا۔

عارض گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسد
جوشش فصل بہاری اشتیاق انگیز ہے
(۶/۱۹۲)

اصنام

صنم کی جمع، بت۔

کثرت آرائی وحدت ہے پرستاری وہم
کر دیا کافر ان اصنام خیالی نے مجھے
(۱/۱۵۲)

اطفال ابجدی

ابجد پڑھنے والے لڑکے۔

کہ بحث علم میں اطفال ابجدی اس کے
ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام
(۴/۲۹۴)

اعادہ

لوٹانا، بحال کرنا۔

ہے بندہ کو اعادہ عزت کی آرزو
چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام
(۹/۲۸۶)

اعجاز

لفظی معنی، دوسرے کو عاجز کرنا، معجزہ، کرشمہ۔

تا کہ تجھ پر کھلے اعجاز ہوائے صیقل
دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا
(۶/۵۰)

اعجازِ مسیحا

حضرت عیسیٰ کا معجزہ، جو قم باذن اللہ (اٹھ اللہ کے حکم سے) کہہ کر مردے کو زندہ کر دیتے تھے۔

اک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک
اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے
(۲/۲۰۰)

اعمار

عمر کی جمع۔

قاطع اعمار ہیں اکثر نجوم
وہ بلائے آسمانی اور ہے
(۷/۱۵۶)

اغراق

بہت زیادہ، مبالغہ۔

مدح کے بعد دعا چاہیے اور اہل سخن
اس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم
(۳/۲۹۳)

افسردگی

پژمردگی، دل بجھ جانا۔

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل
دیکھ کر طرز تپاک اہل دنیا جل گیا
(۲/۹)

افشردہ انگور

انگور کا نچوڑ اور عرق۔

صاف دردی کش پیمانہ جم ہیں ہم لوگ
وائے! وہ بادہ کہ افشردہ انگور نہیں
(۲/۱۰۱)

افطار صوم

روزہ کھولنا۔

افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو
اس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے
(۱/۲۵۴)

افعی

کالا سانپ، جو بہت زہریلا اور موذی ہوتا ہے، اسے کاکل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سبزہ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دبا
یہ زمرد بھی حریف دم افعی نہ ہوا
(۲/۱۲)

اقامت

قائم رہنا، برجا رہنا، ٹھہرنا۔

زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا
نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے
(۳/۱۳۹)

اقبال

۱. توجہ، رُخ، التفات۔

ترا اقبال ترحم مرے جینے کی نوید
ترا انداز تغافل مرے مرنے کی دلیل
(۱/۲۳۵)

۲. خوش نصیبی۔

خوشا اقبال رنجوری عیادت کو تم آئے ہو
فروغ شمع بالیں طالع بیدار بستر ہے
(۳/۱۸۹)

اِک

ایک کا مخفف، یہ لفظ بعض اوقات بڑا نہایت اور بہت کے معنی بھی دیتا ہے۔

نکہ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسد
ہے چراغاں خس و خاشاک گلستاں مجھ سے
(۲/۱۸۶)

اکرام

۱. عزت، توقیر، بخشش، عطا۔

اے شہنشاہ کواکب سپہ مہر علم
تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے
(۲/۱۷۵)

۲. رتبہ بلند۔

قبلہ چشم و دل بہادر شاہ
مظہر ذوالجلال والاکرام
(۳/۲۳۶)

اکلیل

تاج۔

پانو(پاؤں) سے تیرے ملے فرق ارادت اورنگ
فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل
(۲/۲۳۳)

الامان

پناہ، رحم۔

جاں مطرب ترانۂ ھل من مزید ہے
لب پردہ سنج زمزمۂ الاماں نہیں
(۱/۹۱)

التزام

لازم بنا لینا، اہتمام۔

بزم کا التزام گر کیجیے
ہے قلم میری ابر گوہر بار
(۱۲/۲۵۵)

التفات

توجہ، لطف و کرم، مہربانی۔

بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر
(۶/۶۲)

ہماری سادگی تھی التفات ناز پہ مرنا
ترا آنا نہ تھا ظالم مگر تمہید جانے کی
(۶/۱۳۵)

التہاب

اشتعال، شعلوں کا بھڑک اٹھنا۔

ملتی ہے خوئے یار سے نار التہاب میں
کافر ہوں گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں
(۱/۹۵)

الماس

ہیرا، جو مرہم میں ڈال دیا جائے تو زخم کو بڑھاتا ہے جس طرح نمک اور مشک زخم کی تکلیف میں اضافہ کرتا ہے۔

نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحت دل کا
کہ اس میں ریزۂ الماس جزو اعظم ہے
(۱/۱۹۱)

انا البحر

میں سمندر ہوں۔

دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر
ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا
(۸/۲۶)

انام

لوگ۔

جانتا ہوں کہ آج دنیا میں
ایک ہی ہے امیدگاہ انام
(۱۲/۲۳۳)

انتظار کھینچنا

انتظار کرنا۔

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ
اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ
(۱/۵۷)

انجاح

پورا ہونا۔

تیری دانش مری اصلاح مفاسد کی رہین
تیری بخشش مری انجاح مقاصد کی کفیل
(۸/۲۳۳)

انجم

نجم کی جمع، ستارے۔

شب ہوئی پھر انجم رخشندہ منظر کھلا
اس تکلف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا
(۵/۱۶)

اندر کا اکھاڑا

ہندوؤں کی دیو مالا کا ایک راجا جس کی محفل میں پریاں ناچتی ہیں۔

راجا اندر کا جو اکھاڑا ہے
ہے وہ بالائے سطح چرخ بریں
(۴/۲۸۸)

اندوہ ربا

غم دور کرنے والا۔

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انھیں کچھ نہ کہو
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں
(۱/۸۶)

انفعال

دوسرے کا اثر قبول کرنا۔

ہنگامہ زبونی ہمت ہے انفعال
حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو
(۳/۱۲۰)

انگبیں

شہد۔

انگبیں کے بہ حکم رب الناس
بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مہر گلاس
(۱۵/۲۴۱)

انگشت بدنداں

دانتوں میں انگلی لیے ہوئے نہایت حیران۔

خامہ انگشت بہ دنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہیے
(۲/۲۴۷)

انگشت حنائی

وہ انگلی جسے مہندی لگی ہو۔

دل سے مٹنا تری انگشت حنائی کا خیال
ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا
(۲/۵۰)

انگشت رکھنا

عیب نکالنا، اعتراض کرنا۔

لکھتا ہوں اسد سوزش دل سے سخن گرم
تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پہ انگشت
(۳/۵۳)

انگیز

اٹھانے والا، جذبات برانگیختہ کرنے والا۔

اے ترا غمزہ یک قلم انگیز
اے ترا ظلم سر بہ سر انداز
(۳/۷۴)

اوج حصار

محل سرائے کی فصیل کی بلندی جس نے چاروں طرف سے عمارت کو گھیر رکھا ہے۔

سبزۂ نہ چمن و یک خط پشت لب بام
رفعتِ ہمت صد عارف و یک اوج حصار
(۸/۲۲۷)

اوج دِہ

بلندی دینے والا۔

بہ سخن اوج دہ مرتبہ معنی و لفظ
بہ کرم داغ نہ ناصیہ قلزم و نیل
(۵/۲۴۴)

اورنگ

تخت۔

پاؤں سے تیرے ملے فرق ارادت اورنگ
فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اکلیل
(۲/۲۴۴)

اے شہنشاہ آسماں اورنگ
اے جہان دار آفتاب آثار
(۳/۲۵۴)

اورنگِ سلیمان

حضرت سلیمان کا تخت جس پر سوار ہو کر وہ ہوا میں پرواز کرتے تھے۔

اک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک
اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے
(۲/۲۰۰)

اوضاع

وضع کی جمع، طور طریقے، سلوک، برتاو، دستور۔

کہوں کیا خوبیِ اوضاع ابنائے زماں غالب
بدی کی اس نے جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی
(۲/۱۳۶)

اوقات

دوسرے معانی کے علاوہ حیثیت بساط، استطاعت، یا مقدور۔

اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں
غیر کیا خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے
(۱/۲۵۱)

اوک

جب پانی پینے کے لیے برتن نہ ہو یا پینے والا برتن نہ دینا چاہے تو پانی پینے والا دونوں ہاتھ ملا کر گہرائی میں پیدا کرتا ہے۔ پلانے والا اس میں پانی ڈالتا جاتا ہے تاکہ پینے والے کی پیاس بجھ جائے۔ بعض اوقات ایک ہاتھ بھی لبوں سے لگا کر اس طرح پانی پیا جاتا ہے اسے اوک کہتے ہیں، یہ سلسلہ عموماً چھوت چھات سے پیدا ہوا۔

پلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے
پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے شراب تو دے
(۶/۱۸۸)

اہتزاز

لغوی معنی جنبش، حرکت، چونکہ سرور و نشاط میں بھی جسم کے اندر ایک خاص چستی اور حرکت پیدا ہوتی ہے اس لیے یہ لفظ سرور و نشاط کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے
بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع
(۵/۷۷)

اہلِ بینش

اہل نظر، حقیقت بیں، دیدہ ور۔

اہل بینش نے بہ حیرت کدہ شوخیِ ناز
جوہر آئینہ کو طوطیِ بسمل باندھا
(۲/۳۴)

اہل بینش کو ہے طوفان حوادث مکتب
لطمہ موج کم از سیلی استاد نہیں
(۱/۱۰۲)

اہلِ تمنا

اہل عشق، جنھیں محبوب پر قربان ہو جانے کی انتہائی آرزو ہوتی ہے۔

عشرت قتل گہ اہل تمنا مت پوچھ
عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا
(۶/۲۱)

اہلِ جفا

ظالم، یعنی محبوب۔

حُسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد
بارے آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد
(۱/۵۸)

اہلِ خرابات

لفظی معنی شراب خانے کے رند، مجازی معنی وہ لوگ، جن کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے، راست باز، اہلِ صلاح و تقویٰ۔

اس پہ گزرے نہ گماں ریو ریا کا زنہار
غالب خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے
(۵/۲۵۱)

اہلِ خرد

عقل و دانش والے لوگ۔

ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں
پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے
(۲/۲۲۰)

اہلِ نظر

معنویت پر نظر رکھنے والے، سچے عاشق۔

ہر بوالہوس نے حُسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی
(۶/۱۵۴)

اہلِ ہوس

جھوٹے عاشق، جو عشق سے نا آشنا ہوں اور صرف ہوس پوری کرنا چاہتے ہوں۔

اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق
جو پاؤں اٹھ گئے وہی اُن کے علم ہوئے
(۱/۱۶۴)

اہم

بہت زیادہ، بے حد۔

دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ ولیکن ناچار
پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو
(۳/۱۲۵)

ایاغ

شراب کا پیالہ، خط سے مراد وہ خطوط ہیں جو شراب کی مقدار جانچنے کے لیے پیالے میں لگا دیے جاتے ہیں، اور آج کل بھی یہ پیمانے کدوں اور دواخانوں میں استعمال ہوتا ہے۔

بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی
کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خطِ ایاغ کا
(۲/۳۶)

ایجاد

تخلیقِ کائنات، جہاں کا پیدا کرنا۔

ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرمِ خرام
ہر کفِ خاک ہے واں گردۂ تصویرِ زمیں
(۵/۲۳۱)

ایرج و تور

فریدوں کے دو بیٹے۔

وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے
ایرج و تور و خسرو و بہرام
(۱۱/۲۳۶)

ایما

اشارہ۔

کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام
بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع
(۳/۷۷)

بابِ نبرد

جنگ کے لائق، مقابلے کی صلاحیت رکھنے والا، بہادر، جواں مرد۔

دھمکی میں مر گیا جو نہ بابِ نبرد تھا
عشقِ نبرد پیشہ طلب گارِ مرد تھا
(۳/۱۰)

بات بنانا

بات کو پھیر پھار کر اپنا مطلب نکالنا، سخن سازی کرنا۔

نکتہ چیں ہے غمِ دل اس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے
(۳/۱۸۶)

بات بننا

کامیاب ہونا، بن پڑنا، مراد حاصل ہونا۔

نکتہ چیں ہے غمِ دل اس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے
(۳/۱۸۶)

بات پر زبان کٹنا

بات منہ سے نکلتے ہی سامع کا غصہ سے سر ہو جانا، اور خاموشی کے سوا چارہ نہ ہونا۔

بات پر واں زباں کٹتی ہے
وہ کہیں اور سنا کرے کوئی
(۶/۲۰۷)

باد بہ دست

خالی ہاتھ۔

مثلِ مضمونِ وفا باد بہ دست تسلیم
صورتِ نقشِ قدم خاک بہ فرقِ تمکیں
(۵/۲۳۰)

باد پیمائی

ہوا پھانکنا، محاورے میں فضول اور عبث کام کرنا۔

ہے ہوا میں شراب کی تاثیر
بادہ نوشی ہے باد پیمائی
(۶/۱۷۹)

بادِ زمہریر

نہایت سرد ہوا۔

کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر
تا نہ دے بادِ زمہریر آزار
(۳/۲۵۵)

بادہ آشامی

شراب نوشی۔

ہوئی اس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی
پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے
(۷/۲۱۰)

بادۂ دوشینہ

گزشتہ شب کی پی ہوئی شراب۔

ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین
ہاں منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے
(۴/۱۵۹)

بادۂ شبانہ

رات کے وقت شراب پینا۔

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اٹھیے بس اب کہ لذتِ خوابِ سحر گئی
(۳/۱۵۴)

باربد

خسرو پرویز شہنشاہ ایران کا مشہور درباری گویا، جو شیراز کی سمت کا رہنے والا تھا۔

خامہ میرا کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن
شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے!
(۱/۱۷۵)

بارِ خدایا

خدائے بزرگوار۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے
(۳/۲۲۲)

بازار سرد ہونا

مندا پڑنا، مندا پڑ جانا، بے رونق ہونا۔

آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست
دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست
(۲/۵۴)

باغِ رضواں

دروازۂ بہشت کے باغ کا یعنی بہشت۔

ستائش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا
وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا
(۱/۱۳)

بال

پر، بازو۔

برنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگ بے تابی
ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر
(۴/۶۸)

بالِ جبریل

حضرت جبریل کے بال و پر۔

تیرا اندازِ سخن شانۂ زلفِ الہام
تیری رفتار قلم جنبشِ بالِ جبریل
(۳/۲۴۴)

بالش

تکیہ، سرہانہ۔

ابھی آتی ہے بُو بالش سے اس کی زلفِ مشکیں کی
ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے
(۵/۱۸۹)

بال کشا ہونا

اڑنے کے لیے پر تولنا۔

بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر
شہپرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب
(۱/۵۲)

بالِ ہما

ہما کا پر، مشہور ہے کہ ہما کا سایہ کسی پر پڑ جائے تو وہ بلند سمجھا جاتا۔ یہاں تک کہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔

جو ہوا غرقۂ مے بختِ رسا رکھتا ہے
سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب
(۳/۵۱)

بالین/بالیں

سرہانا، چارپائی کا سرہانہ، تکیہ۔

جلے ہے دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو
نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغ بدگمانیِ شمع
(۷/۷۷)

مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالب!
یار لائے مری بالیں پہ اُسے پر کس وقت
(۱/۵۴)

تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے
مرا سر رنجِ بالیں ہے مرا تن بارِ بستر ہے
(۱/۱۸۹)

بانگِ حزیں

درد بھری صدا، غم انگیز آواز۔

رشک ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں
نالۂ مرغِ سحر تیغِ دو دم ہے ہم کو
(۱/۱۲۵)

بتِ بے دادفن

وہ محبوب جس کا عام طریقہ اور شیوہ ظلم و جور ہو، یعنی جس نے ظلم و جور کے فن میں کمال حاصل کیا ہو۔

اے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں
خمیازہ کھینچے ہے بُتِ بے دادِ فن ہنوز
(۳/۷۱)

بُت خانہ

مراد ہے آرزوؤں اور تمناؤں کا بت خانہ۔

محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال
ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ ہم
(۲/۸۳)

بختِ رسا

بلند اقبال، خوش نصیبی۔

جو ہوا غرقۂ مے بختِ رسا رکھتا ہے
سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب
(۳/۵۱)

بدآموزی

بُری باتیں سکھانا، غلط راستے پر ڈالنا۔

یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے
وگرنہ خوفِ بد آموزیِ عدو کیا ہے
(۳/۱۷۶)

بدا

بہت بُرا، افسوس۔

وائے ! محرومیِ تسلیم و بدا حالِ وفا
جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں
(۲/۱۰۲)

بدخویاں

بری خو والے، یعنی محبوب۔

تکلف برطرف ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں
نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے
(۲/۲۱۳)

بدرقہ

سفر میں مسافر کی حفاظت کرنے والا نگہبان، راہنما۔

مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ
رہروی میں پردۂ رہبر کھلا
(۱۰/۲۳۹)

بدمعاش

جن کا روزی حاصل کرنے کا طریقہ برا ہو۔

یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد
ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے
(۴/۲۶۰)

بذل

سخاوت و نوازش۔

تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم
تجھ سے دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل
(۴/۲۴۴)

بر آنا

پورا ہونا۔

کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی
(۲/۱۵۷)

براتِ معاش

روزی کا فرمان یا حکم، حصہ۔

ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق
یعنی ہنوز منتِ طفلاں اٹھائیے
(۲/۱۳۱)

برخوردار

پھل کھانے والا، زندگی سے پھل پانے والا، اقبال مند، عموماً انتہائی پیارے بیٹے یا بیٹی یا قریبی فردوں کو کہتے ہیں۔

سرشکِ سر بہ صحرا دادہ نورالعین دامن ہے
دلِ بے دست و پا افتادہ برخوردارِ بستر ہے
(۲/۱۸۹)

برد

سردی، ٹھنڈک۔

گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے
تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے
(۵/۱۵۱)

بر سبیلِ دوام

ہمیشہ کے لیے۔

مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ
قربِ ہر روزہ بر سبیلِ دوام
(۱۳/۲۴۴)

بر سبیلِ شکایت

شکایت کے طور پر، گلے کے رنگ میں۔

ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ
ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو
(۵/۱۱۹)

بُرِش

کاٹ۔

بُرشِ تیغ کا اس کی ہے جہاں میں چرچا
قطع ہو جائے نہ سر رشتۂ ایجاد کہیں
(۱/۲۳۲)

نہ اتنا بُرشِ تیغ جفا پہ ناز فرماؤ
مرے دریائے بے تابی میں ہے اک موج خوں وہ بھی
(۵/۱۳۳)

برشگال

برکھا رت، برسات۔

برشگالِ گریۂ عاشق ہے دیکھا چاہیے
کھل گئی مانندِ گل سو جا سے دیوارِ چمن
(۲/۹۳)

کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تارِ برشگال
ہے نظر خُو کردۂ اختر شماری ہائے ہائے
(۴/۱۳۹)

برفاب

برف والا پانی جو روزہ افطار کرتے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔

روزہ مرا ایمان ہے غالب لیکن
خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں
(۶/۲۶۳)

برقِ خرام

بجلی کی طرح تیز رفتار۔

عمر ہر چند کہ ہے برقِ خرام
دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی
(۶/۱۳۵)

برگزیدہ

چنا ہوا، نہایت عالی پایہ۔

اہلِ ورع کے حلقہ میں ہرچند ہوں ذلیل
پر عاصیوں کے فرقہ میں میں برگزیدہ ہوں
(۱/۲۶۹)

برگ و نوا

سروسامان، لیکن یہاں بظاہر برگ سے مراد پتے اور نوا سے مراد مرغانِ چمن کی ترانہ ریزیاں ہیں۔ گویا کارگاہِ برگ و نوا سے مراد باغ ہیں۔

رونقِ کارگاہِ برگ و نوا
نازشِ دودمانِ آب و ہوا
(۴/۲۴۲)

بزمِ قدح

شراب نوشی کی محفل۔

بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ
صیدِ زدام جستہ ہے اس دام گاہ کا
(۲/۴۷)

بساط

فرش، بزم کا فرش، یعنی بزم۔

ایک وفا و مہر میں تازگی بساطِ دہر
لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار ایک
(۴/۲۶۵)

اے تازہ وارِدانِ بساطِ ہوائے دل
زنہار اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے
(۶/۱۶۵)

بساطِ عجز

عاجزی کی بساط، عاجزی کی حیثیت، سروسامان۔

بساطِ عجز میں تھا ایک دل یک قطرہ خوں وہ بھی
سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی
(۱/۱۳۳)

بس کہ

چونکہ۔

ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اور
(۳/۶۶)

بطِ مے

شراب کی صراحی جس کی شکل بطخ کی سی ہوتی ہے اس قسم کی صراحیاں عموماً اس وقت استعمال کی جاتی ہیں جب بزم شراب کی کسی حوض یا ندی کے کنارے آراستہ ہوتی تھی۔

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب
دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب
(۱/۵۱)

بُعد

دوری۔

اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے
جتنا کہ وہم غیر سے ہوں پیچ و تاب میں
(۵/۹۷)

بقعہ معمور

آباد ٹکڑا۔

رام پور آج ہے وہ بقعہ معمور کہ ہے
مرجع و مجمع اشرافِ نژادِ آدم
(۳/۲۹۲)

بلاکش

بلائیں جھیلنے اور مصیبتیں برداشت کرنے والا۔

جنابِ قبلۂ حاجات ! اس بلاکش نے
بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس
(۶/۲۹۱)

بن جانا

مصیبت میں مبتلا ہو جانا، آفت آنا، مجبور ہو جانا۔

میں بلاتا تو ہوں اس کو مگر اے جذبۂ دل
اس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے
(۳/۱۸۶)

بن ہر خار

ہر خاردار جھاڑی کی جڑ۔

جگر تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا
جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس
(۲/۷۵)

بنا

بنیاد۔

غزہ اوج بنائے عالمِ امکاں نہ ہو
اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن
(۵/۸۹)

بنات النعش

لغوی معنی نعش اٹھانے والے شمالی جانب سے سات ستارے ہیں۔ چار کھٹولے کی شکل میں ہیں جنھیں نعش کہتے ہیں اور تین لٹکے ہوئے ہیں جنھیں بنات کہا جاتا ہے یعنی نعش اٹھانے والے تین ستاروں میں بیچ والے کے پاس ایک چھوٹا سا ستارا ہے جو سُہا کہلاتا ہے یہ ستارے قطب کے گرد گھومتے رہتے ہیں۔ جنازہ اٹھانے والے کو عربی میں ابن النعش کہا جاتا ہے اور اس کی جمع عربوں کے محاورے میں بنات النعش ہے۔

تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو ان کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں
(۳/۱۰۸)

بندگی

عبودیت ، بندہ ہونا، فرماں برداری ، عبادت۔

بندگی میں بھی وہ آزاد و خودبیں ہیں کہ ہم
الٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا
(۲/۲۷)

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا
(۹/۳۱)

بوالہوس

ہوا و ہوس سے بھرا ہوا یعنی غیر۔

حسن اور اُس پہ حسنِ ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیوں!
(۳/۱۱۵)

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اہل نظر گئی
(۶/۱۵۴)

بوتراب

حضرت علی کی کنیت، اگرچہ صورت کنیت کی ہے لیکن حقیقت میں ان کا لقب ہے۔ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی مسجد نبوی میں فرشِ خاک پر سوئے ہوئے تھے اور آپ کے کپڑے خاک آلود ہوگئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:
"اے ابو تراب اٹھ (خاک میں لپٹے ہوئے یا خاک آلود) بس اس ہی وقت سے حضرت علی کا یہ لقب ٹھہر گیا۔

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغولِ حق ہوں بندگی بوتراب میں
(۴/۹۸)

بود

ہستی۔

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے
نبض بیمار وفا دُودِ چراغ کشتہ ہے
(۲/۱۴۳)

بودا

کم زور، ضعیف، کم ہمت۔

غم کھانے میں بودا دل ناکام بہت ہے
یہ رنج کہ کم ہے مے گلفام بہت ہے
(۵/۲۱۹)

بہ انداز چکیدن

ٹپکنے کے طور پر۔

بساطِ عجز میں تھا ایک دل یک قطرہ خوں. وہ بھی
سو رہتا ہے باندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی
(۱/۱۳۳)

بہ اندازۂ تقریر

وہ بات جو تقریر میں نہ سما سکے جس کی حقیقت کا اظہار لفظوں سے متجاوز ہو یعنی لفظوں میں بیان نہ کیا جا سکے۔

سر کھجاتا ہے جہاں زخم سر اچھا ہوجائے
لذت سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں
(۵/۹۲)

بہ باد دینا

اُڑانا، ہوا کے حوالے کر دینا، پریشان و برباد کر ڈالنا۔

نالۂ دل نے دیے اوراق لخت دل بہ باد
یادگار نالہ، یک دیوان بے شیرازہ تھا
(۱/۲۳)

بہ خوں غلطیدن

خون میں لوٹنا، تڑپنا، لت پت ہونا۔

ہوائے سیر گل، آئینۂ بے مہری قاتل
کہ اندازِ بخوں غلطیدن بسمل پسند آیا
(۶/۱۱)

بہ رنگ دگر

دوسرے رنگ کا، جداگانہ طرز کا۔

گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج
قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج
(۱/۵۶)

بہ روئے کار آنا

نمایاں ہونا، برسرکار آنا۔

جز قیس اور کوئی نہ آیا بہ روئے کار
صحرا مگر بہ تنگی چشم حسود تھا
(۲/۶)

بہ طرز استفہام

وہ سوال جو کسی بات کو سمجھنے کے لیے کیا جائے۔

جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو
تب کہا ہے بہ طرز استفہام
(۱۲/۲۳۴)

بہ ہرزہ

بے ہودہ طریق پر، فضول۔

نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نورد وہم وجود
ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز
(۵/۷۱)

بہا

قیمت، معاوضہ۔

جاں ہے بہائے بوسہ ولے کیوں کہے ابھی
غالب کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں
(۷/۹۱)

صَرف بہائے مے ہوئے، آلاتِ مے کشی
تھے یہ ہی دو حساب، سو یوں پاک ہوگئے
(۶/۲۰۳)

بہرام

۱. مشہور ساسانی بادشاہ جسے گورخر کے شکار کا اتنا شوق تھا کہ اس کا لقب ہی بہرام گور پڑ گیا اس کا دستور یہ تھا کہ گورخر پکڑتا اور اس کی ران پر داغ لگا کر چھوڑ دیتا۔

اور داغ آپ کی غلامی کا
خاص بہرام کا ہے زیبِ سریں
(۲/۲۸۹)

وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے
ایرج و تور و خسرو و بہرام
(۱۱/۲۳۶)

۲. مریخ کا فارسی نام، جلّادِ فلک۔

کون ہے جس کے در پہ ناصیہ سا
ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام
(۲/۲۳۶)

بیاباں نورد

صحرا و بیاباں میں پھرنے والا۔

نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نورد وہم وجود
ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز
(۵/۷۱)

بے خودی

اپنے آپ میں نہ رہنا، یعنی ہوش میں نہ رہنا، بے خبری، زیرِ نظر شعر میں اس سے مراد تجاہل یعنی جان بوجھ کر انجانا بننا ہے۔

سادگی و پرکاری بے خودی و ہشیاری
حسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا
(۵/۷)

بیدا

صحرا، جنگل، بیاباں۔

ہوں زخود رفتۂ بیدائے خیال
بھول جانا ہے نشانی میری
(۳/۱۸۰)

بے دست و پا افتادہ

ہاتھ پاؤں معطّل ہوجانے کے باعث پڑا ہوں۔

سرِشک سر بہ صحرا دادہ نور العین دامن ہے
دل بے دست و پا افتادہ برخوردار بستر ہے
(۲/۱۸۹)

بے دلی

عاشقی، افسردگی، مایوسی۔

بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے
کشائش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا
(۵/۱۱)

بے دماغی

پریشانی، ناخوشی، زود رنجی، چڑچڑا پن، بدمزاجی، بیزاری۔

محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بے دماغی ہے
کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا
(۷/۱۴)

بیژن

گیو کا بیٹا اور رستم کا بھانجا، مشہور پہلوان، دخترِ افراسیاب سے بیژن کے عشق کی داستان "شاہنامہ" کا ایک اہم جزو ہے۔

زور بازو میں مانتے ہیں تجھے
گیو و گودرز و بیژن و رُہام
(۱۲/۲۳۶)

بے سبب آزار

بے وجہ ستانے والا، بے سبب اذیت۔

کیا آبروئے عشق جہاں عام ہو جفا
رُکتا ہوں تم کو بے سبب آزار دیکھ کر
(۳/۶۳)

بے سبب رنج

بغیر کسی سبب کے خفا ہونے والا، بلاوجہ ناراض ہو جانے والا۔

ہم اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن کہ رکھتا ہے
شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشم روزن پر
(۶/۶۸)

بے ستون

ایران کا وہ پہاڑ جس کے متعلق مشہور ہے کہ فرہاد نے باغ شیریں کے لیے دودھ کی نہر لانے کی غرض سے کاٹا تھا۔

کوہ کن گرسنہ مزدور طرب گاہِ رقیب
بے ستوں آئنہ خوابِ گرانِ شیریں
(۷/۲۳۰)

بے صرفہ

بے فائدہ، بے سود، بے نتیجہ۔

بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر
حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے!
(۱/۱۴۸)

بیضہ آسا

انڈے کی طرح۔

بیضۂ آسا ننگ بال و پر ہے یہ کنجِ قفس
از سرِ نو زندگی ہو، گر رہا ہو جائیے
(۵/۲۱۱)

بیضۂ مور

چیونٹی کا انڈا۔

کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے
جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے
(۵/۱۳۶)

بے گانگی

بے تعلقی، اجنبیت۔

وارستگی بہانۂ بے گانگی نہیں
اپنے سے کر نہ غیر سے وحشت ہی کیوں نہ ہو
(۴/۱۴۰)

بے محابا

بے تکلف، بے خوف، بے دھڑک، بے حجاب۔

دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا
آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا
(۳/۸)

نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں
تغافل ہائے تمکیں آزما کیا
(۴/۲۶)

بے مزہ

بے لطف، بدذائقہ، رنجیدہ، کبیدہ، ناخوش۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا
(۷/۳۱)

بیم ناک

ڈرا ہوا، خوف زدہ۔

گاہ بہ خلد امیدوار گہ بہ جحیم بیم ناک
گرچہ خدا کی یاد ہے کلفتِ ماسوا سمجھ
(۱/۳۲۷)

بیمار دوست

محبوب کا بیمار یعنی عشق۔

عشق میں بے دادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے
کشتۂ دشمن ہوں آخر گرچہ تھا بیمار دوست
(۵/۵۴)

بیمارِ وفا

جو شخص وفا کا بیمار ہو جیسے بیمارِ محبت، جسے کوئی چیز راہِ وفا سے ہٹا نہ سکے، عاشق، صادق، جاں باز۔

رحم کر ظالم کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے
نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے
(۲/۱۴۴)

بھرم

اعتبار، ساکھ، عزت، راز۔

بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا
اگر اس طرۂ پر پیچ و خم کا پیچ نکلے
(۵/۲۱۰)

پابستگی

پابندی۔

ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں
پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے
(۲/۲۲۰)

پابوس

قدم چومنا، پاؤں کو بوسہ دینا۔

مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا
کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا
(۵/۳۴)

پابہ حنا

جس کے پاؤں میں مہندی لگی ہو۔

تیری فرصت کے مقابل، اے عمر!
برق کو پابہ حنا باندھتے ہیں
(۳/۱۰۶)

پاداشِ عمل

عمل کا بدلہ۔

کیا زہد کو مانوں کہ نہ ہو گرچہ ریائی
پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے
(۱/۲۲۰)

پارہ

ٹکڑا۔

آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ
تارِ نفس کمندِ شکارِ اثر ہے آج
(۲/۵۶)

پارہ ہائے دل

دل کے ٹکڑے۔

فراغت کس قدر رہتی ہے مجھے تشویشِ مرہم سے
ہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر
(۴/۶۵)

پاسِ وضع

وضع داری کا لحاظ۔

واں وہ غرورِ عزّ و ناز یاں یہ حجابِ پاسِ وضع
راہ میں ہم ملیں کہاں بزم میں وہ بلائے کیوں
(۵/۱۱۵)

پاسخ

جواب۔

یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب
مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا
(۵/۳۲)

پاشنہ

ایڑی۔

زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا
نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے
(۳/۱۳۹)

پاؤں پڑنا

قدم چومنا، عزت اور تعظیم کرنا۔

دی سادگی سے جان پڑوں کوہ کن کے پانو (پاؤں)
ہیہات کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو (پاؤں)
(۱/۱۲۳)

پاؤں دھو کر پینا

انتہائی تعظیم، انتہائی فرمانبرداری اور انتہائی محبت کا ایک فعل ہے چنانچہ ہندو برہمنوں کے پاؤں دھو کر پیتے تھے۔ راجاؤں میں بھی یہی دستور تھا۔

دھوتا ہوں جب میں پینے کو سیم تن کے پانو (پاؤں)
رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانو (پاؤں)
(۷/۱۲۲)

پائے افگار

زخمی پاؤں۔

پائے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے
خارِ رہ کو ترے ہم مہرگیا کہتے ہیں
(۳/۸۶)

پائے سخن درمیاں نہیں

بات کا پاؤں درمیاں نہیں یعنی بات کوئی نہیں کی، منہ سے کچھ نہیں کہا۔

کس منہ سے شکر کیجیے اس لطفِ خاص کا
پرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں
(۳/۹۰)

پچ آپڑنا

اپنی بات نباہنا اور اس کا پاس کرنا۔

پچ آپڑی ہے وعدۂ دل دار کی مجھے
وہ آئے یا نہ آئے پہ یاں انتظار ہے
(۱/۲۱۵)

پر افشاں

پر جھاڑتا ہوا، تیر کی نوک یعنی پیکان کے دونوں جانب پر سے ملے ہوتے ہیں تاکہ تیر کمان سے نکلتے ہی سیدھا نشانے پر جا بیٹھے۔

زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب
تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا
(۳/۹)

ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پر افشاں جو ہر آئینے میں مثلِ ذرہ روزن میں
(۶/۱۱۲)

پرتو خور

سورج کا جلوہ جس کی حدت اور تمازت شبنم کو اڑا لے جاتی ہے۔

پرتو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک
(۵/۸۰)

پرخاش

رنج و کاوش۔

استادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال
یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے
(۵/۲۳۹)

پردہ سنج

ساز کے پردے سے کام لینے والا یعنی نغمہ زن، نواگر۔

جاں مطربِ ترانہ ھل من مزید ہے
لب، پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں
(۱/۹۱)

پُرعربدہ

جنگ جو گھوڑا، لڑاکا، ہنگامہ آرا۔

حسرت اے ذوقِ خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی
عشقِ پُر عربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں
(۵/۱۰۰)

پُرفشانی

پر پھڑپھڑانا، اس کے معنی پروں کا گر جانا بھی ہے۔

کروں بے دادِ ذوقِ پُرفشانی عرض کیا قدرت
کہ طاقت اڑ گئی اڑنے سے پہلے میرے شہپر کی
(۵/۱۶۲)

پرفشانیِ شمع

شمع کا پھڑ پھڑانا یعنی جھلملانا۔

ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے
بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع
(۵/۷۷)

پُرکار

۱. ہوشیار، چالاک۔

سادہ پرکار ہیں خوباں غالب
ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں
(۸/۱۰۶)

۲. دائرہ کھینچنے کا آلہ۔

کیوں اسے قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیے؟
کیوں اسے نقطۂ پرکارِ تمنا لکھیے؟
(۲/۲۲۸)

پُرکاری

ہوشیاری۔

سادگی و پرکاری بیخودی و ہشیاری
حسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا
(۵/۷)

پرکاہ

گھاس کا تنکا۔

واں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرکاہ
وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار
(۱/۲۲۸)

پرنیاں

ریشم۔

لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے
ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی
(۳/۱۳۵)

پرواز

جلا، صیقل، آرائش۔

وصال جلوہ تماشا ہے، پر دماغ کہاں
کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرواز
(۱/۷۲)

پروین و پرن

ستاروں کے رو جھرمٹ۔

فروغِ حسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام
جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرن تکیہ
(۱/۲۷۰)

پشتِ چشم

چشم پوشی، آنکھ پھیر لینا۔

نہیں اقلیمِ الفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا
کہ پشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مہر عنواں پر
(۵/۶۵)

پشتِ خار

پیٹھ کھجانے کا آلہ، لوہے، پیتل یا چاندی کی ایک چیز ہتھیلی کی شکل کی ہوتی ہے اس میں ایک ڈنڈی لگا لیتے ہیں اس سے امیر یا غریب ضرورت کے وقت پیٹھ کھجا لیتے ہیں۔

اسد ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں
کہ ہے سرپنجۂ مژگانِ آہو پشتِ خار اپنا
(۳/۲۸)

پشتِ دست

اصل میں پشتِ دست بر زمیں نہادن ہے، یعنی کسی کی تعظیم کرنا اور اس کے سامنے عجز و انکسار سے پیش آنا۔

ہم سے رنجِ بے تابی کس طرح اٹھایا جائے
داغِ پشتِ دستِ عجز شعلہ خس بہ دنداں ہے
(۵/۱۵۲)

پشتِ گرمی
۱. یاوری، مدد، تقویت، سہارا، ساتھ۔

ہر چند جاں گدازیِ قہر و عتاب ہے
ہر چند پشت گرمیِ تاب و تواں نہیں
(۷/۹۰)

۲. امداد، اعانت، پشتی بانی۔

سیماب پشت گرمیِ آئینہ دے ہے ہم
حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے
(۵/۱۸۲)

پلنگ
چیتا جس کے زرد جسم پر سیاہ چتیاں ہوتی ہیں۔

سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ
تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار
(۳/۲۲۶)

پنبہ آگیں
روئی سے بھرا ہوا۔

بجا ہے گر نہ سنے نالہ ہائے بلبلِ زار
کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے
(۲/۱۹۲)

پنبہ بالش
تکیے کی روئی۔

واں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام
گریہ سے یاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا
(۲/۱۸)

پندار
خیال، غرور، تکبر، تصور۔

تم ہو بت پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے
تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی
(۲/۲۷۱)

دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے
پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے
(۷/۲۲۱)

پود
بانا۔

گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ ایک بو
ریختہ کے قماش کو پود ہے ایک تار ایک
(۱/۲۶۶)

پہلوتہی کرنے والا
کنارہ کشی اور علیحدگی اختیار کرنا، پرہیز کرنا۔

تغافل دوست ہوں میرا دماغِ عجز عالی ہے
اگر پہلوتہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے
(۸/۱۷۹)

پیدائی
ظہور، نمود و نمائش۔

باوجود یک جہاں ہنگامہ پیدائی نہیں
ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم
(۳/۸۳)

پیرزن
مشہور ہے کہ فرہاد سے کہا گیا تھا۔ پہاڑ چیر کر شیریں کے باغ میں نہر لے آئے تو اسے شیریں مل جائے گی فرہاد نے یہ شرط پوری کر دی اب خسرو کو تشویش ہوئی آخر ایک بڑھیا کو ایک روایت کے مطابق بھیس بدلوا کر فرہاد کے پاس بھیجا گیا۔ وہ روتی چلاتی گئی فرہاد نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں شیریں کی دایہ ہوں میں نے ہی اُسے پالا تھا وہ آج مر گئی۔ فرہاد نے یہ سنتے ہیں تیشہ سر پر مارا اور مرگیا۔

دی سادگی سے جان پڑوں کوہ کن کے پانو (پاؤں)
ہیہات کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو (پاؤں)
(۱/۱۲۳)

پیرِ کنعاں

کنعان کا بوڑھا، یعنی حضرت یعقوبؑ۔

نسیم مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی
اسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے
(۶/۱۹۶)

پیغارہ جو

طعنے تلاش کرنے والا، طعنے دینے والا۔

دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو زنجیرِ رسوائی
عدم تک بے وفا چرچا ہے تیری بے وفائی کا
(۵/۲۹)

پیکِ تیز خرام

تیز رفتار قاصد۔

کہہ چکا میں تو سب کچھ اب تو کہہ
اے پری چہرہ پیکِ تیز خرام
(۱/۲۳۶)

پینس

فنس یا محافہ یا پالکی۔ ایک سواری جسے کہار اٹھاتے تھے اور عموماً امراء یا عورتوں کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے
کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے
(۳/۱۴۳)

پیوند

علاقہ، تعلق، جوڑ۔

ابرو سے ہے کیا اس نگہ ناز کو پیوند
ہے تیر مقرر مگر اس کی ہے کماں اور
(۵/۶۶)

پے ہم/پیہم

پیہم، لگاتار، مسلسل۔

واں پہنچ کر جو غش آتا پے ہم ہے ہم کو
صد رہ آہنگِ زمیں بوس قدم ہے ہم کو
(۳/۱۴۴)

تار

تانا۔

گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ ایک بو
ریختہ کے قماش کو پود ہے ایک تار ایک
(۱/۲۶۶)

تار و پود

تانا بانا۔

گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ ایک بو
ریختہ کے قماش کو پود ہے ایک تار ایک
(۱/۲۶۶)

تازہ وارد

نیا نیا آنے والا۔

اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل
زنہار اگر تمہیں ہوسِ نائے و نوش ہے
(۶/۱۶۵)

تاک

انگور کی بیل، انگور۔

پوچھ مت وجہ سیہ مستیِ اربابِ چمن
سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موجِ شراب
(۲/۵۱)

آم کے آگے پیش جاوے خاک
پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک
(۴/۲۳۱)

تا کہ

جب تک۔

اپنے کو دیکھتا نہیں ذوقِ ستم تو دیکھ
آئینہ تا کہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو
(۲/۱۴۳)

تالیف

جمع کرنا، ترتیب دینا۔

تالیف نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں
مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا
(۵/۱۰)

تاویل

طرح، بیان، اصلیت واضح کرنا۔

وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے
عقدۂ احکامِ پیغمبر کھلا
(۱۱/۲۳۸)

تبرید

وہ ٹھنڈائی جو معدے سے جلاب کی گرمی دور کرنے کے لیے پی جاتی ہے۔

تین دن مسہل سے پہلے تین دن مسہل کے بعد
تین مسہل تین تبریدیں یہ سب کے دن ہوئے
(۹/۲۵۶)

تبسم ہائے پنہاں

زیرِ لب مسکراہٹیں۔

بغل میں غیر کی آپ آج سوتے ہیں کہیں ورنہ
سبب کیا خواب میں آ کر تبسم ہائے پنہاں کا
(۳/۱۴)

تبلیغ

مبالغہ کرنا۔

ہم نہ تبلیغ کے مائل نہ غلو کے قائل
دو دعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں نواب کو ہم
(۶/۲۹۳)

تپاک

محبت کی گرم جوشی، اضطراب، بے قراری یہاں "طرزِ تپاک" سے مراد اہلِ دنیا کی منافقت اور ریا کاری ہے، جس کی وجہ سے دل بجھ گیا۔

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ کہ دل
دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا
(۲/۹)

تپیدن

تڑپنا۔

بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگِ بے تابی
ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر
(۴/۶۸)

تجاہل پیشگی

جان بوجھ کر انجان بننے کی عادت۔

تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
کہاں تک اے سراپا ناز کیا کیا
(۲/۳۶)

تجدید

تازہ کرنا۔

ہم اور فسردن اے تجلی افسوس
تکرار روا نہیں تو تجدید سہی
(۲/۳۶۰)

تجلی

ذاتِ باری تعالیٰ کا جلوہ جو حضرت موسیٰ کو طور پر دکھایا گیا۔

گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی نہ طور پر
دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر
(۵/۶۴)

تجمل حسین خاں

فرخ آباد کے بنگش خاندان کا مشہور امیر جس نے ۱۸۴۶ء کو وفات پائی۔ نصیر الدولہ معین الملک، ظفر جنگ اس کے خطابات تھے۔ نوابوں سے علاقہ انگریزی حکومت نے واپس لے لیا اور ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ نقد مقرر کر دیا لیکن نوابوں کا ٹھاٹھ باٹھ ایسا تھا کہ بڑے بڑے والیانِ ریاست اِن کے مقابلے میں کمتر نظر آتے تھے۔

دیا ہے خلق کو بھی اُسے نظر نہ لگے
بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے
(۲/۲۲۴)

تحصیل

حاصل کرنا، استفادہ۔

جاری تھی، اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل
آتش کدہ، جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا
(۳/۴۴)

تحویل

پھرنا، حوالے کرنا۔

ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر
زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل
(۷/۲۴۴)

تحیّر

حیرانی کی حالت میں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان چپ ہو جاتا ہے اور اس میں بات کرنے کی سکت نہیں رہتی۔

تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشہ جانے
غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے
(۱/۱۸۱)

تدارک

تلافی۔

خود ہے تدارک اس کا گورنمنٹ کو ضرور
بے وجہ کیوں ذلیل ہو غالب ہے جس کا نام
(۷/۲۸۶)

تذرو

ایک خوش رنگ اور خوش رفتار پرندہ جو استرآباد کے جنگل میں بہ کثرت ہوتا ہے۔ محققین کے نزدیک ذال ہی سے مسجع ہے۔ فاختہ اور قمری کی طرح شعراء تذرو کو بھی سرو کا عاشق قرار دیتے ہیں۔

مینائے مے ہے سرو نشاطِ بہار سے
بالِ تذرو جلوۂ موجِ شراب ہے
(۲/۱۴۹)

تراوش

ٹپکاؤ، ٹپکنا، نکلنا، ظاہر ہونا۔

نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا
دی ہی جائے دہن اس کو دمِ ایجاد نہیں
(۵/۱۰۲)

مرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح
مرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل
(۷/۲۴۵)

ترکش

تیردان، تیر رکھنے کا خول۔

ہم تھے مرنے کو کھڑے پاس نہ آیا نہ سہی
آخر اس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا
(۶/۴۰)

تُرکِ فلک

مریخ۔

جم رتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم
ترکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام
(۱۳/۲۸۴)

ترنجِ زر

سونے کا لیمو۔

تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس
رنگ کا زرد پر کہاں بو باس
(۲/۴۴۲)

تریاکی

یہ لفظ تریاک کے بنا ہے، جسے "ک" اور "ق" دونوں سے لکھتے ہیں۔ بہارِ عجم کا بیان ہے کہ تریاک کو افیون کے معنی میں استعمال کرنا بعد واقع ہے پہلے محض زہر مہرہ کے معنی تھے لہٰذا یہاں تریاکی بہ معنی افیونی ہے۔

تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے
تریاکیِٔ قدیم ہوں دودِ چراغ کا
(۵/۳۶)

تسلیم

رضا، بندگی۔

مثلِ مضمونِ وفا باد بہ دستِ تسلیم
صورتِ نقشِ قدم خاک بہ فرقِ تمکیں
(۵/۲۳۰)

تشنہ کامی

پیاس، اشتیاق، خصوصاً اشتیاق مے۔

بقدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی
جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا
(۲/۱۵)

تشویش

رنج محنت، پریشانی، تردّد، دوڑ دھوپ۔

فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے
بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر
(۴/۶۵)

تعجیل

جلدی، جلدی کرنا۔

نیک ہوتی ہے مری حالت تو نہ دیتا تکلیف
جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل
(۸/۲۴۵)

تعزیت

ماتم پرسی، پرسا دینا، ماتم و سوگ۔

غم سے مرتا ہوں کہ اتنا نہیں دنیا میں کوئی
کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد
(۳/۵۹)

تعزیر

سزا۔

یوسف اس کو کہوں، اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی
گر بگڑ بیٹھے، تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا
(۳/۴۰)

تغافل دوست

بے توجہی اور بے التفاتی کو پسند کرنے والا۔

تغافل دوست ہوں میرا دماغِ عجز عالی ہے
اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے
(۸/۱۷۹)

تغافل ہائے تمکین آزما

جان بوجھ کر ایسی بے پروائی اختیار کرنا۔ جس کا مدعا یہ ہو کہ عاشق کے صبر و شکیب کا امتحان لیا جائے۔

نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں
تغافل ہائے تمکیں آزما کیا
(۴/۳۶)

تفضلات

تفضل کی جمع، لطف و کرم۔

میری سنو کہ آج تم اس سرزمین پر
حق کے تفضلات سے ہو مرجعِ انام
(۵/۲۸۵)

تفِ نالہ

آہ و فغاں۔

سُراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے
کہ شب رو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
(۵/۹۴)

تقدس آثار

پاکیزگی کے نشانوں والا، پاکیزہ۔

حبذا باغِ ہمایوں تقدس آثار
کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم
(۲/۲۹۴)

تقریب

۱. ذریعہ سبب، اجتماع کا موقع، مثلاً شادی بیاہ یا جشن ذکر، جلسہ۔

جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا
تپشِ شوق نے ہر ذرے پہ اک دل باندھا
(۱/۳۴)

سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے
(۲/۱۳۲)

۲. یہاں لفظ ذریعہ، باعث، سبب کے معنی میں استعمال ہوا ہے اصطلاحِ لفظی میں تقریب کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ بات ایسے طریقے پر کی جائے جس سے دلیل یا نتیجہ ذہن میں آجائے۔

غمِ دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اٹھانے کی
فلک کا دیکھنا تقریب تیرے یاد آنے کی
(۲/۱۳۵)

تقوئی

جسے شاعر نے ایرانیوں کے طریقے کے مطابق تقوئی باندھا ہے۔ (مثلاً عیسٰی، عیسی، لیلٰی، لیلی) پرہیزگاری۔

دل گزرگاہ خیالِ مے و ساغر ہی سہی
گر نفَس جادہ سرمنزلِ تقوئی نہ ہوا
(۳/۱۲)

تکرار

۱. بار بار آنا۔

ہم اور فسردن اے تجلی افسوس
تکرار روا نہیں تو تجدید سہی
(۲/۲۶۰)

۲. دہرانا، بحث، جھگڑا، یہاں مراد سود در سود سے ہے یعنی سو بار بار دگنا ہوتا رہتا ہے۔

بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض
اور رہتی ہے سود کی تکرار
(۱۲/۲۵۵)

تکلف برطرف

۱. صاف صاف کہنا، لگی لپٹی رکھے بغیر کہہ دینا۔

تکلف برطرف نظارگی میں بھی سہی لیکن
وہ دیکھا جائے کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے
(۳/۱۹۸)

۲. تکلف اٹھا رکھیے یہ ایسے موقع پر استعمال کرتے ہیں جب کوئی بات صاف صاف اور لگی لپٹی رکھے بغیر کہنی مقصود ہو۔

ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں
تکلف برطرف مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر
(۳/۶۹)

۳. حق یہ ہے، سچ یہ ہے۔

رہے اس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف برطرف تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی
(۲/۱۳۳)

تکوین

تخلیق، پیدا کرنا، وجود میں لانا۔

وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں
مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر کھلا
(۱۰/۲۳۸)

تکیہ گاہ

سہارے کی جگہ، ٹیک لگانے کا مقام۔

ضعف سے ہے نے قناعت سے یہ ترکِ جستجو
ہیں وبالِ تکیہ گاہ ہمتِ مردانہ ہم
(۴/۸۳)

تگرگ بار

اولے برسانے والا، ژالہ بار۔

جانِ وفا پرست کو ایک شمیمِ نوبہار
فرقِ ستیزہ مست کو ابرِ تگرگ بار ایک
(۶/۲۶۶)

تلافیِ مافات

جو کچھ گزر چکا، اس کی تلافی نقصان کا پورا ہونا۔

دے داد اے فلک دلِ حسرت پرست کی
ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے
(۱/۱۳۲)

تلخ نوائی

وہ باتیں کہنا جو تلخ ہوں۔ درد بھرے نغمے الاپنا۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے
(۶/۱۷۵)

تماشا

جلوہ، دیدار، مجازاً اس سے تماشائے دنیا بھی مراد لی جاسکتی ہے جو یہاں زیادہ موزوں ہے اور تماشائے محبوب بھی۔

درخورِ عنوان تماشا بہ تغافل خوشتر
ہے نگہ رشتۂ شیرازہ مژگاں مجھ سے
(۱/۱۸۵)

تماشا دوست

جسے نمود و نمائش پسند ہو، جو اس امر کا مشتاق ہو کہ دنیا اسے دیکھے۔

نہ ہو حسن تماشا دوست رسوا بے وفائی کا
بہ مہر صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا
(۶/۲۸)

تمثال

تصویر، مجسمہ، صورت، پیکر، تصویر۔

کوہ کن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا، اسدؔ!
سنگ سے سر مار کر، ہووے نہ پیدا آشنا
(۴/۴۵)

ہوئے اس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پر افشاں جوہر آئینے میں مثلِ ذرہ روزن میں
(۶/۱۱۲)

تمثال دار

۱. جس میں تصویر ہو۔

اب میں ہوں، اور ماتم یک شہر آرزو
توڑا جو تو نے آئینہ، تمثال دار تھا
(۵/۴۰)

۲. تصویروں کا مرقع۔

دل مت گنوا خبر نہ سہی سیر ہی سہی
اے بے دماغ آئنہ تمثال دار ہے
(۴/۲۱۵)

تمکین

۱. وقار، شانِ ضبط۔

لاف تمکین فریب سادہ دلی
ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز
(۵/۷۳)

۲. تمکن، ٹھہراو، جماو، قرار۔

رنگِ تمکینِ گل و لالہ پریشاں کیوں ہے
گر چراغانِ سرِ رہگزرِ باد نہیں
(۳/۱۰۲)

۳. وقار سے بیٹھنا، کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس کا رنگ جذباتی ہو۔ کیونکہ جذباتی حرکتیں عموماً اعتدال سے باہر ہوتی ہیں۔

ہے وصل ہجر عالم تمکین و ضبط میں
معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیے
(۱/۱۸۳)

ہرزہ ہے نغمۂ زیروبم ہستی و عدم
لغو ہے آئینہ فرقِ جنوں و تمکیں
(۲/۲۳۰)

تمہید

ابتدا، آغاز، پیش خیمہ۔

ہماری سادگی تھی التفاتِ ناز پہ مرنا
ترا آنا نہ تھا ظالم مگر تمہید جانے کی
(۶/۱۳۵)

تن آسانی

آرام طلبی۔

وائے! واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا
لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے
(۱/۱۹۵)

تنک آبی
پانی کی کمی ، دوسرے مصرع میں "دامن تر نہ ہوا تھا" میں ایک لطف یہ بھی ہے کہ محاورے میں "دامن تر" گناہ گاری کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
(۲/۴۴)

تنِ مجروح
زخموں سے چور جسم۔

چھوڑ کر جانا تنِ مجروح عاشق حیف ہے
دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک
(۴/۷۹)

تنک ظرفی
ظرف کا تنگ ہونا، کم حوصلہ اور بے ہمت ہونا۔

قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن
ہم کو تقلیدِ تُنک ظرفی منصور نہیں
(۴/۱۰۰)

تنگنائے
تنگ جگہ، تنگ کوچہ۔

بہ قدر ذوق نہیں ظرف تنگ نائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے
(۱/۲۲۴)

توسن
گھوڑا، کلیلیں کرنے والا گھوڑا۔

ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں
نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو
(۵/۱۳۱)

تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں
ہم بھی مضمون کی ہوا باندھتے ہیں
(۱/۱۰۶)

ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں
یہ دعا شام و سحر قاضی حاجات سے ہے
(۳/۲۵۱)

توسنِ شہ میں وہ خوبی ہے کہ جب
تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا
(۱۴/۲۳۸)

توغل
انہماک، دھن، مشغولیت۔

ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغل
ہے گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت
(۴/۲۵۳)

توفیر
۱. وافر کرنا، زیادہ کرنا۔

غیر کی منت نہ کھینچوں گا پے توفیرِ درد
زخم مثلِ خندۂ قاتل ہے سرتاپا نمک
(۵/۷۹)

۲. زیادتی، افراط۔

تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر
تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل
(۶/۲۴۴)

توقیع
وہ کاغذ جس پر شاہی دستخط ہوں، فرمان۔

ہے نقشِ مریدی ترا فرمان الٰہی
ہے داغِ غلامی ترا توقیعِ امارت
(۱/۲۵۳)

تولائی
محبت کرنے والا۔

ان کو غالب یہ سال اچھا ہے
جو ائمہ کے ہیں تولائی
(۳/۲۹۹)

تونبا
ایک قسم کا تلخ کدو، جسے اندر سے خالی کر کے درویش کشکول یا چھاگل بناتے ہیں۔ جب مٹی کے برتن کم تھے تو تونبے ہی شراب یا دوسرے سیالات کے لیے استعمال کیے جاتے تھے۔

کیوں بوتے ہیں باغباں تونبے
گر باغ گدائے مے نہیں ہے
(۴/۱۹۰)

تہمت کش
تہمت کھینچنے والا یعنی وہ جس پر تہمت لگائی جائے۔

جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی
نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذت زندگانی کی
(۷/۱۶۱)

تھان
گھوڑا باندھنے کی جگہ۔

توسنِ شہہ میں وہ خوبی ہے کہ جب
تھان سے وہ غیرت صرصر کھلا
(۱۴/۲۳۸)

تیرِ نیم کش
وہ تیر جو کمان کو پورا نہیں بلکہ آدھا کھینچ کر چھوڑا جائے نشانہ جتنی دور ہوتا ہے اس لحاظ سے کمان کھینچ کر تیر پھینکتے ہیں۔ اگر نشانہ بہت قریب ہوتا تو کمان کھینچنے پر پورا زور صرف نہ کیا جاتا۔

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
(۵/۴۴)

تیغِ دودم
دو دھاری تلوار۔

رشک ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں
نالۂ مُرغِ سحر تیغِ دودم ہے ہم کو
(۱/۱۳۵)

تیغِ کہسار
پہاڑ کی چوٹی۔

مستی بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ
ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار
(۲/۲۲۶)

تیمار
غم خواری کرنا، بیمار کی دیکھ بھال، تیماردار اس شخص کو کہتے ہیں جو بیمار کی دیکھ بھال کرتا ہو۔

لو ہم مریضِ عشق کے تیماردار ہیں
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
(۴/۵۶)

تیماردار
بیمار کی دیکھ بھال، علاج معالجہ اور خدمت کرنے والا۔

پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مرجائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو
(۳/۱۳۰)

ثوابت و سیار
پرانے ہیئت دانوں نے ستاروں کی دو قسمیں کی تھیں۔ ایک ثابت یعنی ٹھہرے ہوئے، دوسرے سیار یعنی چلتے ہوئے اور سیر و گردش کرنے والے۔

کہ ہوا مجھ سا ذرہ ناچیز
روشناسِ ثوابت و سیار
(۶/۲۵۴)

ثور
مراد ہے برج ثور جس کی شکل بیل سی تجویز کی گئی ہے۔

ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر
زُہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل
(۷/۲۴۴)

جاداد
جائداد، ملکیت۔

جادادِ بادہ نوشی رنداں ہے شش جہت
غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے
(۴/۱۳۹)

جادہ

راستہ، پگ ڈنڈی۔

دل گزر گاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی
گر نفَس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا
(۴/۱۲)

آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے
نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے
(۳/۲۱۲)

جامِ جم

مشہور ہے کہ شراب جمشید نے ایجاد کی تھی اس لیے شراب کا پیالہ اُسی سے منسوب ہوا۔ اگر چہ یہ محض افسانہ۔

ہوئی اس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی
پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے
(۷/۲۱۰)

جامِ جہاں نما

اسے جامِ جم اور جامِ جمشید بھی کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جام جمشید شاہ ایران کے لیے یونانی حکماء نے قواعد نجوم پیش نظر رکھ کر بنایا تھا اس سے دنیا کے حالات معلوم ہوتے تھے۔

جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر
سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے
(۶/۲۴۹)

جامِ سفال

مٹی کا پیالہ۔

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے
(۷/۱۷۰)

جامہ احرام

احرام کے معنی اپنے اوپر حرام کرلینا حج اور عمرہ کے موقع پر حرم پاک جانے کے لیے ایک خاص لباس پہنا جاتا ہے جسے احرام یا محض احرام کہتے ہیں یہ صرف دو چادریں ہوتی ہیں ایک کمر میں باندھنے کے لیے دوسری اوڑھنے کے لیے ان میں سلائی بالکل نہیں ہوتی سر ننگا رکھا جاتا ہے مختلف اطراف کے آدمی حج و عمرے کے لیے جائیں تو ہر طرف خاص مقامات مقرر ہیں جہاں سے غسل کے بعد یہ لباس پہن لینا چاہیے ساتھ ہی ارادے حج وغیرہ کے بعد جامہ احرام اتارنے تک صاحب احرام پر خاص پابندیاں عائد ہوجاتی ہیں اور اس سلسلے میں بعض جائز اور امور بھی معین وقت کے لیے ترک کردیے جاتے ہیں۔

رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم
دھوئے دھبے جامہ احرام کے
(۴/۱۷۸)

جان دادہ

جان دینے والا، جان قربان کرنے والا۔

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں
جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار تھا
(۶/۲۰)

جانِ درد تمہید

وہ جان جس کی تمہید یعنی ابتدا ہی درد سے ہوئی۔

دل تھا کہ جو جانِ دردِ تمہید سہی
بے تابیٔ رشک و حسرتِ دید سہی
(۱/۲۶۰)

جاں سپاری

جاں سونپ دینا یعنی جان قربان کردینا، جاں فشانی، جاں بازی۔

عشق تاثیر سے نومید نہیں
جاں سپاری شجرِ بید نہیں
(۴/۹۳)

جاں ستاں

جان لیوا۔

دشنۂ غمزہ جاں ستاں ناوکِ ناز بے پناہ
تیرا ہی عکسِ رخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں
(۲/۱۱۵)

جاں ستاں تر

جان لینے میں زیادہ تیز و بے باک۔

تکلف برطرف ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں
نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے
(۲/۲۱۳)

جان کاہی

جان گھلنا، تکلیف کی شدت۔

کہیں حقیقتِ جان کاہیِ مرض لکھیے
کہیں مصیبتِ ناسازیِ دوا کہیے
(۶/۲۰۲)

جاں گسل

جان کو ہلاک کر دینے والا، گھلا دینے والا۔

غم اگرچہ جاں گسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دل ہے
غمِ عشق گر نہ ہوتا غمِ روزگار ہوتا
(۲/۲۵)

جبر

ظلم، زبردستی، ایک عقیدہ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے۔ اسے کسی قسم کا اختیار حاصل نہیں۔

ہوں دردمند جبر ہو یا اختیار ہو
گہ نالۂ کشیدہ گہ اشکِ چکیدہ ہوں
(۲/۲۶۸)

جحیم

دوزخ، جہنم۔

گاہ بہ خلد امیدوار گہ بہ جحیم بیم ناک
گرچہ خدا کی یاد ہے کلفتِ ماسوا سمجھ
(۱/۳۲۷)

جرأت آزما

حوصلے اور ہمت کا امتحان لینے والا۔

سادگی و پرکاری بے خودی و ہشیاری
حسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا
(۵/۷)

جراحت

زخم، گھاؤ۔

نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اس جراحت پر
کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو
(۳/۱۴۱)

جرثقیل

لغوی معنی معیاری چیزوں کا کھینچنا وہ علم یا آلہ جس کے ذریعے سے بھاری چیزیں باآسانی اوپر کھینچی جاتی ہیں۔

تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم
کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرثقیل
(۳/۲۴۵)

جرعہ خوار

جرعہ، گھونٹ، خوار، پینے والا یہاں جرعہ خوار سے مراد ہے فیض حاصل کرنے والا۔

جاں نثاروں میں تیرے قیصرِ روم
جرعہ خواروں میں تیرے مرشدِ جام
(۱۰/۲۳۶)

جعد پرشکن

پیچ در پیچ زلف۔

خراج بادشہ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج
کہ بن گیا ہے خمِ جعد پرشکن تیرا
(۷/۲۶۹)

جگر تشنہ

جس کا جگر پیاسا ہو، یعنی پیاس کی آخری حصہ۔

پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا
دل جگر تشنۂ فریاد آیا
(۵/۳۸)

جگرِ تشنۂ آزار

وہ جگر جو دکھ سہنے اور اذیت برداشت کرنے کا پیاسا ہو۔

جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا
جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس
(۲/۷۵)

جگر تشنۂ ناز

لفظی معنی وہ شے ہے جس کا جگر ناز کا پیاسا ہو، یعنی لہلہانے کے لیے بے تابی و بے قراری۔

جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز
دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب
(۶/۵۱)

جگر داری

حوصلہ، استقلال، ہمت۔

کیا کس نے جگر داری کا دعویٰ
شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا
(۱۱/۳۶)

جگر گوشہ

کلیجے کا ٹکڑا۔

رہرو راہ خلد کا توشہ
طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ
(۵/۲۳۲)

جلوۂ بینش

بینائی اور نظر کا نور یعنی محبوب۔

زکاتِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا
چراغِ خانۂ درویش ہو، کاسہ گدائی کا
(۱/۲۹)

جلوہ تماشہ

حسن کا تماشہ دکھانے والا، وہ حسن جو دیکھے جانے کے قابل ہو۔

وصال جلوہ تماشا ہے، پہ دماغ کہاں
کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرواز
(۱/۷۲)

جلوہ ریزیٔ باد

ہوا کا جلوہ دکھانا یعنی چلنا۔

ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے
بہ جلوہ ریزیٔ باد و بہ پرفشانیٔ شمع
(۵/۷۷)

جلے پھپھولے پھوڑنا

شکایت بھری باتوں سے دل کا غبار نکالنا، یہ ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جب کسی کے سامنے کچھ پیش نہ جا سکے۔

آم کے آگے پیش جاوے خاک
پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک
(۴/۲۳۱)

جم

جمشید ایران کا بادشاہ جس سے شراب کی ایجاد منسوب ہے۔

صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ
وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں
(۲/۱۰۱)

جمشید

ایران کا بادشاہ کہا جاتا ہے کہ اس نے سب سے پہلے شراب بنائی۔

سلطنت دست بہ دست آئی ہے
جامِ مے خاتمِ جمشید نہیں
(۵/۹۳)

جنبشِ لب

لب ہلانا۔

مر گیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالب
ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا
(۷/۱۲)

جنونِ جولاں

دیوانگی کی حالت میں چکر لگانے والا وہ شخص جو دیوانہ ہو اور اِدھر اُدھر بھاگا دوڑا پھرے۔

اسد! ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں
کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشتِ خار اپنا
(۴/۲۸)

جنونِ نارسا

ناتمام اور بے تاثیر عشق۔

کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے ورنہ یاں
ذرہ ذرہ روکشِ خورشید عالم تاب تھا
(۶/۱۹)

جواں میر

جواں مرگ، جوانی میں مر جانے والا۔

پیشے میں عیب نہیں رکھیے نہ فرہاد کو نام
ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا
(۵/۴۰)

جولاں

دوڑ، تیز رفتاری۔

گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس
کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا
(۴/۵۰)

جوہر

فولادی آئینے کو صیقل کیا جاتا ہے تو اس میں خط سے پڑ جاتے ہیں جنھیں جوہر آئینہ کہتے ہیں ایک ایک خط بال سے مشابہ ہوتا ہے لہٰذا انھیں مژگاں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جلوہ ازبس کہ تقاضائے نگہ کرتا ہے
جوہر آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا
(۵/۲۱)

جو بالذات قائم ہو، شعر میں مدح ''عرض'' ہے اور ''جوہر'' ممدوح یعنی بادشاہ۔

مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ
یاں عرض سے رتبۂ جوہر کھلا
(۲/۲۴۰)

جوہر اندیشہ

سوچ بچار اور غور و فکر کا جوہر، جوہر اس چیز کو کہتے ہیں، جو قائم بالذات ہو، اس سے مراد مادّے کا وہ ذرہ لیتے ہیں، جس کا تجزیہ نہ ہو سکے اسی لیے اسے جزولاتجزیٰ کہتے تھے، لیکن معلوم ہے کہ یہ نظریہ مدت ہوئی غلط ثابت ہو چکا ہے اور اب جوہر یعنی ایٹم کا تجزیہ کر کے ایسی قوت دریافت کر لی گئی ہے جسے بے پناہ مانا جاتا ہے، عجیب امر ہے۔ یہ ہے کہ غالب نے اس شعر میں جوہر کا یہی پہلو پیشِ نظر رکھا ہے۔

عرض کیجیے جوہر اندیشہ کی گرمی کہاں
کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا
(۶/۸)

جوہر بے داد

ظلم کا جوہر۔

درخورِ عرض نہیں جوہرِ بے داد کو جا
نگہ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد
(۵/۵۸)

جوئے بار / جوئبار

ندی، نہر۔

نشہ ہا شادابِ رنگ و ساز ہا مستِ طرب
شیشۂ مے سروِ سبزِ جوئبار نغمہ ہے
(۵/۲۰۴)

جوئے شیر

عام روایت کے مطابق وہ نہر جو فرہاد نے بے ستون پہاڑ کاٹ کر بنائی تھی تاکہ شیریں کے باغ تک پانی پہنچ جائے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حقیقتاً دودھ کی نہر تھی پہاڑوں سے جتنی ندیاں نیچے اُترتی ہیں ان کے پانی کا رنگ دور سے عموماً سفید نظر آتا ہے کیونکہ پانی پتھروں سے ٹکراتا ہوا آتا ہے اس میں جھاگ اٹھتے ہیں لہٰذا جوئے شیر مشہور ہوگئی۔

کاو کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوئے شیر کا
(۲/۵)

جہاں داور

بادشاہِ عالم، فرماں روا کے جہاں۔

ہو سکے کیا مدح ہاں اک نام ہے
دفترِ مدحِ جہاں داور کھلا
(۸/۲۴۰)

جیب

گریبان۔

فارغ مجھے نہ جان کہ مانند صبح و مہر
ہے داغ عشق زینتِ جیب کفن ہنوز
(۱/۷۱)

چارہ سازی

علاج، مداوا۔

احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے
زنداں میں بھی، خیال بیاباں نورد تھا
(۲/۱۱)

چراغ کشتہ

بجھا ہوا چراغ۔

رحم کر ظالم کہ کیا بودِ چراغ کشتہ ہے
نبض بیمار وفا دُودِ چراغ کشتہ ہے
(۲/۱۴۴)

چراغ مردہ

بجھا ہوا چراغ، جسے چراغ خاموش بھی کہتے ہیں۔

خموشی میں نہاں، خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں
چراغ مردہ ہوں، میں بے زباں، گور غریباں کا
(۱/۱۴)

چرخِ مینائی

نیلے رنگ کا آسمان۔

کہ زمیں ہوگئی ہے سر تا سر
رُوکشِ سطح چرخ مینائی
(۳/۱۷۹)

چشم سوزن

سوئی کا ناکا۔

نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں
ہوا ہے تار اشکِ یاس، رشتہ چشم سوزن میں
(۱/۱۱۴)

چشمک عوام

عام لوگوں کے طنز یا اشارے۔

سمجھا اسے گراب ہوا پاش پاش دل
دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمک عوام
(۱۳/۲۸۵)

چشمِ ما روشن

ہماری آنکھیں روشن ہو، فارسی کا یہ کلمہ خوشی کے موقع پر بولتے ہیں۔

چشم ما روشن کہ اس بے درد کا دل شاد ہے دیدۂ
پرخوں ہمارا ساغر سرشار دوست
(۶/۵۴)

چشم نمائی

آنکھیں دکھانا، گھورنا، غصے سے دیکھنا، تنبیہ۔

ازبس کہ سکھاتا ہے غم ضبط کے اندازے
جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے
(۵/۱۸۱)

چکر

پھرنے کی لت، گردش کا عادتِ ثانیہ بن جانا۔

مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں
ایک چکر ہے میرے پاؤں میں زنجیر نہیں
(۱/۹۴)

چکنی ڈلی

ایک قسم کی چھالیہ، جو دودھ میں پکا کہ خشک کرلی جاتی ہے اور نہایت نفیس ولذیذ ہوتی ہے۔

ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے
(۱/۲۴۷)

چل نکلنا

حد سے بڑھ جانا، تیز ہو جانا۔

میں اُنھیں چھیڑوں اور کچھ نہ کہیں
چل نکلتے جو مے پیے ہوتے
(۴/۱۷۷)

چنگ

ایک باجا جو ستار کی قسم سے ہے، ایک ساز، سارنگی۔

جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع
گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں
(۳/۹۷)

لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ
یہ جنتِ نگاہ وہ فردوسِ گوش ہے
(۴/۱۶۶)

چوک

اس مراد ہے چاندنی چوک جو شاہ جہاں کی دہلی کا بہترین بازار تھا اور تین صدی تک دنیا کے کسی شہر کا بازار اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا دونوں طرف آنے جانے کی سڑکیں تھیں اور درمیان میں نہر بہتی تھی جس پر خوبصورت درخت لگے ہوتے تھے اور جابجا چمن زار تھے۔

چوک جس کو کہیں وہ مقتل ہے
گھر بنا ہے نمونہ زنداں کا
(۶/۲۹۹)

چہرہ

حلیہ، پہلے یہ دستور تھا (اور اب بھی ہے) کہ جب کوئی شخص فوج میں ملازم رکھا جاتا تو اس کے حلیہ تفصیلی لکھتے تھے، اسے چہرہ لکھنا کہا جاتا ہے۔

روشنا سوں کی جہاں فہرست ہے
واں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھلا
(۱۳/۲۳۸)

چھ ماہی

فاتحہ اور کھانا جو کسی کے مرنے کے بعد چھٹے مہینے ہوتا ہے۔

مجھ کو دیکھو تو ہوں بہ قیدِ حیات
اور چھ ماہی ہو سال میں دو بار
(۱۱/۲۵۵)

حاصل

پیداوار، محصول، فائدہ، نفع۔

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی
دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی
(۳/۱۳۶)

حائل

بیچ میں آ جانے والا، روک، آڑ۔

وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حسن
غیر از نگاہ، اب کوئی حائل نہیں رہا
(۱/۴۴)

حبذا

واہ واہ، مرحبا۔

حبذا باغِ ہمایونِ تقدس آثار
کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم
(۲/۲۹۳)

مرحبا اے سرورِ خاص و خواص
حبذا اے نشاطِ عام و عوام
(۵/۲۴۴)

حجاج

حاجی کی جمع، حاجی لوگ۔

وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ
ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے
(۲/۲۷۴)

حدیقہ

وہ باغ جس کے گرد چار دیواری ہو۔

شہسوار طریقۂ انصاف
نوبہار حدیقۂ اسلام
(۵/۲۳۶)

حرز

پناہ کی جگہ، مجازاً تعویذ۔

مہر مکتوبِ عزیزانِ گرامی لکھیے
حرزِ بازوئے شگرفانِ خود آرا کہیے
(۳/۲۴۷)

حرفِ مکرر

وہ حرف جو غلطی سے دوبارہ لکھا جائے ایسا حرف مٹا دیتے ہیں اور غلطی کی تلافی ہو جاتی ہے۔ مرزا نے مٹائے جانے کی بنا پر اپنے آپ کو حرف مکرر یعنی حرف غلط سے تشبیہ دی ہے۔

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے
لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں
(۲/۱۰۷)

حریف

۱۔ مدِ مقابل، دشمن۔

سبزہ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دبا
یہ زمرد بھی حریف دم افعی نہ ہوا
(۲/۱۲)

۲۔ حل کرنے والا، مدد دینے والا، معاون، رفیق۔

حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز
دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز
(۳/۷۱)

حُسام

جوہر دار تلوار۔

جم رتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم
ترکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام
(۱۳/۲۸۴)

حسد قماش

جن کا تانا بانا حسد سے بنا ہو یعنی حد درجہ حسد کرنے والا۔

ہے خلقِ حسد قماش لڑنے کے لیے
وحشت کدۂ تلاش لڑنے کے لیے
(۳/۲۶۰)

حسرت سنج

حسرت رکھنے والا، مان رکھنے والا۔

نہ دے نامے کو اتنا طول، غالبؔ! مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں، عرضِ ستم ہائے جدائی کا
(۶/۲۹)

حسنِ تلافی

عمدہ طریق پر بدلا دینا۔

گو سمجھتا نہیں پر حسنِ تلافی دیکھو
شکوۂ جور سے سرگرمِ جفا ہوتا ہے
(۳/۱۷۴)

حسنِ طلب

کوئی چیز اچھے طریق پر طلب کرنا۔

نالہ جز حسنِ طلب اے ستم ایجاد نہیں
ہے تقاضائے جفا شکوۂ بے داد نہیں
(۴/۱۰۱)

حَسُود

(ح پر زبر، سین پر پیش) بہت حسد کرنے والا۔

جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار
صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا
(۲/۶)

حفِ نظر

چشم بد دور، دعائیہ کلمہ ہے۔

صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر
طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے
(۶/۲۳۶)

حق

پہلے حق کے معنی میں سچی بات "سچ" دوسرے حق کے معنی ہیں، واجب، فرض، ذمہ۔

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا
(۱۰/۳۱)

حکم ناطق

وہ حکم جو ٹل نہ سکے، قطعی حکم۔

حکم ناطق لکھا گیا کہ لکھیں
خال کو دانہ اور زلف کو دام
(۷/۲۳۷)

حمزہ کا قصہ

ایک قصہ ہے، جسے داستانِ امیر حمزہ کہتے ہیں۔

ہر بنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب
حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا
(۱/۲۸)

حوادث

حادثہ کی جمع یعنی آفتیں اور مصیبتیں۔

کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال
نامہ لاتا ہے، وطن سے، نامہ بر اکثر کھلا
(۵/۱۷)

اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث مکتب
لطمۂ موج کم از سیلیِ استاد نہیں
(۱/۱۰۲)

حوت

مراد ہے برج حوت جس کی شکل مچھلی کی سی تجویز کی گئی ہے۔

ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر
زُہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل
(۷/۲۲۳)

خاتم

۱۔ وہ انگشتری جس پر مالک کا نام کندہ ہو۔

سلطنت دست بہ دست آئی ہے
جامِ مے خاتمِ جمشید نہیں
(۵/۹۳)

۲۔ انگوٹھی، مہر۔

خاتم دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے
سر پستانِ پری زاد سے مانا کہیے
(۵/۲۲۷)

خاشاک

کوڑا کرکٹ، گھاس پھونس۔

فنا کو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا
فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر
(۱/۶۹)

واں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرکاہ
وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بے زار
(۱/۲۲۸)

خاطرِ وابستہ

بندھا ہوا دل، یعنی ملول اور رنجیدہ دل۔

ہے کشادِ خاطرِ وابستہ دَر رہنِ سخن
تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے
(۶/۱۹۵)

خاقان

بڑا بادشاہ۔

جانتا ہوں ہے خطِ لوحِ ازل
تم پہ اے خاقان نام آور کھلا
(۱۰/۲۴۰)

خاک انداز

وہ ظرف جس میں فرش کی صفائی کے بعد کوڑا کرکٹ ڈال کر باہر پھینکتے ہیں۔

نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالب
جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز
(۳/۷۲)

خاک بھی نہیں

اس کے ایک معنی عام ہیں اور دوسرے محاورے کے ہیں، دونوں یہاں ٹھیک ٹھاک چسپاں ہوتے ہیں۔

مے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں
خمیازہ کھینچے ہے بتِ بے دادِ فن ہنوز
(۳/۷۱)

خاکسترنشینی

خاک نشینی، فقر، درویشی، قناعت۔

نازشِ ایامِ خاکسترنشینی، کیا کہوں
پہلوے اندیشہ، وقفِ بسترِ سنجاب تھا
(۵/۱۹)

خالِ کنجِ دہن

وہ تل جو دہن کے کسی ایک سرے پر ہو۔

دل آشفتگاں، خالِ کنجِ دہن کے
سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں
(۲/۹۴)

خانماں خراب

وہ شخص جس کا گھر ویران ہو۔

دیوار بارِ منتِ مزدور سے ہے خم
اے خانماں خراب نہ احساں اٹھائیے
(۳/۱۳۱)

خانہ آرائی

گھر کی آرائش۔

نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی
سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر
(۲/۶۵)

خانہ زاد

جو کسی کے گھر میں پیدا ہوا ہو اور وہیں پلا ہو بظاہر اس کا مطلب ہے وہ شخص جو کسی گھر سے خصوصی نسبت رکھتا ہو لیکن جاگیرداری کے دور میں اس کا اطلاق غلاموں یا ان کی اولاد پر ہوتا رہا۔

خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں
ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبرائیں گے کیا!
(۷/۲۳)

خانہ ویراں ساز

گھر برباد کر دینے والا۔

رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے
انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں
(۴/۸۷)

خانہ ویران سازی

گھر اجاڑنا، گھر کو ویراں کرنا۔

خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے
صورتِ نقشِ قدم، ہوں رفتۂ رفتارِ دوست
(۴/۵۴)

خاور

مشرق۔

صبح دم دروازۂ خاور کھلا
مہرِ عالم تاب کا منظر کھلا
(۱۳/۲۲۷)

خبر

یہاں آگہی اور معرفت کے لیے آیا ہے۔

دل مت گنوا خبر نہ سہی سیر ہی سہی
اے بے دماغ آئنہ تمثال دار ہے
(۴/۲۱۵)

ختن

چین ترکستان کا ایک علاقہ جو اسی نام کے دریا سے سیراب ہوتا ہے یہ یارقند سے تقریباً دو سو میل جنوب میں ہے۔

حجرالاسود دیوارِ حرم کیجے فرض
نافہ آہوئے بیابانِ ختن کا کہیے
(۷/۲۴۷)

خجالت

شرمندگی، پشیمانی۔

ڈالا نہ بے کسی نے کسی سے معاملہ
اپنے سے کھینچتا ہوں خجالت ہی کیوں نہ ہو
(۱/۱۲۰)

خجستہ

مبارک۔

خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر
کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محظوظ
(۱/۲۵۷)

خجلت

شرمندگی۔

جب کرم رخصتِ بے باکی و گستاخی دے
کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں
(۶/۹۴)

خدا ساز

خدا کا بنایا ہوا کام، خدا کی دی ہوئی نعمت، خداداد۔

میں اور حظِ وصل خدا ساز بات ہے
جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں
(۲/۹۶)

خدا نہ کردہ

خدا نہ کرے۔

ظالم مرے گمان سے مجھے منفعل نہ چاہ
ہے ہے خدا نہ کردہ تجھے بے وفا کہوں
(۷/۸۸)

خراب

مست، مدہوش۔

خیال جلوۂ گل سے خراب ہیں مے کش
شراب خانے کے دیوار در میں خاک نہیں
(۲/۱۱۴)

خرابات

شراب خانہ۔

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے
(۵/۱۳۱)

خراش

زخم۔

جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو، گر شادمانی کی
نمک پاشِ خراشِ دل، ہے لذت زندگانی کی
(۷/۱۶۱)

خرقہ

گدڑی، جو فقراء کا خاص لباس سمجھی جاتی ہے۔

رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجادہ رہنِ مے
مدت ہوئی ہے دعوتِ آب و ہوا کیے
(۶/۱۴۷)

خرگہ نہ پایا

نو پایوں کا بڑا خیمہ، یعنی نو آسمان۔

یہ خرگہِ نہ پایہ جو مدت سے بجا ہے
کیا خیمۂ شبیر سے رتبہ میں سوا ہے!
(۴/۳۰۲)

خس بدنداں

۱. جب دو لشکروں میں سے کوئی ایک مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ اظہار عجز کے لیے تنکے دانتوں میں دبا لیتا ہے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ لڑائی ختم کرنے اور شکست مان لینے کا اعلان ہو گیا ہے۔

ہجوم نالہ حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے
خموشی ریشۂ صد نیستاں سے خس بدنداں ہے
(۱/۲۱۳)

۲. دانتوں میں تنکا لینا۔ زمانہ قدیم کے ہندوؤں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ جب کوئی گروہ کسی سے مغلوب ہو جاتا تھا تو مغلوب گھاس کا تنکا منہ میں لے کر غالب گروہ کے روبرو پہنچتا تھا۔ مقصود یہ ہوتا تھا کہ مغلوب نے گائے کی صورت پیدا کر لی ہے جو گھاس کھاتی ہے ہندوؤں کے نزدیک گائے کو مارنے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ تھا اس بنا کر پر اس گروہ کو جو گائے کی صورت میں سامنے آتا تھا اس معاف کر دیا جاتا تھا۔ یوں خس بدنداں گرفتن یا کاہ بدنداں گرفتن سے مراد عاجزی اور مغلوبیت کا اظہار ہوا۔

ہم سے رنج بے تابی کس طرح اٹھایا جائے
داغ پشتِ دستِ عجز شعلۂ خس بہ دنداں ہے
(۵/۱۵۲)

خس جوہر

جوہر کا تنکا، جوہر کو تنکے سے تشبیہ اس لیے دی کہ وہ واقعی تنکے کے مشابہ ہوتا ہے دوم یہ حقیقت شاعر کے پیش نظر ہے کہ تنکے جلد آگ پکڑ لیتے اور جل اٹھتے ہیں۔

نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے
لگائے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش
(۱/۷۶)

خس خانہ

امیر لوگ خس کی ٹٹیوں سے گھر کے اندر ایک چار دیواری سی بنا لیتے ہیں۔ ان پر برابر پانی چھڑکا جاتا ہے اور گرمی محسوس نہیں ہوتی روزہ رکھ کر آرام سے اس میں سو جاتے ہیں۔

روزہ مرا ایمان ہے غالب لیکن
خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں
(۶/۲۶۳)

خست

بخل، کنجوسی۔

کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں
یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں
(۱/۹۷)

خستگی

تباہ حالی، خستہ دلی، بربادی۔

خستگی کا تم سے کیا شکوہ، کہ یہ
ہتھکنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے
(۲/۱۷۸)

خستہ نوازی

بدحال پر نوازش۔

قبلۂ کون و مکاں خستہ نوازی میں یہ دیر
کعبۂ امن و اماں عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل
(۱/۲۳۶)

خسرو

۱. اس سے مراد ہے ایران کا مشہور بادشاہ خسرو پرویز جسے خسرو دوم بھی کہتے ہیں۔ یہ خسرو اوّل نوشیراں کا پوتا تھا۔ روایت ہے کہ اس کے پاس سونا تھا جو موم کی طرح ملائم تھا اور اسے ہاتھ سے دبا کر جو چیز چاہتے تھے بنا لیتے تھے خسرو نے اس کا لیمو بنوایا جو اس کے دسترخوان پر رکھا رہتا تھا۔ اسے ترنجِ زر اور طلائے دست افشار بھی کہتے تھے۔ طلائے دستِ افشار کے معنی ہیں سونا جو ہاتھ سے بھینچا جائے۔

تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس
رنگ کا زرد پر کہاں بُو باس
(۲/۲۴۲)

عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو کیا خوب
ہم کو تسلیم نکو نامیِ فرہاد نہیں
(۵/۱۰۱)

۲. اشارہ ہے کیخسرو کی طرف، جو کیانی خاندان کا جلیل القدر بادشاہ تھا۔

وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے
ایرج و تور و خسرو و بہرام
(۱۱/۲۳۶)

خسروِ انجم

ستاروں کا بادشاہ، یعنی سورج۔

خسروِ انجم کے آیا صرف میں
شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا
(۱۴/۲۳۷)

خسروِ آفاق

زمانے کا بادشاہ یعنی بہادر شاہ ظفر۔

تاجِ زرّیں مہرِ تاباں سے سوا
خسروِ آفاق کے منہ پر کھُلا
(۸/۲۳۸)

خشتِ خُمِ صہبا

شراب کے مٹکے کی اینٹ۔ مٹکے میں انگور کا رس بھر کر اس پر اینٹ رکھ دیتے ہیں اور منہ بند کر دیتے ہیں تاکہ رس جوش میں آ جائے۔ پھر اُسے صاف کر کے بوتلوں میں بھر لیتے ہیں۔ اس سے وہ اینٹ بھی مراد لے سکتے ہیں۔ جو شراب کے مٹکے کو ٹھہرائے رکھنے کے لیے سہارے کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

صومعے میں اُسے ٹھہرائیے گر مُہرِ نماز
مے کدے میں اِسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے
(۱/۲۳۸)

خضر سلطان

بہادر شاہ ظفر کا ایک بیٹا جسے ظالم ہاڈسن نے ۱۸۵۷ء میں شہزادہ مرزا مغل اور شہزادہ مرزا ابوبکر کے ساتھ دہلی دروازے کے باہر گولی سے شہید کر دیا گیا۔

خضر سلطان کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز
شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے
(۶/۱۷۱)

خضر و سکندر

مشہور ہے کہ (اگر جو کوئی مستند تاریخی واقعہ نہیں) کہ سکندر نے خضر کو آب حیواں کے لیے رہنما بنایا تا کہ دونوں پانی پی لیں اور آب حیواں کے متعلق تمام روایت کے مطابق ہمیشہ کی زندگی پا لیں لیکن خضر نے خود تو آب حیواں نوش کر لیا اور سکندر محروم رہ گیا۔

کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی
(۱۱/۲۰۷)

خط پشتِ لب بام

مکان کی منڈیر پر رنگین خط جو آرائش کی غرض سے لگایا جاتا ہے۔

سبزۂ نہ چمن ویک خطِ پشتِ لب بام
رخصتِ ہمت صد عارف ویک اوج حصار
(۸/۲۲۷)

خط لوح ازل

وہ تحریر جو دنیا کے شروع ہوتے وقت تختی پر لکھ دی گئی۔ یعنی خطِ تقدیر۔

جانتا ہوں ہے خطِ لوحِ ازل
تم پہ اے خاقانِ نام آور کھلا
(۱۰/۲۳۰)

خفائی

لفظی معنی میں چھپا ہوا اور پوشیدہ یعنی جو شہرت سے محروم ہو۔

ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی غالب
میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں
(۳/۱۰۱)

خفقانی

خفقان کا مریض خفقان ایک بیماری ہے جس میں دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے بیمار پر گھبراہٹ طاری رہتی ہے خواہ مخواہ اس کے دل میں وحشت انگیز توہمات پیدا ہوتے ہیں معمولی چیزیں بھی اس کی نظر میں خوفناک بن جاتی ہیں اور وہ ڈرتا بہت ہے۔

باغ پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے
(۱/۲۰۹)

خلوت

تنہائی، علیحدگی، وہ مقام جہاں کوئی دوسرا نہ ہو۔

شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا
رشتۂ ہر شمع، خارِ کسوتِ فانوس تھا
(۴/۴۲)

خلیل

حضرت ابراہیم جنھیں خلیل اللہ کہتے ہیں۔

تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم
تجھ سے دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل
(۴/۲۴۴)

خمار

نشے کے اتار کی کیفیت، اس میں نشہ پینے والے پر بے لطفی اور اعضا شکنی سی طاری ہو جاتی ہے۔

تیشے بغیر، مر نہ سکا کوہکن، اسدؔ!
سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا
(۱/۷)

خمیازہ

انگڑائی۔

بہ قدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی
جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا
(۲/۱۵)

آفرینش کو ہے واں سے طلبِ مستیِ ناز
عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار
(۴/۲۲۸)

نقشِ معنی ہمہ خمیازۂ عرضِ صورت
سخنِ حق ہمہ پیمانۂ ذوقِ تحسیں
(۴/۲۳۰)

خمیازہ کھینچنا

انگڑائیاں لینا۔

ہے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں
خمیازہ کھینچے ہے بتِ بے داد فن ہنوز
(۳/۷۱)

خندۂ دنداں نما

وہ ہنسی جس میں دانت نمایاں ہو جائیں یہ ہنسی طنز و تضحیک کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

نکوہش ہے سزا فریادیِ بے دادِ دلبر کی
مبادا خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی
(۲/۱۶۲)

خندہ ہائے بیجا

بے موقع، بے محل اور بے سبب ہنسنا۔

غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو
مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بے جا کا
(۷/۳۲)

خوابِ خوش

بے فکری کی نیند، گہری نیند، جس میں خلل کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔

لوں دام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش ولے
غالب یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں
(۴/۸۴)

خوباں

حسین۔

ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں
تکلف برطرف مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر
(۳/۶۹)

خود آرا

اپنے آپ کو خود بنانے اور سنوارنے والا خودبین و خود آرا حقیقتاً محبوب کی صفتیں ہیں کہ اس کی نظر ہر لحظہ سے اپنے آپ پر رہتی ہے اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کا خاص خیال رکھتا ہے۔

سچ کہتے ہو خودبین و خود آرا ہوں، نہ کیوں ہوں
بیٹھا ہے بتِ آئینہ سیما مرے آگے
(۶/۲۰۰)

خود آرائی

بناؤ سنگھار کرنا، بننا، ٹھننا۔

واں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال
یاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا
(۳/۱۸)

خودبیں

۱۔ صرف اپنے آپ پر نظر رکھنے والا، اس کے معنی مغرور و خود پسند بھی ہیں۔ لیکن یہاں مراد خوددار۔ اپنی عزت کا پاس رکھنے والا۔ اپنا وقار قائم رکھنے والا۔

بندگی میں بھی وہ آزاد و خودبیں ہیں کہ ہم
الٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا
(۲/۴۷)

۲۔ اپنے آپ پر نظر رکھنے والا، مغرور، خود پسند۔

سچ کہتے ہو خودبین و خود آرا ہوں نہ کیوں ہوں
بیٹھا ہے بتِ آئینہ سیما مرے آگے
(۶/۲۰۰)

خور

خورشید، سورج۔

جادۂ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع
چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع
(۳/۷۶)

خون بہا/خوں بہا

خون کی قیمت، جو رقم خون کے بدلے میں مقتول کے وارث کو دی جائے (زمانہ قدیم میں دستور تھا کہ قاتل مقتول کے وارثوں کو رقم ادا کر دیتا تھا اسے فدیہ بھی کہتے ہیں)۔

محابا کیا ہے میں ضامن ادھر دیکھ
شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا
(۹/۲۶)

رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجے
کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے
(۱/۲۰۳)

خوں گشتہ

جو خون ہو چکی ہو، یعنی ان کے پورا ہونے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں
چراغ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا
(۱/۱۴)

خون نابہ

خالص خون، یہاں مراد ہے خون کے آنسو۔

ناگہاں اس رنگ سے خون نابہ ٹپکانے لگا
دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا
(۲/۱۹)

خونابہ مشرب

جس کا مشرب خون پینا، خون پینے کا رسیا یا عادی۔

جگر کو مرے عشق خونابہ مشرب
لکھے ہے خداوندِ نعمت سلامت
(۵/۵۳)

خیابان

پھولوں کی کیاری، باغ کی روش، تختۂ گل فارسی کے کسی لفظ کی تکرار کثرت کے معنی دیتی ہے یعنی خیابان خیابان کے معنی ہیں، بہ کثرت تختہ ہائے گل۔

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں
(۱/۹۴)

خیام

خیمے کی جمع۔

تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں
استادہ ہو گئے لبِ دریا پہ جب خیام
(۱۱/۲۸۵)

خیر باد

خیریت ہو، اچھے رہو۔

جو آؤں سامنے اُن کے تو مرحبا نہ کہیں
جو جاؤں واں سے کہیں کو، تو خیر باد نہیں
(۳/۱۰۵)

خیرہ سر

سرکش، بے سروپا۔

اے نفس خیرہ سر، سخن ساز نہ ہو
عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو
(۱/۳۰۱)

داد نہ دینا

زائل نہ کرنا۔

زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب
تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا
(۳/۹)

داد و ستد

لین دین۔

تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے
کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور
(۳/۷۰)

دارا

ایران کا مشہور بادشاہ دارا گشتاسپ۔

پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام
اس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا
(۱۲/۲۳۸)

دار و رسن

سولی اور رسا۔ جس سے موت کی سزا دی جاتی ہے۔

قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمائش ہے
جہاں ہم ہیں وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے
(۴/۱۹۶)

داغِ کہن

عشق کا پرانا داغ۔

ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر
ہوں گل فروشِ شوخیٔ داغِ کہن ہنوز
(۲/۷۱)

دال

پہلے مصرع کے آخر میں اس کے معنی اُس دال کے ہیں جو کھائی جاتی۔ دوسرے مصرع کے آخر میں جو دال ہے اس کے معنی ہیں دلالت کرنے والا چوتھے مصرع کے آخر میں دال سے مراد حرفِ دال ہے۔

یہ شاہ پسند دال بے بحث و جدال
ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال
(۶/۲۶۱)

دام گاہ

وہ مقام جہاں شکار کے لیے جال بچھا ہوا ہو یہاں اشارہ ہے "بزم قدح" کی طرف۔

بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ
صید زدام جستہ ہے اس دام گاہ کا
(۲/۴۷)

دامن افشانی

پلو جھاڑنا، دنیا چھوڑ دینا۔

دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے
کر گئی وابستۂ تن، میری عریانی مجھے
(۳/۱۹۴)

دانتوں میں تنکا لینا

زمانہ ماضی میں عجز کا اظہار کرنے کے لیے دانتوں میں تنکا لیا جاتا..... فارسی میں اسے خس بدندان گرفتن کہتے ہیں۔

نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو
لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا
(۳/۱۳)

دائرہ

ڈفلی کی قسم کا ایک ساز جس کی ایک طرف منڈھی ہوئی اور دوسری کھلی ہوئی ہے۔

چرخ تک دھوم ہے کس دھوم سے آیا سہرہ
چاند کا دائرہ لے زہرہ نے گایا سہرہ
(۱/۲۹۸)

دائم الحبس

ہمیشہ کے لیے قید، عمر قیدی۔

دائم الحبس اس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسد
جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم
(۵/۸۳)

دبستاں

ادبستان کا مخفف، مکتب، تعلیم پانے کی جگہ۔

فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اس زمانے سے
کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر
(۳/۶۵)

دَجلہ

عراق کا مشہور دریا۔ جو بغداد کے درمیان سے گزرتا ہے اور شہر اس کے دونوں کناروں پر آباد ہے۔

قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل
کھیل لڑکوں کا ہوا دیدۂ بینا نہ ہوا
(۲/۲۸)

درتشنگی مردگاں

وہ لوگ جو پیاسے سے مرگئے۔ جنھوں نے پوری عمر عشق کی سختیاں سہتے سہتے گزار دی اور ان کی کوئی بھی آرزو اس زندگی میں پوری نہ ہوئی۔

لبِ خشک درتشنگی مردگاں کا
زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا
(۲/۴۱)

درثمین

بیش قیمت موتی۔

ہاں زمیں پہ نظر جہاں تک جائے
ژالہ آسا بچھے ہیں درثمیں
(۲/۲۸۸)

درخور

قابل، لائق، شایاں۔

جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے
ہوں شمعِ کشتہ درخورِ محفل نہیں رہا
(۴/۴۳)

درخورِ قہر و غضب جب کوئی ہم سا نہ ہوا
غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا
(۱/۲۷)

نہیں ہے زخم کوئی، بخیے کے درخور مرے تن میں
ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں
(۱/۱۱۳)

درخورِ عرض

پیش ہونے کے لائق، نمایاں ہونے کے قابل۔

درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا
نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد
(۵/۵۸)

دُرد

تلچھٹ۔

کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ
ہے یوں کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے
(۶/۲۱۹)

لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم
دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دنیا و چہ دیں
(۴/۲۳۰)

دُردی کش

تلچھٹ پینے والا۔

صاف دُردی کش پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ
وائے وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں
(۲/۱۰۱)

در رہنِ سخن

بات کے پاس گرو، اس سے مراد ہے بات پر موقوف ہونا۔

ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن
تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے
(۶/۱۹۵)

درسِ بے خودی

اپنے آپ سے بے خبر ہو جانے کا سبق۔

فنا تعلیمِ درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے
کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر
(۳/۶۵)

درنگ

توقف، تاخیر، دیر۔

ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے
کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے
(۳/۲۶۳)

دریغ آنا

دریغ ہونا، تامل کرنا، بخل سے کام لینا۔

ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو
تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں
(۱/۱۰۱)

دستِ تہِ سنگ آمدہ

بھاری پتھر کے نیچے آیا ہوا ہاتھ۔

مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت
دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے
(۵/۲۱۷)

دست گاہ

۱۔ قدرت، قوت، مہارت، طاقت، دسترس۔

شوق ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز
ذرہ صحرا دست گاہ و قطرہ دریا آشنا
(۱/۴۵)

دست گاہِ دیدۂ خوں بار مجنوں دیکھنا
یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے
(۶/۱۴۴)

۲۔ توفیق، سروسامان۔

افطار صوم کی کچھ اگر دست گاہ ہو
اس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے
(۱/۲۵۴)

دست گرداں

وہ چیز جو ایک ہاتھ سے قیمت دے کر دوسرے ہاتھ سے لی جائے۔ یعنی نقد بکنے والی چیز۔

دل و دیں نقد لا ساقی سے گر سودا کیا چاہے
کہ اس بازار میں ساغر متاعِ دست گرداں ہے
(۴/۲۱۳)

دست گیری

اعانت، حمایت۔

جنوں کی دست گیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی
گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر
(۳/۶۸)

دشت نوردی

بیاباں کی خاک چھاننا، جنگل جنگل پھرنا، صحرا گردی۔

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں
ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں
(۱/۹۲)

دشمن کام

اپنی خواہش اور مراد کا دشمن، عاشقوں کی خصلت ہی یہ ہے کہ وہ مقصد تک نہیں پہنچتے، برباد و تباہ حال رہتے ہیں۔

لکھ دیا شاہدوں کو عاشق کش
لکھ دیا عاشقوں کو دشمن کام
(۵/۲۳۷)

دشنہ

۱۔ ایک قسم کا خنجر، کٹاری۔

گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب
آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا
(۶/۱۶)

۲۔ کٹار، خنجر۔

مقصد ہے ناز و غمزہ، و لے گفتگو میں کام
چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر
(۴/۶۲)

دشنۂ غمزہ جاں ستاں ناوکِ ناز بے پناہ
تیرا ہی عکسِ رخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں
(۴/۱۱۵)

دل آزردگاں

جن کے دل دکھے ہوئے ہوں، تباہ حال عشاق۔

لبِ خشک در تشنگی مردگاں کا
زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا
(۲/۴۱)

دل آشفتگاں

آشفتہ دل، وہ لوگ جن کے دل محبت سے پریشان ہوں، عشاق۔

دل آشفتگاں خالِ کنجِ دہن کے
سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں
(۲/۹۴)

دل الفت نسب

وہ دل جسے الفت سے نسبت ہو۔

دلِ الفت نسب و سینۂ توحید فضا
نگہ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں
(۷/۲۳۳)

دل بستگی

دل کا تعلق۔

بہ نالۂ حاصلِ دل بستگی فراہم کر
متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم
(۱/۸۴)

دل بیٹھا جانا

دل بر حد درجہ ضعف طاری ہونا، یعنی غش کی ابتدائی حالت۔

آئی گلشن بزم آرائیاں بن کر دل رنجور، یاں
شکل نقش مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے
(۱/۱۵۱)

دل بے مدعا

ایسا دل جس کا کوئی مدعا نہ ہو، جو ہر غرض سے پاک ہو۔

گر تجھ کو ہے یقین اجابت دعا نہ مانگ
یعنی بغیر یک دل بے مدعا نہ مانگ
(۱/۸۱)

دل پذیر

دل میں سما جانے والا، دل میں اتر جانے والا۔

اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا
سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہُنر کو میں
(۶/۹۹)

دُلدُل

ایک خچر کا نام جو سکندریہ کے حاکم نے رسول اللہ کو بطور ہدیہ بھیجا تھا اور آپؐ نے حضرت علی کو عطا فرما دیا۔

طبع کو اُلفتِ دُلدُل میں یہ سرگرمی شوق
کہ جہاں تک چلے اس سے قدم اور مجھ سے جبیں
(۶/۲۳۳)

دل وابستہ

منقبض، یعنی جس پر انقباض طاری ہو، ناخوش۔

تھا دل وابستہ قفل بے کلید
کس نے کھولا کب کھُلا کیوں کر کھُلا
(۲/۲۳۹)

دم

سانس، دم شمشیر سے مراد تلوار کی دھار ہے۔

جذبۂ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا
(۳/۵)

دم آب بقا

آب حیات کا گھونٹ۔

جس قدر روح نباتی ہے جگر تشنۂ ناز
دے تسکیں بہ دم آب بقا موج شراب
(۶/۵۱)

دم سرد

ٹھنڈا سانس، آہ سرد۔

ضعف سے گریہ مبدل بہ دم سرد ہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
(۱/۵۰)

دم عیسیٰ

حضرت عیسیٰ کا دم یعنی قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھ کہنا۔ جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے)۔

مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب
ناتوانی سے حریفِ دم عیسیٰ نہ ہوا
(۷/۱۳)

دماغ نہ ہونا

برداشت نہ ہونا، گوارا نہ ہونا۔

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے
غم آوارگی ہائے صبا، کیا
(۷/۲۶)

دنداں در دلِ افشردن

دانت دل میں گڑو دینا، فارسی محاورہ جو تکلیف دہ حالات کو صبر سے برداشت کر لینے کے لیے بولا جاتا ہے۔

کلفتِ افسردگی کو عیشِ بے تابی حرام
ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے
(۲/۲۰۵)

دوالی / دیوالی

ہندوؤں کا ایک تہوار۔ جس میں چراغ جلائے جاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ چراغاں کا انتظام بن باسی سے رام چندر جی کی واپسی پر کیا گیا تھا اب تک اس یادگار کا سلسلہ جاری ہے۔

ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم
ہے اب کے شب قدر و دوالی باہم
(۲/۲۶۲)

دو جہاں ابر

بادلوں کی انتہائی کثرت۔

سونپے ہے فیض ہوا صورت مژگانِ یتیم
سرنوشتِ دوجہاں ابر بہ یک سطرِ غبار
(۶/۲۲۶)

دو چار ہونا

دکھائی دینا، نظر آنا۔

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا
(۵/۲۵)

دورِ قدح

شراب پینے کا دور جس میں پیالہ باری باری ایک ایک میکش کے سامنے آتا ہے۔

ہے دورِ قدح وجہ پریشانی صہبا
یک بار لگا دو خم ے میرے لبوں سے
(۲/۱۳۴)

دوسر

دو دھاری والی۔

دیکھنے میں ہیں گرچہ دو پر ہیں یہ دونوں یار ایک
وضع میں گو ہوئی دو سر تیغ ہے ذوالفقار ایک
(۱/۲۶۵)

دونیم

دوٹکڑے۔

خنجر سے چیر سینہ اگر دل نہ ہو دونیم
دل میں چھری چبھو مژہ گر خوں چکاں نہیں
(۲/۹۱)

دہری

دہریہ، لامذہب۔

دہری کیونکر ہو جو کہ ہووے صوفی
شیعی کیونکر ہو ماوراء النہری
(۱۰/۳۰۴)

دوئی

وحدت کی ضد۔ دو ہونا (ایک کے بجائے) کس کا خدا کے ساتھ شریک ہونا۔

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا
(۵/۲۵)

دی

گزشتہ کل۔

فردا و دی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا
کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی
(۱/۱۵۵)

دیداں

دودہ کی جمع، کیڑے۔

افسوس کہ دیداں کا کیا رزق فلک نے
جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت
(۱/۵۳)

دیدۂ بینا

دیکھنے والی آنکھ۔ حقیقت پہچاننا لینے والی آنکھ۔

قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل
کھیل لڑکوں کا ہوا دیدۂ بینا نہ ہوا
(۲/۲۸)

دیدہ خونابہ فشاں

خون برسانے اور رونے والی آنکھیں۔

ہے خونِ جگر جوش میں دل کھول کے روتا
ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اور
(۲/۶۷)

دیدہ عبرت نگاہ

عبرت کی نظر رکھنے والی آنکھ وہ آنکھ جو عبرت حاصل کرے عبرت سے مراد ہے خاص حالت میں طبیعت کا غفلت سے آگاہی کی طرف آنا یعنی نصیحت حاصل کرنا۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے
(۱/۱۶۶)

دیدہ و دل فرشِ راہ

آنکھیں اور دل ان کے راستے میں بچھا دوں یعنی وہ سر آنکھوں پر تشریف لائیں۔

حضرت ناصح گر آویں دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو تو یہ سمجھادو کہ سمجھاویں گے کیا
(۴/۲۳)

دے

شمسی سال کا دسواں مہینا، جو بھرپور خزاں کا مہینا ہے۔

شادی سے گزر کہ غم نہ ہووے
اُردی جو نہ ہو، تو دے نہیں ہے
(۷/۱۹۰)

ذوالجلال

صاحب عظمت و بزرگی۔

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ
مظہر ذوالجلال والاکرام
(۳/۲۳۶)

ذوقِ خامہ فرسا

ایسا ذوق جسے صرف تحریر و نگارش کی دھن لگی ہو۔

یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب
مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا
(۵/۳۲)

رابطہ

تعلق۔

تجھ سے عالم پہ کُھلا رابطۂ قرب کلیم
تجھ سے دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل
(۴/۲۳۳)

رافت

مہربانی۔

یا یہ ہوگا کہ فرطِ رافت سے
باغبانوں نے باغِ جنت سے
(۱۳/۲۳۱)

رافضی

شیعہ۔

جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری
کہتے ہیں مجھے وہ رافضی اور دہری
(۹/۳۰۴)

راقم

لکھنے والا یعنی اسد۔

دیدہ تا دل اسد آئینۂ یک پرتوِ شوق
فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار
(۶/۲۲۹)

راہ خوابیدہ

لفظی معنی سویا ہوا، راستہ اصطلاحی معنی وہ راستہ جس پر چلنا پھرنا بہت کم ہو۔

کوہ و صحرا ہمہ معموریٔ شوقِ بلبل
راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بے دار
(۵/۲۲۶)

رایت

جھنڈا، علم۔

مہر کانپا چرخ چکر کھا گیا
بادشہ کا رایتِ لشکر کُھلا
(۳/۲۴۰)

رب الناس

انسانوں کا پروردگار۔

انگبیں کے بہ حکمِ رب الناس
بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس
(۱۵/۲۳۱)

رباب

سارنگی کی ایک قسم۔

جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع
گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں
(۳/۹۷)

رخِ عرق فشاں
وہ چہرہ جس سے پسینہ ٹپک رہا ہو۔

شبِ زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا
کیا شرح کروں کہ طُرفہ تر عالم تھا
(۳/۲۵۹)

رخش
گھوڑا، رستم کے گھوڑے کا نام یہی تھا۔

رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھیے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں
(۴/۹۷)

رخشندہ
چمکنے والا، روشن، تاباں۔

شب ہوئی پھر انجم رخشندہ کا منظر کھلا
اس تکلف سے کہ گویا بت کدے کا در کھلا
(۵/۱۶)

ردِ سحر
جادو کا اثر زائل کر دینا۔

تھی نظر بندی کیا جب ردِ سحر
بادۂ گل رنگ کا ساغر کھلا
(۵/۲۳۸)

رزق ہم
ایک دوسرے کا رزق۔

اللہ رے تیری تندیٔ خو جس کے بیم سے
اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے
(۷/۱۶۳)

رست خیز اندازہ
جو اندازے میں قیامت کے برابر ہو۔ قیامت جیسا قیامت جتنا۔

شب خمارِ شوقِ ساقی رست خیز اندازہ تھا
تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا
(۴/۲۲)

رسوم
رسم کی جمع، مراد یہ ہے، ہر طور خود اختیار کردہ طور طریقے یا جنھوں نے رفتہ رفتہ مستقل مذہبی حیثیت اختیار کر لی۔

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں
(۱/۱۱۰)

رسم و قیود
رسم اور قید کی جمع، یعنی رسمیں اور پابندیاں۔

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد
سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا
(۱/۷)

رشتۂ شمع
موم بتی کے اندر کا دھاگا۔

شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا
رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا
(۴/۴۲)

رضواں
بہشت کا دربان۔

بعد یک عمرِ ورع بار تو دیتا بارے
کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا
(۴/۳۵)

رطب فشاں
خرمے ٹپکانے والا۔

بارے آموں کا کچھ بیاں ہو جائے
خامہ نخلِ رطب فشاں ہو جائے
(۱/۲۳۱)

رعونت
غرور، تکبر۔

میں جو کہتا ہوں کہ ہم لیں گے قیامت میں تمھیں
کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں
(۶/۱۰۰)

رفتہ

والہ و شیدا، مٹا ہوا۔

خانہ ویراں سازی حیرت تماشا کیجیے
صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست
(۴/۵۴)

رقیب

دشمن، مخالف۔

شوق ہر رنگ رقیبِ سرو ساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا
(۳/۹)

رم

بھاگنا، چلا جانا۔

ضعف سے نقش پئے مور، ہے طوقِ گردن
تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو
(۵/۱۴۴)

رنجور

بیمار، کمزور، ناتواں، افسردہ۔

حسرت اے ذوق خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی
عشق پر عربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں
(۵/۱۰۰)

اس کی بزم آرائیاں سن کر دلِ رنجور، یاں
مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے
(۱/۱۵۱)

رنجور خستہ تن

وہ بیمار جس کا بدن زخموں سے چور چور ہو۔

اگرچہ پھینک دیا تم نے دُور سے لیکن
اٹھائے کیونکہ یہ رنجور خستہ تن تنکہ
(۷/۲۷۰)

رنجوری

بیماری، مرض۔

خوشا اقبال رنجوری عیادت کو تم آئے ہو
فروغِ شمعِ بالیں، طالعِ بیدار بستر ہے
(۳/۱۸۹)

رنگ

۱۔خوشی، خوش حالی۔

بزم قدح سے عیش تمنا نہ رکھ کہ رنگ
صید ز دام جستہ ہے اس دام گاہ کا
(۲/۴۷)

۲۔حالت، کیفیت۔

دفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ
کہ ہوگئے میرے دیوار و در، در و دیوار
(۲/۶۰)

عاشق صبر طلب، اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک
(۳/۸۰)

رنگ باختن

رنگ کا بدلنا اور متغیر ہونا۔

تاکجا اے آگہی رنگِ تماشہ باختن
چشمِ وا گردیدہ آغوشِ وداعِ جلوہ ہے
(۵/۲۰۵)

رنگِ شکستہ

اُڑا ہوا رنگ۔ مراد ہے عاشق کا اُڑا ہوا رنگ۔

رنگِ شکستہ صبحِ بہارِ نظارہ ہے
یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے ناز کا
(۳/۱۵)

رنگ کھلنا

رنگ کا نمایاں اور زیبا ہونا یا سفید ہونا۔

ہوکے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا
رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے
(۲/۱۵۱)

رَو

راہ، رفتار، پانی کا بہاؤ، دھاوا یہاں اس کے معنی گرم رو اور تیز رو کے ہیں۔

رَو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھیے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں
(۴/۹۷)

روانی

جاری ہونا۔

ہے ازل سے روانیِ آغاز
ہو ابد تک رسائیِ انجام
(۱۲/۲۳۷)

روانیِ روش

خوش رفتاری، خوش خرامی۔

نہیں نگار کو الفت نہ ہو نگار تو ہے
روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے
(۲/۲۰۳)

روبکار

پیشی۔

دل مُدّعی و دیدہ بنا مدعا علیہ
نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے
(۶/۲۱۴)

روح القدس

حضرت جبرئیلؑ۔

پاتا ہوں اس سے داد کچھ اپنے کلام کی
روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں
(۶/۹۱)

روحِ نباتی

قوتِ نامیہ، جس سے تمام نباتات میں نشو ونما کارفرما ہے۔

جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز
دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب
(۲/۵۱)

روزِ بازار

جس زمانے میں مرکزی مقامات سے ضرورت کی چیزیں لانے لے جانے کی سہولتیں نہ تھیں، مختلف مقامات پر ہفتے میں ایک یا دو مرتبہ بازار لگ جاتے تھے اور آس پاس کے لوگ اشیائے ضرورت وہاں سے خرید لیتے تھے ان بازاروں کے لیے پہلے سے دن مقرر تھے یہی مقرر دن روزِ بازار کہلاتے تھے، اس سے مراد ہے گرمیِ بازار یعنی خرید فروخت کی کثرت۔

جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے
روزِ بازارِ جاں سپاری ہے
(۹/۱۶۰)

روزِ جزا

وہ دن جب اعمال کا بدلا ملے گا یعنی روزِ قیامت۔

نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں
شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں
(۱/۱۰۵)

روزن

روشن دان۔

ہم اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے
شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر
(۶/۶۸)

روشناس

صورت پہچاننے والا، واقف۔

کہ ہوا مجھ سا ذرۂ ناچیز
روشناسِ ثوابت و سیار
(۶/۲۵۴)

رُوکش

۱. مقابل، حریف، منہ پھیر دینے والا، شرمندہ کرنے والا، بڑھ کر۔

کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے ورنہ یاں
ذرہ ذرہ روکشِ خورشیدِ عالم تاب تھا
(۶/۱۹)

۲. شرمندہ کرنے والا۔

کہ زمیں ہوگئی ہے سرتا سر
روکشِ سطحِ چرخِ مینائی
(۳/۱۷۹)

روکشی

مقابلہ۔

دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے رُوکشی
حالانکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں
(۵/۱۱۱)

روئے نگار

محبوب کا چہرہ۔

نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے
لگائے خانۂ آئینہ میں رُوئے نگار آتش
(۱/۷۶)

رہام

اصل میں رہام، بہ تخفیف ہائے ہوز ہے لیکن شعراء 'ہ' کو مشدد باندھتے ہیں۔ یہ بھی پہلوان تھا اور گودرز کا بیٹا تھا۔

زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے
گیو و گودرز و بیژن و رُہام
(۱۲/۲۳۶)

رہن

گرو۔

سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفت ہستی
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا
(۱/۱۵)

رہین

۱. وقف۔

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا
(۲/۴۴)

۲. ممنون۔

تری دانش مری اصلاح مفاسد کی رہین
تری بخشش مرے انجاح مقاصد کی کفیل
(۸/۴۴۴)

ریا

دکھاوا، نمود، نمائش۔

اس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار
غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے
(۵/۲۵۱)

ریاضت

زہد، پرہیزگاری، روحانی منزلیں طے کرنے کے لیے ذکر و فکر میں انہاک عام معنی ورزش اور کسرت بھی ہیں۔

ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مہرِ نماز
ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار
(۱/۲۲۹)

ریائی

جس میں ریا اور نمائش شامل ہو۔

کیا زُہد کی مانوں کہ نہ ہو گرچہ ریائی
پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے
(۱/۲۲۰)

ریختہ

۱. اُردو کے اشعار (اُردو کو ریختہ اس لیے کہنے لگے کہ یہ مختلف زبانوں کی آمیزش سے بنی ہے۔ جیسے دیوار اینٹ، مٹی، چونے، سفیدی سے ریختہ کرتے ہیں اُردو بھی ہندی، فارسی، ترکی، عربی وغیرہ زبانوں کے الفاظ سے مرکب ہے)۔

ریختے کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا
(۱/۳۱)

۲. اُردو غزل۔

جو یہ کہے کہ ریختہ کیوں کہ ہو رشکِ فارسی
گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سُنا کہ "یوں"
(۴/۱۱۷)

ریزش

گرنا۔

تو ہوا جلوہ گر مبارک ہو
ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز
(۴/۷۴)

ریش

زخم۔

عشرتِ پارۂ دل، زخمِ تمنا کھانا
لذتِ ریشِ جگر غرقِ نمک داں ہونا
(۱/۲۲)

ریشگی

ریشے کی خاصیت، یعنی اُگنا، بڑھنا، پھولنا، پھلنا۔

رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے
اگر بووے بجائے دانہ دہقاں نوکِ نشتر کی
(۳/۱۶۳)

ریشہ دوانی

ریشہ دوڑانا، جب کوئی دانہ یا بیج زمین سے اُگتا ہے تو اس کے ریشے اگر دگرد پھیل جاتے ہیں انھیں ریشوں کی بدولت زمین سے اس روئیدگی کو غذا ملتی ہے۔

وہ تپ عشقِ تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع
شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے
(۲/۱۸۱)

ریگِ تفتہ

تپتی ہوئی ریت۔

وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے
کہ طالبانِ خدا رہنما کہیں اُس کو
(۱۳/۳۰۳)

ریو

مکروفریب۔

اس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار
غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے
(۵/۲۵۱)

زباں ہائے لال

گونگی زبانیں۔

کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ
دل فردِ جمع و خرچ زباں ہائے لال ہے
(۲/۱۴۱)

زبسکہ

چونکہ۔

زبس کہ عشقِ تماشا جنوں علامت ہے
کشاد و بستِ مژہ سیلیِ ندامت ہے
(۷/۱۹۸)

زبونی

بے بسی، لاچاری، ذلت، عاجزی، زبونی کش کے معنی ہیں ذلت اٹھانے والا۔

رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو
خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں
(۴/۹۲)

زبونیِ ہمت

ہمت کی پستی۔

ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے انفعال
حاصل نہ کیجیے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو
(۳/۱۲۰)

زر

یہاں اس کے دو معنی ہیں اول وہ زردسا ذرہ جو پھول کے اندر ہوتا ہے، دوم مال دولت قیمت۔

غارتگرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر
کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے
(۱/۱۷۰)

زر از دست رفتہ

ہاتھ سے گیا ہوا مال، کھوئی ہوئی دولت۔

ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر
ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز
(۲/۷۱)

زرو امتثالِ امر

حکم بجالانے کی غرض سے۔

سہرا لکھا گیا زرو امتثالِ امر
دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہیں مجھے
(۱/۲۵۰)

زعم

گمان۔

دل و جگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے
تم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اسکو دم آگے
(۶/۱۷۳)

زمامِ ناقہ

اونٹنی کی مہار، نکیل۔

زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں
پس از حسینؓ علیؑ پیشوا کہیں اُس کو
(۱۲/۳۰۳)

زُمُرّد

(ز۔م۔ رتیوں پر پیش اور ر پر تشدید) بیش قیمت پتھروں میں سے ایک جس کا رنگ سبز ہوتا ہے اسی لیے شعر میں اسے سبزۂ خط سے تشبیہ دی ہے۔

سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا
یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا
(۲/۱۲)

زم زم

کعبہ مکرمہ کا مشہور کنواں جسے کعبے سے صرف چند گز کے فاصلے پر مسجد الحرام کے اندر واقع ہے اس کا پانی پینا مسنون ہے۔

رات پی زم زم پہ مے اور صبح دم
دھوئے دھبے جامۂ احرام کے
(۴/۱۷۸)

زمیں بوس

زمین چومنا۔

واں پہنچ کر جو غش آتا پے ہم ہے ہم کو
صدرہ آہنگ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو
(۳/۱۲۴)

زنّار

جنیو، وہ بٹا ہوا دھاگا جو ہندو اور آتش پرست لوگ گلے میں آڑا ترچھا ڈالے رہتے ہیں اور اسے مذہبی نشان سمجھا جاتا ہے۔

زُنّار باندھ، سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال
رہرو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر
(۲/۶۴)

زنانِ مصر

مصر کی وہ عورتیں جنھوں نے عزیزِ مصر کی بیوی (زلیخا) کو طعنہ دیا تھا کہ وہ اپنے ایک غلام پر فریفتہ ہوگئی قرآن مجید کے بیان کے مطابق عزیزِ مصر کی بیوی نے ان عورتوں کو دعوت دی کھانے پینے کا سامان سجا دیا جب وہ کھانے میں مصروف ہوگئیں تو حضرت یوسفؑ سے کہا کہ ان کے سامنے آجائیں انھوں نے یوسفؑ کو دیکھتے ہی اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بے اختیار پکار اٹھیں کہ یہ تو انسان نہیں بلکہ ایک فرشتہ ہے بڑے مرتبے والا فرشہ اس طرح ان عورتوں پر حضرت یوسف کی عظمت و فضیلت آشکار ہوگئی اور عورتوں کا طعن و تشنیع پامال ثابت ہوا۔

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش پر زنانِ مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محوِ ماہ کنعاں ہوگئیں
(۵/۱۰۸)

زنبیل

چری جھولی، کہا جاتا ہے کہ عمرو کی زنبیل ایسی تھی جس میں سب کچھ بھرا ہوا تھا۔

دُرِ معنی سے مرا صفحہ لقا کی داڑھی
غمِ گیتی سے مرا سینہ عمرو کی زنبیل
(۵/۲۲۵)

زندانی

قیدی، اسیر۔

اسد زندانیِ تاثیرِ الفت ہائے خوباں ہوں
خمِ دستِ نوازش ہوگیا ہے طوق گردن میں
(۳/۱۱۳)

یارب اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے
رشک آسائش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے
(۷/۱۹۵)

زنگار

وہ مسالہ جو شیشے کی پشت پر لگا دیتے ہیں اور وہ آئینہ بن جاتا۔ جس میں عکس نظر آنے لگتا ہے وہ سبزی مائل شے جو نمی کے باعث فولادی چیزوں پر جم جاتی ہے۔

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا
(۱/۴۹)

زنہار

۱.کلمہ تاکید جو نفی اور اثبات دونوں کے لیے آتا ہو یہاں اثبات کی تاکید مراد ہے۔

اے تازہ واردانِ بساط ہوائے دل
زنہار اگر تمھیں ہوس نائے و نوش ہے
(۶/۱۶۵)

۲. ہرگز۔

رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں زاہد
زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے
(۳/۱۳۳)

زوال آمادہ

فنا ہو جانے پر آمادہ یعنی فنا ہو جانے والا۔

ہیں زوالِ آمادہ اجزا آفرینش کے تمام
مہرِ گردوں ہے چراغِ رہ گزارِ باد یاں
(۲/۱۰۳)

زود پشیماں

جلد پچھتانے والا۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
(۲/۲۲)

زُہد

عبادت اور پرہیزگاری۔

کیا زُہد کو مانوں کہ نہ ہو گرچہ ریائی
پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے
(۱/۲۲۰)

زہراب

زہریلا پانی۔

جوہرِ تیغ بہ سر چشمۂ دیگر معلوم
ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے
(۲/۲۰۹)

زَہرہ

پتّا۔

شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا
شعلۂ جوّالہ ہر اک حلقۂ گرداب تھا
(۱/۱۸)

زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب
پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہو جائے گا
(۲/۳۰)

زہرہ

مشہور سیارہ۔

کون ہے جس کے در پہ ناصیہ سا
ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام
(۲/۲۳۶)

زیر و بم

نیچا اور اونچا سُر۔

ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم
لغو ہے آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں
(۲/۲۳۰)

ساز صدائے آب

جلترنگ، ایک ساز ہے جو سات پیالوں میں پانی کی مختلف مقدار بھر کر سات سروں کے موافق بنا لیتے ہیں، پیالوں کو کسی چیز سے بجاتے ہیں تو اُن سے مختلف سُر نکلتے ہیں، اُن کی ترتیب سے مختلف نغمے پیدا کیے جاتے ہیں۔

مقدم سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے
خانۂ عاشق مگر ساز صدائے آب تھا
(۴/۱۹)

ساغر جم

جمشید کا پیالہ، جمشید ایران کا مشہور بادشاہ تھا کہتے ہیں کہ شراب اس ہی نے ایجاد کی، اس کے ساغر کی ایک خوبی یہ بتائی جاتی ہے کہ اس سے زمانے کی خبریں مل جاتی تھیں۔

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
ساغر جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے
(۷/۱۷۰)

ساغر سرشار

بھرا ہوا لبالب پیالہ۔

چشم ماروشن کہ اس بے درد کا دل شاد ہے
دیدۂ پرخوں ہمارا ساغر سرشار دوست
(۶/۵۴)

ساغر کش

پیالہ پینے والا یعنی جام شراب۔

بعد از اتمام بزم عید اطفال
ایامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال
(۱/۲۵۹)

سافل

ادنیٰ درجے کے لوگ، یعنی عوام۔

ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم
ہے اب کے شب قدر و دوالی باہم
(۲/۲۶۴)

سام

رستم کا دادا، زال کا باپ۔

بزم میں میزبان قیصر و جم
رزم میں استاد رستم و سام
(۷/۲۳۶)

سامانِ طراز

سامان آراستہ کرنے والا۔

شوق ہے سامانِ طراز نازش ارباب عجز
ذرہ صحرا دست گاہ وقطرہ دریا آشنا
(۱/۳۵)

سامع

سننے والا۔

سامع زمزمہ اہل جہاں ہوں لیکن
نہ سر و برگ ستائش نہ دماغ نفریں
(۱/۲۳۱)

سانٹھ

رسی یا دھاگا جس میں گرہ پڑی ہو، گتھی۔

اب تو مل جائے گی تیری اُن سے سانٹھ
لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ
(۶/۲۹۰)

سبحہ

تسبیح، مالا۔

شمار سبحہ مرغوب بتِ مشکل پسند آیا
تماشائے بہ یک کف بُردن صددل پسند آیا
(۴/۱۱)

سبحہ زاہد

زاہد کی تسبیح یہاں مراد ہے کسی عبادت گزار کا تسبیح کرنا جو عام طور پر آہستہ آہستہ کی جاتی ہے اور اصطلاح میں اسے ذکر خفی کہتے ہیں اس کی ضد ذکر جہر ہے یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا۔

یاد ہے شادی میں بھی ہنگامہ یارب مجھے
سبحہ زاہد ہوا ہے خندہ زیر لب مجھے
(۵/۱۹۵)

سبزہ بے گانہ

خود رو سبزہ، اسے بے گانہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بے موقع و بے محل اگتا ہے اور اسے کاٹ کر باہر پھینک دیتے ہیں۔

ربط یک شیرازہ وحشت ہیں اجزائے بہار
سبزہ بے گانہ، صبا آوارہ، گل نا آشنا
(۶/۱۲۵)

سبزہ نوخیز

نیا اگا ہوا سبزا۔

ایک عالم پہ ہیں طوفانی کیفیت فصل
موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موج شراب
(۴/۵۲)

سبک

ہلکا، بے وقعت۔

بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہوگئے اُتنے ہی کم ہوئے
(۱/۱۶۳)

سبک دست

چابک دست، مشاق، ماہر۔

ہر چند سُبک دست ہوے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اور
(۱/۶۷)

سبک رو

تیز چلنے والا۔

سرگراں مجھ سے سُبک رَو کے نہ رہنے سے رہو
کہ بہ یک جنبش لب مثل صدا جاتا ہوں
(۵/۲۶۹)

سبک سر

اوچھا، کم حوصلہ۔

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو
(۵/۱۲۸)

سبک عناں

تیز رفتار، یعنی وہ گھوڑا جو باگ کے اشارے پر ہوا ہو جائے۔

تیرے فیل گراں جسد کی صدا
تیرے رخش سبک عناں کا خرام
(۱۶/۲۳۶)

سبد گل

وہ ٹوکری جس میں پھول چن چن کر جمع کیے جاتے ہیں۔

سَبد گُل کے تلے بند کرے ہے گل چیں
مژدہ اے مرغ کہ گلزار میں صیاد نہیں
(۴/۱۰۲)

سپاس

۱۔ شکریہ۔

مہربانی ہائے دشمن کی شکایت کیجیے
یا بیاں کیجے سپاس لذتِ آزار دوست
(۵/۵۵)

۲۔ شکر، شکر گزاری۔

کیجیے بیاں سُرور تب غم کہاں تلک
ہر مو مرے بدن پہ زبان سپاس ہے
(۳/۱۴۰)

سپند

حرمل کا کالا دانہ، جو نظر بد سے بچاو کے لیے آگ پر ڈالتے ہیں، اور وہ چٹختا ہے۔

نالۂ دل میں شب انداز اثر نایاب تھا
تھا سپند بزم وصل غیر، گو بے تاب تھا
(۳/۱۹)

ستائش گر

۱۔ تعریف کرنے والا، مداح۔

ستائش گر ہے زاہد اس قدر جس باغ رضواں کا
وہ اک گل دستہ ہے ہم بے خودوں کے طاق نسیاں کا
(۱/۱۳)

۲. مداح، مداح کرنے والا۔

فکر اچھی پر ستائش ناتمام
عجز اعجاز ستائش گر کھلا
(۹/۲۳۰)

ستم ایجاد

وہ محبوب جو ظلم و ستم کے نئے نئے طریقے نکالتا ہو۔

نالہ جز حسن طلب اے ستم ایجاد نہیں
ہے تقاضائے جفا شکوۂ بیداد نہیں
(۴/۱۰۱)

ستم زدگاں

ستم زدہ کی جمع، غم کے مارے ہوئے۔

کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے
جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے
(۵/۱۳۶)

ستم ظریف

وہ شخص جو ظلم و ستم میں بھی ظرافت کا پہلو نہ چھوڑے۔

میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی
سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں
(۶/۱۱۶)

ستم کش

ظلم و ستم اٹھانے والا۔

ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں
تکلف برطرف مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر
(۳/۶۹)

ستیزہ مست

لڑائی کا دلدادہ۔

جان وفا پرست کو ایک شمیم نوبہار
فرقِ ستیزہ مست کو ابر تگرگ بار ایک
(۶/۲۶۶)

سجادہ

جس پر سجدہ کیا جائے، جائے نماز۔

رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجادہ رہن مے
مدت ہوئی ہے دعوت آب و ہوا کیے
(۶/۱۴۷)

سخت جانی

حد درجہ جفاکشی، ہر قسم کی سختیاں برداشت کرنا۔

کاو کاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا
(۲/۵)

سخت کم آزار

حد درجہ کم دکھ دینے والا۔

زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جان اسد
وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے
(۹/۱۰۶)

سخن

گفتگو، شعر و سخن۔

بہ سخن اوج دہ مرتبۂ معنی و لفظ
بہ کرم داغ نہ ناصیۂ قلزم و نیل
(۵/۲۴۴)

سخن گرم

خوبیوں سے بھرا ہوا کلام، اعلیٰ درجے کے اشعار۔

لکھتا ہوں اسد سوزش دل سے سخن گرم
تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پہ انگشت
(۳/۵۳)

سخن گسترانہ

شاعرانہ، گستردن سے مراد ہے پھیلانا، سخن گستری بات یا شعر کا پھیلاؤ جس کے لیے بہت سے اطراف ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ شاعر شعر گوئی کے جوش میں اپنی ستائش کے متعلق ایسی باتیں کہہ جاتا ہے۔ جو فی الحقیقت مقصود

نہیں ہوتیں اور انھیں محض شاعری سمجھنا چاہیے۔ سخن گستری سے مراد محض سامعین کی تفریح و خوش دلی ہوتی ہے۔

مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات
مقصود اس سے قطع محبت نہیں مجھے
(۲/۲۵۰)

سدرہ

معنی بیری، لیکن اس سے مراد سدرۃ المنتہیٰ ہے جو ایسا اونچا مقام ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی اس سے آگے نہیں جاسکا اور حضورؐ معراج کی رات اس مقام سے آگے گئے تھے۔

رہرو راہ خلد کا توشہ
طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ
(۵/۲۴۴)

سراب

گرما میں صحرا کی ریت پر سورج کی تیز کرنیں پڑتی ہیں تو دیکھنے والے کو دور سے پانی لہریں لیتا نظر آتا ہے اصل میں یہ نگاہ کا دھوکا ہوتا ہے بعض اوقات چاند کی روشنی میں بھی صحرا کے اندر یہ ہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، پانی کے اس بے بنیاد جلوے کو سراب کہتے ہیں۔

موج سراب دشت وفا کا نہ پوچھ حال
ہر ذرہ مثل جوہر تیغ آب دار تھا
(۷/۲۰)

سرانگشت

انگلی کا سرا، پور، ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہیں۔ اول انگوٹھا، دوم انگشت شہادت، سوم بیچ کی انگلی کے درمیان جو انگلی ہے عورتیں مسّی کی انگلی کہتی ہیں کیونکہ اس سے مسّی لگانے کا دستور ہے۔

مسّی آلودہ سرانگشت حسیناں لکھیے
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے
(۳/۲۴۷)

سرانگشت حنائی

مہندی لگی انگلی کا سرا۔

اچھا ہے سرانگشتِ حنائی کا تصور
دل میں نظر آتی ہے اک بوند لہو کی
(۱/۱۸۲)

سر بہ صحرا داد

آوارہ، دیوانہ، آنسو کا خانہ، آنکھ ہے جب وہ اس گھر سے نکلے گا تو آوارہ دیوانہ اور سر بہ صحرا داد کہا جائے گا۔ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ آنسو نکل کر صحرا میں پہنچے اور وہاں سیلاب آگیا۔

سرشکِ سر بہ صحرا دادہ نورالعین دامن ہے
دل بے دست و پا افتادہ برخوردار بستر ہے
(۲/۱۸۹)

سر بہ گریباں

گریبان میں سر ڈالے ہوئے یعنی غور و فکر میں ڈوبا ہوا

خامہ انگشت بہ دنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہیے
(۲/۲۴۷)

سرپنجہ

پنجہ کا مزید علیہ، فارسی میں ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ کسی لفظ پر کوئی دوسرا لفظ بڑھا دیتے ہیں، اس سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا مثلاً منزل کا مزید علیہ، سرمنزل۔

اسد ہم وہ جنون جولاں گدائے بے سروپا ہیں
کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشت خار اپنا
(۳/۲۸)

سرتا سرِ خاک

زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک۔

وسعتِ سعی کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک
گزرے ہے آبلہ پا ابرگہر بار ہنوز
(۳/۷۲)

سر دست

اس وقت، فی الحال۔

خستگی کا ہو بھلا جس کے سبب سے سر دست
نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے
(۲/۲۵۱)

سر سہرا ہونا

کسی کام کی درستی اور سرانجام کا کسی پر موقوف ہونا، کسی پر کسی کام کا انحصار ہونا یا اس کے سرانجام کی عزت پانا۔

خوش ہو اے بخت کہ ہے آج ترے سر سہرا
باندھ شہزادے جواں بخت کے سر پہ سہرا
(۴/۲۹۵)

سرشار

۱۔لبریز، جب کوئی پیالہ وغیرہ اتنا بھر جائے کہ کناروں سے بہنے لگے تو اسے سرشار کہتے ہیں۔

دیدۂ تا دل اسدؔ آئینۂ یک پرتو شوق
فیض معنی سے خطِ ساغر راقم سرشار
(۶/۲۲۹)

۲۔لبالب، فراواں بعض اصحاب نے اسے مست و بیخود کے معنی میں بھی استعمال کیا ہے یہاں بظاہر یہی معنی قابلِ ترجیح معلوم ہوتے ہیں۔

ہے وہی بدمستی ہر ذرہ کا خود عذر خواہ
جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے
(۶/۱۳۲)

سر کرنا

فارسی سر کردن سے ہے کہ میں جان لوں، اسے بھی محبوب تک رسائی حاصل ہے۔

جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ
سر کرے ہے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بار دوست
(۳/۵۵)

سرگراں

۱.سول، رنجیدہ۔

سرگراں مجھ سے سبک روکے نہ رہنے سے رہو
کہ بہ یک جنبش لب مثل صدا جاتا ہوں
(۵/۲۶۹)

۲.خفا، ناراض، ناخوش۔

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو
(۵/۱۲۸)

سرگرانی

سر کا بھاری ہونا، مراد ہے رنجش خفگی۔

بارہا دیکھی ہیں ان کی رنجشیں
پر کچھ اب کے سرگرانی اور ہے
(۵/۱۵۶)

سرگشتگی

سر پھرنا، جنوں، دیوانگی۔

سرگشتگی میں عالم ہستی سے یاس ہے
تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے
(۱/۱۴۰)

سرگشتہ

لغوی معنی، جس کا سر پھر گیا ہو، یعنی حیران و پریشان۔

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسدؔ
سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا
(۱/۷)

سرمۂ مفت نظر

وہ سرمہ جو مفت دے دیا جائے اور کوئی قیمت وصول نہ کی جائے۔

سُرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشم خریدار پہ احساں میرا
(۶/۳۶)

سرنوشت

تقدیر، قسمت، خط پیشانی یعنی پیش آنے والے حالات کی غیبی تحریر مقدر۔

کہتے ہو کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں
گویا جبیں پہ سجدۂ بُت کا نشاں نہیں
(۵/۹۱)

سونپے ہے فیض ہوا صورت مژگان یتیم
سرنوشتِ دوجہاں ابر بہ یک سطرِ غبار
(۶/۲۲۶)

ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسم ثواب سے
ٹیڑھا لگا ہے قط قلم سرنوشت کو
(۱/۱۱۹)

سروچراغاں

چل چراغ، وہ جھاڑ جس میں بہت سے چراغ جلتے ہوں، پاک و ہند میں لکڑی یا دھات سے سرو جیسی ایک چیز بنالیتے تھے جس میں بے شمار چراغ جلانے کا انتظام کر لیتے تھے۔

دکھاؤں گا تماشہ دی اگر فرصت زمانے نے
مرا ہر داغ دل اک تخم ہے سروچراغاں کا
(۴/۱۳)

سرہنگ

فوج کا افسر، کوتوال۔

پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام
اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا
(۱۲/۲۳۸)

سرہونا

اس محاورے کے معنی میں اختلاف ہے اور کسی ایک معنی کو ترجیح دینے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں۔ فارسی میں "سرشدن" شروع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ سرشدن قلم کا مطلب ہے۔ قلم بن جانا۔ مولانا طباطبائی نے اس کے معنی سمجھنے اور باخبر ہونے کے لکھے ہیں۔ نوراللغات میں مرزا غالب کا یہی شعر بہ طور سند پیش کر کے سر ہونے کے معنی پیچ کھلنے کے بتاتے ہیں ساتھ ہی لکھ دیا ہے کہ اب یہ معنی متروک ہیں۔ اس کے ایک معنی مسخر کرنا بھی لکھے ہیں۔

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک
(۱/۸۰)

سُریں

پشت، پیٹھ۔

اور داغ آپ کی غلامی کا
خاص بہرام کا ہے زیب سُریں
(۲/۲۸۹)

سطوت

۱. رعب، دبدبہ۔

نہ آئی سطوت قاتل بھی مانع میرے نالوں کو
لیا دانتوں میں جو تنکا ہوا ریشہ نیستاں کا
(۳/۱۳)

۲. دبدبہ۔

سطوت ہے تیرے جلوۂ حسن غیور کی
خوں ہے مری نگاہ میں رنگ ادائے گل
(۴/۸۲)

سفیدی

یہاں اس کے دو مفہوم ہیں۔ اول وہ سفیدی جو گھر کی صفائی اور آرائش کے لیے کی جاتی ہے۔ دوم وہ سفیدی جو حضرت یعقوب کی آنکھوں میں حضرت یوسفؑ کی جدائی پر روتے روتے پیدا ہوگئی۔

نہ چھوڑی حضرت یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی
سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر
(۲/۶۵)

سفرہ

دسترخوان۔

بھرے قدح میں ہے صہبائے آتش پنہاں
بہ روئے سفرہ کباب دل سمندر کھینچ
(۶/۵۷)

سفینہ

کشتی، ناؤ۔

وہ سحر مُدّعا طلبی میں نہ کام آئے
جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں
(۶/۹۶)

سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا غالب
خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے
(۴/۲۰۳)

سگ گزیدہ

جسے دیوانے کتے نے کاٹ لیا ہو، ایسے شخص کے جسم میں دیوانے کتے کا زہر سرایت کر جاتا ہے تو وہ پانی سے ڈرتا ہے، اسی طرح آئینے سے دور بھاگتا ہے کیونکہ مجھے میرے ہم جنسوں نے سخت دکھ اور آزار پہنچایا ہے، یعنی وہ ہمیشہ مجھے کاٹ کھانے کے درپہ رہے، آئینہ دیکھنے سے ہم جنس اور ان کی تمام ایذا رسانیاں تازہ ہو جائیں گی۔

پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ
ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں
(۲/۲۶۹)

سلام کرنے والے

یہ ان اہلِ مقدمات کا کام ہے جو روزانہ جا کر منشیوں، متصدیوں کو سلام کر آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کا کام بن جائے گا۔

ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے
کرتے ہیں درنگ کام کرنے والے
(۳/۲۶۳)

سلام کے لیے کانوں پر ہاتھ دھرنا

دربارِ مغلیہ میں دستور تھا کہ بادشاہ کے سامنے درباری ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے تو ماتھے پر نہیں، کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے، ماتھے پر ہاتھ صرف بادشاہ کے لیے مخصوص تھا اور ویسا ہی سلام بادشاہ کے روبرو کسی دوسرے کو کرنا خلافِ ادب تھا۔

کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں کرتے ہوئے سلام
اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں
(۶/۲۵۷)

سلب

چھیننا، کھینچ لینا، نفی کر دینا۔

تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں
تو آگ سے گر رفع کرے تابِ شرارت
(۲/۲۵۳)

سلَح شُور

اسلحہ استعمال کرنے والا سپاہی۔

بسکہ فعّال مایرید ہے آج
ہر سلَح شُور انگلستاں کا
(۴/۲۹۹)

سلسبیل

بہشت کی ایک نہر۔

وہ جس کے ماتمیوں پہ ہے سلسبیل سبیل
شہید تشنہ لبِ کربلا کہیں اس کو
(۶/۳۰۳)

سلکِ عافیت

آرام و راحت کا رشتہ۔

بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ
نگاہِ عجز سرِ رشتۂ سلامت ہے
(۲/۱۹۹)

سلمٰی

عرب کی ایک مشہور محبوبہ۔

کیوں اسے تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے
کیوں اسے نقش پئے ناقۂ سلمٰی کہیے
(۴/۲۲۸)

سَم

زہر۔

جان کر کیجے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو
یہ نگاہِ غلط انداز تو سم ہے ہم کو
(۶/۱۲۴)

سماع
راگ۔

جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع
گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں
(۳/۹۷)

سمجھنا
۱۔(پہلے مصرع میں) جاننا، خیال کرنا۔

چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل
بارے اب اس سے بھی سمجھا چاہیے
(۵/۱۸۳)

۲۔(دوسرے مصرع میں) سزا دینا، مزا چکھنا، باز پرس کرنا۔

چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل
بارے اب اس سے بھی سمجھا چاہیے
(۵/۱۸۳)

سمند
بادی رنگ کا گھوڑا، عام گھوڑے کے لیے بھی مستعمل ہے۔

نقش سُمِ سمند سے یک سر
بن گیا دشت دامنِ گل چیں
(۱۲/۲۸۸)

سمندر
بڑے چوہے کے برابر ایک جانور جس کے متعلق فارسی اور اردو ادب میں یہ افسانہ مشہور ہے کہ وہ آگ میں پیدا ہوتا ہے اور وہیں رہتا ہے جیسے مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور پانی میں رہتے ہیں اور اسے آگ سے باہر نکالیں تو مر جاتا ہے بعض اسے پردار جانور کہتے ہیں اور اس کا نام مرغ آتش خوار ہے یہ "سام" اور "اندر" سے مرکب ہے سام، آگ اور اندر حرف ظرف۔ ایسا کوئی جانور یا پرندہ اب تک دریافت نہیں ہوا۔

جاری تھی اسد داغِ جگر سے مرے تحصیل
آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا
(۳/۴۲)

سنائے نہ بنے
سنانے کی کوئی صورت نہیں بنتی۔

نکتہ چیں ہے غمِ دل اس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے
(۳/۱۸۶)

سنجاب
برفستان کا ایک جانور جس کا رنگ خاکی مائل بہ سیاہ ہوتا ہے اس کی کھال بیش قیمت ہوتی ہے، جس سے پوش اور بعض دوسری چیزیں بناتے ہیں، کھال کو بھی سنجاب ہی کہتے ہیں۔

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں
پہلوئے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا
(۵/۱۹)

سنجر
معز الدین سنجر، جو الپ ارسلان کا پوتا اور جلال الدین ابوالفتح ملک شاہ کا بیٹا تھا۔ ۱۱۱۷ء۔۱۱۵۷ء یہ سلطنت کا آٹھواں اور آخری بادشاہ تھا۔

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا
(۷/۲۴۰)

سنگِ فساں
وہ پتھر جس پر تلوار، چھری، خنجر وغیرہ تیز کیے جاتے ہیں، سان۔

بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں
مرحبا میں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے
(۴/۱۹۴)

سنگین خواب
حد درجہ گہری نیند۔

لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی
قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے
(۲/۳۱۲)

سنین

سنہ کی جمع، سال۔

شب و روز افتخار لیلیٰ و نہار

مہ و سال، اشرفِ شہور وسنین

(۲/۲۸۷)

سواد

سیاہی، مجازاً حوالی زمین یا زمین بھی مراد لیتے ہیں، سمندر کا سفر کرتے ہوئے زمین نظر آتی ہے تو دور سے سیاہی کا ایک خط معلوم ہوتی ہے، اس طرح یہ معنی ہوگئے، حوالی شہر، حوالی اقلیم۔

آ پہنچے ہیں تا سواد اقلیم عدم

اے عمر گذشتہ یک قدم استقبال

(۲/۲۵۹)

سونا سوگند ہونا

نیند آنا قسم ہو جانا، یعنی بالکل نہ آنا۔

واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں

سونا سوگند ہو گیا ہے غالب

(۲/۲۶۱)

سوءِ ظن

غیر شایاں گمان۔

کل کے لیے کر آج نہ خستِ شراب میں

یہ سوء ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں

(۱/۹۷)

سُویدا

دل کا سیاہ نقطہ، اسود کی تانیث ہے، شاعر نے پریشانی اور آشفتگی کو دھویں سے، دل کے سیاہ نقطے کو داغ سے تشبیہ دی ہے۔

آشفتگی نے نقش سویدا کیا درست

ظاہر ہوا کہ، داغ کا سرمایہ دود تھا

(۳/۶)

مت مردکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں

ہیں جمع سویداے دل چشم میں آہیں

(۱/۹۳)

سیاستِ درباں

چوکیدار کی طرف سے باز پُرس دارو گیر اور ڈانٹ ڈپٹ۔

دل ہی تو ہے سیاست درباں سے ڈر گیا

میں اور جاؤں، در سے تیرے بن صدا کیے

(۵/۱۴۷)

سیاہ پوش

سیاہ لباس پہننے والا، یہ لباس عموماً سوگ میں پہنا جاتا ہے۔

شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے دھواں اٹھتا ہے

شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد

(۳/۵۸)

سیاہ خانہ لیلیٰ

لیلیٰ کا سیاہ گھر یہ اس لیے کہا کہ عام روایت کے مطابق لیلیٰ کا خیمہ سیاہ رنگ کا تھا اور خود لیلیٰ نام بھی لیل سے ماخوذ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا رنگ بھی سانولا تھا۔

نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغ صحرا

گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ، نہ سہی

(۳/۱۷۲)

سیر

روحانی سلوک کے مراتب طے کرنا۔

خاک صحرائے نجف جوہر سیر عُرفا

چشم نقشِ قدم آئینۂ بختِ بے داد

(۲/۲۲۸)

سیلان

بہنا، روانی۔

تو آب سے گر سلب کرے طاقت سیلاں

تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت

(۲/۲۵۳)

سیلی

۱۔ تھپڑ، طمانچہ، لپیڑ۔

اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث مکتب
لطمۂ موج کم از سیلیِ استاد نہیں
(۱/۱۰۲)

ز بسکہ عشقِ تماشا جنوں علامت ہے
کشاد و بست مژہ سیلیِ ندامت ہے
(۷/۱۹۸)

۲۔ ضرب۔

حالانکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ
غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے
(۱/۱۳۷)

سیم

جو فیروزہ بیضوی شکل کا ہوتا ہے، وہ سیم کے بیج کے بہت مشابہ ہے، بیجوں کا سالن پکایا جاتا ہے بادشاہ نے ایک مرتبہ مرزا کے لیے یہی سالن بھیجا تھا جس کے شکریے میں یہ رباعی کہی۔

ان سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے
بھیجے ہیں جو ارمغاں شہہ والا نے
(۱/۲۶۴)

سیمیا

ایک علم جس سے روح کو ایک جسم سے نکال کر دوسرے میں منتقل کر دیتے تھے اور موہوم چیزیں سامنے لے آتے تھے۔ اصل میں ان کا کوئی وجود نہ تھا۔

وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود
صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا
(۱/۲۳۸)

سینۂ توحید فضا

وہ سینہ جس کی فضا توحید ہو یعنی توحید سے لبریز ہو۔

دلِ الفت نسب و سینۂ توحید فضا
نگہ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں
(۷/۲۳۳)

سینہ گداز

سینے کو گھلا دینے والا۔

لاف تمکین فریب سادہ دلی
ہم ہیں اور رازہا سینہ گداز
(۵/۷۳)

سیہ گلیم

بہارِ عجم میں بتایا گیا ہے کہ سیاہ گلیم کے معنی سیاہ روزگار ہیں یعنی بدنصیب، سیاہ بخت۔

سیہ گلیم ہوں لازم ہے میرا نام نہ لے
جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے
(۶/۲۵۶)

شاداب

سیراب، حد درجہ تروتازہ۔

نشہ ہا شاداب رنگ و ساز ہا مستِ طرب
شیشۂ مے سروِ سبزِ جوئبارِ نغمہ ہے
(۵/۲۰۴)

شاہِ جم جاہ

وہ بادشاہ جسے جمشید کا جاہ و جلال حاصل ہے۔

بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال
ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال
(۵/۲۶۱)

شاہد

دیکھنے والا، شہادت دینے والا۔

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں
(۶/۹۷)

شاہدِ ہستی مطلق

وہ محبوب، جو علی الاطلاق موجود ہے یعنی محبوبِ حقیقی۔

شاہدِ ہستی مطلق کی کمر ہے عالم
لوگ کہتے ہیں کہ ہے پر ہمیں منظور نہیں
(۳/۱۰۰)

شائبہ

۱۔ آمیزش، ملاوٹ۔

لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبۂ ریا سے دور
کر کے دل و زبان کو غالبؔ خاکسار ایک
(۷/۲۶۶)

۲۔ شک، شبہہ۔

تم سے بے جا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ
اس میں کچھ شائبۂ خوبیٔ تقدیر بھی تھا
(۸/۳۹)

شب رَو

رات کو چلنے والا، یہ لفظ عموماً چور کے لیے مستعمل ہے اور یہاں بھی اس سے چور ہی مراد ہے۔

سُراغِ تفِ نالہ، لے داغِ دل سے
کہ شب رو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
(۵/۹۴)

شب قدر

قرآن مجید میں اس رات کو کہا گیا ہے جس میں قرآن کا نزول شروع ہوا، ''انا انزلناہ فی لیلۃ القدر (ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا) اس رات کے تعین میں اختلاف ہے، ۲۱ سے اور آخر رمضان تک ہر طاق رات کے حق میں روایتیں ملتی ہیں، لیکن عام عقیدہ ۲۷ رمضان کی رات کے متعلق ہے۔

ہوں شادنہ کیوں سافل و عالی باہم
ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم
(۲/۲۶۲)

شبستان

۱۔ خواب گاہ، رات کو آرام کرنے کی جگہ۔

سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی
ہر قدم سائے کو میں اپنے شبستان سمجھا
(۲/۳۸)

۲۔ رات بسر کرنے کی جگہ، گھر۔

بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی
شبِ مہ ہو جو رکھ دیں پنبہ دیواروں کے روزن میں
(۴/۱۱۴)

فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار
دلِ پروانہ چراغاں پرِ بلبل گلزار
(۵/۲۲۸)

شبنمستان

وہ مقام جہاں سبزے اور پودوں پر بہ کثرت شبنم پڑی ہوتی ہو۔

کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ تیرے جلوے نے
کرے جو پرتوِ خورشید عالم شبنمستاں کا
(۵/۱۳)

شبہ

نظیر، مشابہ۔

اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر!
اے جہاندارِ کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل!
(۱/۲۴۴)

شجرِ بید

بید کا درخت، بید میں کوئی پھول نہیں لگتا اس لیے اسے بے ثمر درخت کہا جاتا ہے۔

عشق تاثیر سے نومید نہیں
جاں سپاری شجرِ بید نہیں
(۴/۹۳)

شحنہ

کوتوال، یہاں مراد ہے وہ افسر جو رات کو آبادی کی نگرانی کرتا ہے۔

مہرِ رخشاں کا نام خسروِ روز
ماہِ تاباں کا اسم شحنۂ شام
(۹/۲۳۷)

شرارت

شعلہ زن ہونا، بھڑکنا۔

تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں
تو آگ سے گر رفع کرے تابِ شرارت
(۲/۲۵۳)

شرار جستہ

بھڑکی ہوئی چنگاری۔

کوہ کے ہوں بار خاطر گر صدا ہو جائیے
بے تکلف اے شرارِ جستہ کیا ہو جائیے
(۴/۳۱۱)

شرمِ نارسائی

خدا کے قریب میں نہ پہنچ سکنے کی شرم، یعنی خدا نے جو حکم دیتے تھے انھیں پوری طرح بجا نہ لانے کی ندامت۔

بے نذرِ کرم، تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا
بخوں غلطیدہ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا
(۵/۲۸)

شرمندہ معنی ہونا

معنی کی شرمندگی اٹھانا یعنی با معنی ہونا۔

دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا
ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا
(۱/۱۳)

شست

نشانہ۔

رہے دل ہی میں تیر اچھا، جگر کے پار ہو بہتر
غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے
(۱/۱۹۷)

شش جہت

چھ طرفیں، دائیں بائیں، آگے پیچھے، اوپر نیچے، اس سے مراد ہے، عالم، کائنات۔

بر روے شش جہت درِ آئینہ باز ہے
یاں امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا
(۲/۴۳)

جا داد بادہ نوشی زنداں ہے شش جہت
غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے
(۴/۱۴۹)

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ
طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ
(۴/۱۳۰)

شعلہ

یہاں اس سے مراد سوزِ عشق ہے۔

شعلہ سے نہ ہوتی، ہوس شعلہ نے جو کی
جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے
(۱/۲۱۷)

شعلہ آواز

آواز کا شعلہ، اس سے مراد وہ پُر سوز آواز ہے جو دلوں میں اثر کر جائے۔

چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے
سُرمہ تو کہوے کہ دودِ شعلہ آواز ہے
(۴/۱۴۴)

شعلہ جوالہ

جولان کرتا یا چکر کھاتا ہوا شعلہ، طریقہ یہ ہے کہ ایک لکڑی (جسے بنیٹی کہتے ہیں) کے دونوں سروں پر یا تو مشعلیں باندھ لیتے ہیں یا گیندسی باندھ کر اور آگ لگا کر گھماتے ہیں اس طرح آگ کا ایک گول چکر پیدا ہو جاتا ہے، آتش بازی میں ایک چرخی سے بھی کام لیا جاتا ہے۔

شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرہ ابر آب تھا
شعلۂ جوالہ ہر اک حلقۂ گرداب تھا
(۱/۱۸)

شعلہ خس

وہ شعلہ جو تنکا جلنے سے اٹھتا ہے، معلوم ہے کہ تنکا ایک لمحہ میں جل بجھتا ہے اور شعلہ بھی جلد سے جلد ختم ہو جاتا ہے۔

فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے
ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا
(۵/۳۶)

شق ہونا

پھٹ جانا۔

شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذتِ فراغ!
تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی
(۲/۱۵۴)

شکستِ آرزو

۱. آرزو کا ٹوٹنا، یعنی خون ہونا۔

حاصلِ الفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو
دل بہ دل پیوستہ گویا اک لبِ افسوس تھا
(۶/۳۲)

۲. آرزو کا ٹوٹنا یعنی پورا اترنا۔

طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت کیا کروں
آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے
(۱/۱۹۶)

شکستِ قیمت

فارسی میں اس کا مطلب یہ ہے بہا کم ہو جانا، قیمت گھٹ جانا۔

سن اے غارت گرِ جنسِ وفا سن
شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا
(۱۰/۲۶)

شکوہ

جاہ جلال، رتبہ۔

مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ
یاں عرض سے رتبۂ جوہر کھلا
(۲/۲۴۰)

شکوہ سنج

گلہ کرنے والا۔

شکوہ سنجِ رشکِ ہم دیگر نہ رہنا چاہیے
میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا
(۳/۳۵)

شکیب

صبر۔

کیا کس نے جگر داری کا دعویٰ
شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا
(۱۱/۲۶)

شگرفانِ خود آرا

بن سنور کر رہنے والے حسین۔

مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی لکھیے
حرزِ بازوئے شگرفانِ خود آرا کہیے
(۳/۲۴۷)

شمائل

شمیلہ کی جمع، سرشت، طبیعت، خصلت، عادت۔

یہ کس بہشتِ شمائل کی آمد آمد ہے
کہ غیرِ جلوۂ گل رہگزر میں خاک نہیں
(۶/۱۱۳)

شمع عذار

شمع جیسے رخساروں والا کیونکہ فارسی میں عذار بہ معنی رخسار ہیں مطلب ہے روشن چہرے والا یعنی محبوب، حسین۔

مجلسِ شمع عذاراں میں جو آجاتا ہوں
شمع ساں میں نہ دامانِ صبا جاتا ہوں
(۳/۲۶۹)

شمع کشتہ

بجھی ہوئی شمع۔

جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے
ہوں شمعِ کشتہ درخورِ محفل نہیں رہا
(۴/۴۳)

شناور

تیرنے والا۔

ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں
نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو
(۵/۱۳۱)

شوریدگی

دیوانگی، پریشانی، آشفتگی۔

شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش
صحرا میں اے خدا! کوئی دیوار بھی نہیں
(۲/۱۱۱)

شوریدہ حال

پریشان حال، دیوانہ۔

سر پھوڑنا وہ غالبؔ شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر
(۶/۶۴)

شوق

ا۔ عشق۔

شوق ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا
(۳/۹)

گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا
گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا
(۴/۳۲)

۲۔ یہاں اس سے مراد ہے شوقِ قتل۔

جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا
(۳/۵)

شہنشاہِ اُمَم

امتوں کا شہنشاہ مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اوّلاً عمر طبیعی بہ دوام اقبال
ثانیاً دولتِ دیدار شہنشاہ اُمَم
(۸/۲۹۳)

شہور

شہر کی جمع، مہینے۔

شب و روز افتخار لیل و نہار
مہ وسال اشرفِ شہور و سنین
(۲/۲۸۷)

شیرازہ

سلسلہ، بندش، خصوصاً وہ بندش جس سے کتاب کے اجزا باہم پیوست کیے جائیں۔

نظر میں ہے ہماری جادۂ راہ فنا غالبؔ
کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا
(۵/۱۴)

ربط یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار
سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل نا آشنا
(۴/۴۵)

شیفتہ

نواب مصطفےٰ خاں اردو میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی تخلص ہے۔ ۱۸۰۶ء۔۱۸۶۹ء مومن کے بعد غالب سے مشورۂ سخن کرتے رہے۔ نہایت عزیز دوست تھے جنھوں نے ہر موقع پر غالب کی مدد کی۔

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید
مرگیا غالبِ آشفتہ نوا کہتے ہیں
(۷/۸۶)

شیوع

شائع کرنا، پھیلانا، رواج دینا۔

حق شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے
تاشاہ شیوعِ دانش و داد کرے
(۳/۲۶۴)

شیون

نالہ، فغاں۔

قفس میں ہوں گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو
برا ہونا بُرا کیا ہے نواسنجانِ گلشن کو
(۱/۱۲۱)

صاحب قرانی

صاحب قران اسے کہتے ہیں جس کی پیدائش کے وقت دو نیک ستارے ایک برج میں ہوں۔ ایسا آدمی بڑا اقبال مند

سمجھا جاتا ہے۔ صاحب قرانی کا مطلب ہوا وہ حکومت جس کی باگ ڈور صاحب قران کے ہاتھ میں ہو۔

تم کرو صاحب قرانی جب تلک
ہے طلسم روز و شب کا در کھلا
(۱۱/۲۴۰)

صاعقہ

گرنے والی بجلی۔

ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم
آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں گو آئے
(۳/۱۵۹)

صبح و شام کرنا

اس میں بھی ایہام ہے۔ اوّل نظم کائنات کے مختار مطلق کی حیثیت میں صبح کو شام اور شام کو صبح کرنا۔ دوم پس و پیش کرنا۔ صبح کو کوئی آئے تو شام کے وعدے پر ٹال دینا۔ شام کو آتے تو صبح کے وعدے پر ٹال دینا۔

کہتے ہیں کہیں خدا سے اللہ اللہ
وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے
(۴/۲۶۳)

صبر آزما

صبر کا امتحان لینے والا۔

صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر
طاقت رُبا وہ ان کا اشارا کہ ہائے ہائے
(۶/۲۳۶)

صبوحی

صبح کو پینے کی چیز، جس سے رات کی پی ہوئی شراب کا خمار زائل ہو جائے۔

لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے
رکھ دیا ہے ایک جامِ زر کھلا
(۶/۲۳۸)

صحرا گرد

بیابان میں پھرنے والا۔

مانع وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے
خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا
(۶/۲۲)

صدرہ

سَو سَو طرح، سَو سَو بار۔

واں پہنچ کر جو غش آتا پئے ہم ہے ہم کو
صدرہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو
(۳/۱۲۴)

صدق گزیں

سچائی اختیار کرنے والا۔

دلِ الفت نسب و سینۂ توحید فضا
نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں
(۷/۲۳۳)

صرصر

آندھی۔

گرد باد رہ بے تابی ہوں
صرصرِ شوق ہے بانی میری
(۷/۱۸۰)

صرفہ

فائدہ، کفایت شعاری، خرچ۔

صرفہ ہے ضبط آہ میں میرا، وگرنہ میں
طعمہ ہوں ایک ہی نفسِ جاں گداز کا
(۶/۱۵)

صریرِ خامہ

وہ آواز جو لکھتے وقت قلم سے پیدا ہوتی ہے قلم سے مراد کلک ہے جس سے غالب کے زمانے میں لکھا جاتا تھا۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں
غالب صریرِ خامہ نوائے سروش ہے
(۷/۱۶۶)

صفاتِ ذوالجلالی

اللہ تعالیٰ کے صفات، جو جلال والا ہے۔

ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم
آثارِ جلالی و جمالی باہم
(۱/۲۶۴)

صَلا

کھانے یا شراب پینے کے لیے بلانے کی صدا۔

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق
ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد
(۲/۵۹)

صمصام

وہ تلوار، نہ مڑے نہ جھکے۔

مرحبا موشگافیِ ناوک
آفریں آب داریِ صمصام
(۱۳/۲۳۶)

صُوَر

صورت کی جمع۔

ہے مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں
(۷/۹۷)

صُور

نرسنگا، جو قیامت کے دن پھونکا جائے۔ اور اس سے مردے جی اٹھیں گے۔

لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اٹھا
گویا ابھی سنی نہیں آواز صور کی
(۶/۲۱۸)

صورتِ ارقام

تحریر کی صورت۔

تیری توقیع سلطنت کو بھی
دی بدستور صورتِ ارقام
(۱۰/۲۳۷)

صورتِ دیوار

دیوار پر بنی ہوئی صورت۔

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے
جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے
(۱/۱۶۹)

صومعہ

گرجا متعلق عبادت گاہ کے لیے بھی مستعمل ہے۔

صومعے میں اسے ٹھہرایئے گر نُہِ نماز
مے کدے میں اسے خشتِ خمِ صہبا کہیے
(۱/۲۲۸)

صہبا

شراب۔

مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں
بہ روئے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ
(۶/۵۷)

ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا
یک بار لگا دو خُم ِ مے میرے لبوں سے
(۲/۱۳۳)

صیدِ زبوں

دبلا اور لاغر و ناتواں شکار جسے شکاری پسند نہیں کرتے۔

خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے
مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی
(۳/۱۳۳)

صیدِ زدامِ جستہ

وہ شکار جو جال میں پھنس کر نکل گیا ہو۔

بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ
صیدِ زدامِ جستہ ہے اس دام گاہ کا
(۲/۷۴)

صیقل

جلا، چمک، صفائی۔

تا کہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوائے صیقل
دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا
(۶/۵۰)

ضامن

ضمانت دینے والا۔

غفلت کفیلِ عمر و اسدِ ضامنِ نشاط
اے مرگِ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے
(۵/۲۱۵)

طاعت

۱. بندگی، عبادت، فرماں برداری۔

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو
(۵/۱۱۸)

۲. عبادت۔

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت اِدھر نہیں آتی
(۵/۱۵۷)

طاقِ نسیاں

وہ طاق جس میں انسان کچھ رکھ کر بھول جائے۔

ستائش گر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا
وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا
(۱/۱۳)

طاقت رُبا

طاقت چھین لینے والا۔

صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں کہ حف نظر
طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ہائے ہائے
(۶/۲۳۶)

طالعِ ناساز

ناسازگار قسمت، بدنصیبی۔

پیکرِ عشاق سازِ طالعِ ناساز ہے
نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے
(۵/۱۴۳)

طبلہ

ڈبا، صندوقچہ۔

ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نفس
لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا
(۴/۲۳۹)

طرازِ دوام

ہمیشہ کی سجاوٹ، بناوٹ، لکھائی۔

کاتبِ حکم نے بموجب حکم
اُس رقم کو دیا طرازِ دوام
(۱۱/۲۳۷)

طرب انشا

شادمانی کرنے والا۔

افسردگی نہیں طرب انشائے التفات
ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی
(۱/۲۰۶)

طرب نصاب

جس کا سرمایہ خوشی ہو۔

اس کتابِ طرب نصاب نے جب
آب و تابِ انطباع کی پائی
(۳/۲۹۸)

طرف

گوشہ۔

مِسّی آلودہ سرِ انگشتِ حسیناں لکھیے
داغ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا کہیے
(۴/۴۴۷)

طرفِ کُلہ

ٹوپی کا گوشہ جہاں مرصع کلغی وغیرہ لگا لیتے ہیں۔

ترے جواہرِ طرفِ کلہ کو کیا دیکھیں
ہم اوجِ طالعِ لعل و گوہر کو دیکھتے ہیں
(۶/۱۰۴)

طرف ہونا

مقابل ہونا، بحث و تکرار کرنا۔

رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں، زاہد
زنہار نہ ہونا طرَف ان بے ادبوں سے
(۳/۱۴۴)

طرفہ تر

عجیب تر۔

شب زلف و رُخِ عرق فشاں کا غم تھا
کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا
(۳/۲۵۹)

طرّہ

زلف، کاکل، چوٹی، طرہ کلاہ، پھندنا اور کلغی، طرہ دستار، کلغی۔

غافل بہ وہم ناز خود آرا ہے، ورنہ یاں
بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا
(۱/۴۷)

طرہ ہائے خم بہ خم

پیچ در پیچ زلفیں، تاب دار گیسو تمھارے آگے آئے، بددعا ہے۔ مثلاً عموماً کہتے ہیں جو کچھ تم نے کیا ہے وہ تمھارے آگے آئے۔

یہ عمر بھر جو پریشانیاں اٹھائی ہیں ہم نے
تمھارے آئیو، اے طرّہ ہائے خم بہ خم آگے
(۵/۱۷۳)

طعمہ

لقمہ، نوالہ۔

صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں
طعمہ ہوں ایک ہی نفس جاں گداز کا
(۶/۱۵)

طغرل

سلجوقی سلطنت کا بانی۔ وہ خود لاولد تھا اور اپنے بھتیجے رکن الدین ابو طالب طغرل بیگ ۱۰۳۷ء سے ۱۰۶۳ء عضد الدین ابو شجاع۔ الپ ارسلان ۱۰۶۳ء-۱۰۷۳ء کو ولی عہد بنا لیا تھا۔

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
اب فریبِ طغرل و سنجر کھلا
(۷/۴۳۰)

طمعِ خام

ایسی حرص جس کا پورا ہونا ناممکن ہو، بازیا حرص، فضول حرص۔

کیا زہد کو مانوں کہ نہ ہو گرچہ ریائی
پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے
(۱/۴۳۰)

طناب معمار

وہ رسی جس کے ساتھ ایک وزن لٹکا رہتا ہے اور راج معمار اس سے تعمیر کردہ کی سیدھ اور ٹیڑھ دیکھتے ہیں۔

فلک العرش ہجوم خم دوشِ مزدور
رشتۂ فیضِ ازل سازِ طنابِ معمار
(۷/۴۴۷)

طناز

رمز و کنایہ میں بات کرنے والا، ناز سے چلنے والا، شوخ، بے باک۔

نقشِ نازِ بتِ طناز بہ آغوشِ رقیب
پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے
(۱۰/۱۸۰)

طوبیٰ

بہشت کا ایک درخت۔

رہرو راہِ خُلد کا توشہ
طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ
(۵/۴۴۴)

طور

جزیرہ نمائے سینا کا مشہور پہاڑ، جس کی چوٹی پر حضرت موسیٰ نے ذات باری کا جلوہ دیکھا تھا، نیز انھیں توریت کے دس احکام ملے تھے۔

گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی نہ طور پر
دیتے ہیں بادہ، ظرفِ قدح خوار دیکھ کر
(۵/۶۴)

طوفِ حرم

خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنا یعنی گھومنا۔

مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر
عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو
(۶/۱۲۵)

طوفانی

طوفان اٹھانے والے، طوفان آخریں۔

ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیتِ فصل
موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب
(۴/۵۲)

طومار

کاغذ کا مٹھا، نامہ، دفتر یہ لفظ اُن خطوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جنھیں دفتر کی شکل میں مرتب کر لیتے تھے یا جوڑ جوڑ کر ایک لمبا کاغذ تیار کر لیتے تھے۔ جسے گول کر کے جو نکلے بانس یا ٹین کے خول میں رکھتے تھے۔

نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا
کہ پشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مہر عنواں پر
(۵/۶۵)

طوے

ترکی میں شادی کو کہتے ہیں

خجستہ انجمن طوے میرزا جعفر
کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محظوظ
(۱/۴۵۷)

طیور

طائر کی جمع، پرندے، یہاں مراد ہے بلبل۔

آمدِ بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج
اڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی
(۷/۲۱۸)

ظرف

۱۔حوصلہ، گنجائش، سمائی

بقدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی
جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا
(۲/۱۵)

۲۔صلاحیت، قابلیت۔

گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی نہ طور پر
دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر
(۵/۶۴)

ظلمت گستری

ظلمت آرائی، اندھیرے کا پھیلاؤ۔

بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی
شبِ مہ، ہو جو رکھ دیں پنبہ دیواروں کے روزن میں
(۴/۱۱۲)

ظہوری

لفظی معنی صاحب ظہور، ظاہر و آشکار اور مشہور۔ فارسی کا ایک مشہور شاعر و ادیب جس نے زندگی کا بڑا حصہ بیجاپور میں گزارا اور وہیں وفات پائی۔

ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی غالب
میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ ''مشہور نہیں''
(۳/۱۰۱)

عارف

خدا شناس، صاحب عرفان۔

یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات
عارف ہمیشہ مستِ مے ذات چاہیے
(۶/۱۳۲)

عاشقِ ہشت و چار

مراد ہے بارہ آئمہ کرام (حضرت علیؓ سے امام مہدیؑ تک) آئمہ کرام کے عاشق سے مراد ہے شیعہ۔

دونوں کے دل حق آشنا دونوں رسولؐ پر فدا
ایک محبِ چار یار عاشقِ ہشت و چار ایک
(۵/۲۶۶)

عالمِ امکان

ممکنات کی دنیا یعنی وہ کائنات جو بہر حال فنا ہو جائے گی۔ دنیا۔

غرّہ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو
اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن
(۵/۸۹)

عالی
بلند پایہ لوگ جسے اونچا منصب رکھنے والے یا دولت مند یا اربابِ جاہ وحشمت۔

ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم
ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم
(۲/۲۶۲)

عتبہ
آستانہ، دہلیز۔

تجھ کو شرفِ مہر جہاں تاب مبارک
غالب کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت
(۷/۲۵۳)

عجزِ ہمت
ہمت کی پستی

یاس و امید نے یک عربدہ میداں مانگا
عجز و ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا
(۳/۳۴)

عدیل
برابر، مثال۔

اے شہنشاہِ فلک منظر و بے مثل و نظیر
اے جہاں دار کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل
(۱/۲۴۴)

عذر خواہ
خود عذر کرنے یا کسی کا عذر قبول کرنے والا یعنی وہ جو خود عفو خواہ ہو یا دوسرے کو معذور سمجھے۔

کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا
رحمت کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے
(۳/۱۴۱)

عربدہ جو
جنگجو، لڑاکا۔

صد حیف وہ ناکام کہ اِک عمر سے غالبؔ
حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی
(۳/۱۸۲)

عربدہ میداں
میدانِ جنگ

یاس و امید نے یک عربدہ میداں مانگا
عجزِ ہمت نے طلسم دلِ سائل باندھا
(۳/۳۴)

عرصۂ آفاق
روئے زمین کی وسعت۔

وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا
دریا زمیں کو عرقِ انفعال ہے
(۶/۱۴۱)

عرصہ قیل و قال
گفتگو کی سرزمین۔

مملکتِ کمال میں اک امیر نامور
عرصۂ قیل و قال میں خسرو نامدار ایک
(۲/۲۶۶)

عرض
وہ چیز کو قیام کے لیے دوسری چیز کی محتاج ہو۔ جیسے کپڑے کے لیے رنگ۔

مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ
یاں عرض سے رتبۂ جوہر کھلا
(۲/۲۴۰)

عرفا
عارف کی جمع، خداشناس لوگ، صاحب معرفت۔

خاکِ صحرائے نجف جوہرِ سیرِ عرفا
چشمِ نقشِ قدم آئینۂ بختِ بیدار
(۲/۲۲۸)

عرق انفعال
شرمندگی اور ندامت کا پسینہ۔

وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا
دریا زمیں کو عرقِ انفعال ہے
(۶/۱۴۱)

عزا خانہ
ماتم کرنے کی جگہ۔

مردمک سے ہو عزا خانۂ اقبال نگاہ
خاک در کی ترے جو چشم نہ ہو آئینہ دار
(۴/۲۲۹)

عزلت
گوشہ گیری، تنہائی۔

ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت
عزلت آباد صدف میں قیمت گوہر نہیں
(۴/۳۲۵)

عشرت گہ
وہ مقام جہاں عیش و عشرت کی جائے یہاں اس سے مقصود خسرو کا محل اور باغ ہے۔ عشرت گہ خسرو۔

عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب
ہم کو تسلیم نکو نامی فرہاد نہیں
(۵/۱۰۱)

عصفور
چڑیا۔

اے منشی خیرہ سر سخن ساز نہ ہو
عصفور ہے تو مقابل باز نہ ہو
(۱/۳۰۱)

عطر آگیں
عطر سے بھرا ہوا، معطر۔

فیض خلق اس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا
بوئے گل سے نفسِ باد صبا عطر آگیں
(۸/۲۳۱)

عقد
ہار۔

گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا
کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے
(۴/۱۶۵)

عقدِ گہر
موتیوں کی لڑی

افسوس کہ دیداں کا کیا رزق فلک نے
جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت
(۱/۵۳)

عقوبت
عذاب و تعذیر، سختی، بعض اصحاب نے سزا و عقوبت کو بھی ہم معنی بتایا ہے۔ لیکن معاملہ عام و خاص کا ہے یہ ایسی ہی بات ہے جیسے محض سزائے قید اور قید بامشقت دونوں ایک چیز نہیں۔

حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے
آخر گناہ گار ہوں کافر نہیں ہوں میں
(۴/۱۰۷)

علو
بلندی۔

بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب
اب علوِ پایۂ منبر کھلا
(۴/۲۴۰)

علی الدوام
ہمیشہ کے لیے۔

دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا
حضرت کا عزو جاہ رہے گا علی الدوام
(۴/۲۸۵)

علی بہادر
اس سے مراد نواب علی بہادری بن ذوالفقار بہادر نواب باندہ ہے علی بہادر ۱۸۴۹ میں مسند نشیں ہوا ۱۸۵۷ء میں مجاہدین آزادی کے ساتھ مل گیا نومبر ۱۸۵۸ء میں ملکہ وکٹوریہ کے اعلان عفو عام کی بنا پر اس نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کردیا انگریزوں نے ریاست چھین لی اور اندور میں بند کردیا۔ صرف تین سو روپیہ ماہانہ وظیفہ دیتے تھے ۱۸۷۲ء میں انگریزوں کو کچھ خیال آیا اور اسے بمبئی بلا کر دربار میں

جگہ دی گئی ۱۸۷۲ء میں وفات پائی منیر شکوہ آبادی کو نواب علی بہادر سے دلی تعلق تھا اس کی وفات پر جو تاریخ کہی اس میں نواب کی پوری سیرت کا نقشہ پیش کر دیا۔

غالب خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز
دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں
(۷/۹۹)

عماری

ہاتھی کے ہودے کو بھی کہتے ہیں اور اونٹ کے محمل کو بھی، جس میں سواریاں بیٹھتی ہیں خصوصاً عورتیں۔ یہاں آخری معنی مراد ہیں۔

قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز
پھر وہی پردۂ عماری ہے
(۵/۱۶۰)

عمرِ خضر دراز

خضر کی عمر لمبی ہو، یہ محاورہ ایسے موقع پر بولتے ہیں۔ جب کوئی چیز پہلے ہی سے موجود ہو۔

حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز
دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز
(۴/۷۱)

عمرِ طبیعی

عمر کا عام پیمانہ جو پہلے ایک سو بیس سال سمجھا جاتا تھا، اب پچھتر اور اسی کے درمیان مانا جاتا ہے۔

عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو
نہ ہوئی غالب اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی
(۷/۱۷۲)

عمرو

مولانا طباطبائی نے یہ نام "امر" لکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ مرزا غالب نے یونہی لکھا تھا تا کہ حضرت عمر سے التباس نہ ہو۔ عرشی صاحب نے اپنے دیوان میں عمر (عین المفتوح) لکھا ہے۔ داستانِ امیر حمزہ سرتا پا افسانہ ہے۔ لیکن اس کے بعض کرداروں کے نام ایسے رکھے گئے ہیں۔ جو حقیقتاً موجود تھے۔ مثلاً عمر بن امیہ زمری جسے داستان گویوں نے عمرو عیار بنا دیا۔

ذرہ معنی سے مرا صفحہ لقا کی داڑھی
غمِ گیتی سے مرا سینہ عمرو کی زنبیل
(۵/۲۲۵)

عناصر

عنصر کی جمع یعنی وہ اجزاء جن سے اجسام مرکب ہوتے ہیں۔

مضمحل ہوگئے قویٰ غالب
وہ عناصر میں اعتدال کہاں
(۸/۸۵)

عناں گسیختہ

بگ ٹٹ، سرپٹ، بے قابو۔

ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں
شوقِ عناں گسیختۂ دریا کہیں جسے
(۳/۲۱۶)

عناں گیر

باگ تھام لینے والا، روک دینے والا، مانع۔

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا
(۷/۳۹)

واں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام
گریہ سے یاں پنبہ بالش کفِ سیلاب تھا
(۲/۱۸)

عنبر

ایک خوشبودار چیز۔ جو سمندر سے نکلتی ہے۔

ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نفس
لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا
(۳/۲۳۹)

عنقا

اک فرضی اور خیالی پرندہ کہتے ہیں اس کی گردن لمبی ہونے کے باعث یہ نام رکھا گیا ہے، نام موجود ہے پرندہ ناپید ہے اس سے مراد ہے ناپید اور گم۔

آگہی دام شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مُدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا
(۴/۵)

مری ہستی فضائے حیرت آباد تمنا ہے
جسے کہتے ہیں نالہ وہ اسی عالم کا عنقا ہے
(۴/۱۴۳)

عہد تجدید تمنا

تمنا تازہ کرنے کا عہد۔ جب کوئی عہد تازہ کیا جائے تو بیعت کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ جاتا ہے۔

نہ لائی شوخی اندیشہ تاب رنج نومیدی
کف افسوس ملنا عہد تجدید تمنا ہے
(۱/۱۴۴)

عیاذاً باللہ

خدا کی پناہ۔

کس قدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ
یک قلم خارج آدابِ وقار و تمکیں
(۲/۲۳۱)

عیار

کسوٹی، کھرا کھوٹا پن دیکھنا

بک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ
لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر
(۱/۶۴)

نقد سخن کے واسطے ایک عیار آگہی
شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک
(۳/۲۶۵)

سکۂ شہ کا ہوا ہے روشناس
اب عیار آبروے زر کھلا
(۵/۲۳۰)

عیدِ نظارہ

قوت دید، یعنی نگاہ کی عید یا انتہائی شادمانی اور خوشی۔

عشرتِ قتل گہ اہل تمنا مت پوچھ
عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا
(۶/۲۱)

عیش رفتہ

گزرے ہوئے زمانے کی راحت و آسائش۔

فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے
متاعِ بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر
(۵/۶۸)

غالیہ

ایک مرکب خوشبو، جو مشک و عنبر وغیرہ میں ملا کر تیار کرتے ہیں "غالیہ مو" سے مراد ہے ایسا محبوب جس کی زلفیں اس مرکب خوشبو میں بسی ہوئی ہوں۔

کہتے تو ہو تم سب کہ بتِ غالیہ مو آئے
اک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے
(۱/۱۵۹)

غبار

ایک قسم کا خط جو دو کاغذوں پر لکھا جاتا ہے اور دونوں کو ملا کر پڑھا جاتا ہے ورنہ غبار سا معلوم ہوتا ہے۔

سونپے ہے فیض ہوا صورتِ مژگان یتیم
سر نوشتِ دو جہاں ابر بہ یک سطرِ غبار
(۶/۳۳۶)

غربت

مسافری، بے وطنی، پردیس۔

کیا معلوم غربت میں خوش جب ہو حوادث کا یہ حال
نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا
(۵/۱۷)

غرقۂ مے
شراب میں ڈوبا ہوا، مدہوش۔

جو ہوا غرقۂ مے بخت رسا رکھتا ہے
سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موج شراب
(۳/۵۱)

غرّہ
غرور، گھمنڈ، ناز، فخر۔

غرّہ اوج بنائے عالمِ امکاں نہ ہو
اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن
(۵/۸۹)

غزالانِ حرم
حرم پاک کے ہرن۔

خوشا باغِ ہمایونِ تقدّس آثار
کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم
(۲/۲۹۳)

غلو
مبالغہ کی ایک قسم، بہت زیادہ مبالغہ۔

ہم نہ تبلیغ کے مائل نہ غلو کے قائل
دو دعائیں ہیں کہ دیتے ہیں وہ ثواب کو ہم
(۶/۲۹۳)

غمّاز
چغل خور۔

میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز
گوش ہیں در پسِ دیوار کہوں یا نہ کہوں
(۶/۲۶۷)

غمّازی
چغلی کھانا۔

تا کرے نہ غمّازی، کر لیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت میں ہم نے ہم زباں اپنا
(۳/۳۶)

غمزہ
لغوی معنی چشم و ابرو کا اشارہ، مطلب ہے محبوبوں کی دل فریب ادائیں۔ جن سے وہ عاشقوں کو اور زیادہ مفتون و گرویدہ کر لیتے ہیں۔

حسنِ غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد
بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد
(۱/۵۸)

غم کدہ
غم خانہ، غم کا گھر، غم کا مرکز مراد عاشق کا گھر۔

ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ
جس کی بہار یہ ہو پھر اس کی خزاں نہ پوچھ
(۵/۱۳۰)

غیب غیب
اس سے مراد مرتبہ احدیت ہے جہاں تک عقل، ادراک، اور بصر کی رسائی ممکن نہیں۔

ہے غیب غیب جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود
ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں
(۳/۹۸)

فاقہ مستی
اس کے دو معنی ہیں اول فاقہ و تنگ دستی میں بھی مست رہنا اور تنگی کو محسوس نہ کرنا۔ دوم تنگ دستی کے باوجود قرض لے کر شراب پینا مست رہنا۔

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن
(۶/۸۹)

فائز المرام
مقصد کو پہنچنے والا، کامیاب۔

جو واں نہ کہہ سکا تھا وہ لکھا حضور کو
دیں آپ میری داد کہ ہوں فائز المرام
(۳/۲۸۶)

فتح الباب

دروازے کا کھلنا۔

کھول کر دروازۂ میخانہ بولا مے فروش
اب شکستِ توبہ مے خواروں کو فتح الباب ہے
(۲/۲۷۵)

فتراک

شکار بند، گھوڑے کی آسن سے لگے ہوئے چمڑے کے تسمے جن میں شکاری شکار باندھ کر لاتے ہیں۔

تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں
کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا
(۹/۳۹)

فر

شان، شوکت، روشنی۔

جو کہ بخشے گا تجھ کو فر فروغ
کیا نہ دے گا مجھے مئے گلفام
(۴/۴۳۵)

فراغ

آزادی، بے فکری، فراغت۔

سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے
پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا
(۶/۳۶)

شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ
تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی
(۲/۱۵۴)

فرجام

انجام۔

اے ترا لطفِ زندگی افزا
اے ترا عہد فرخی فرجام
(۸/۴۳۶)

فرخی آئین

مبارک دستور کا، بابرکت۔

مرحبا سالِ فرخی آئیں
عید شوال و ماہِ فروردیں
(۱/۴۸۷)

فردا

آئندہ کل۔

فردا ودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا
کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی
(۱/۱۵۵)

فردِ جمع وخرچ

وہ رجسٹر جس میں آمدنی اور خرچ کا اندراج ہوتا ہے۔

کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ
دل، فردِ جمع و خرچِ زباں ہائے لال ہے
(۴/۱۴۱)

فرزیں

وزیر، پیادہ اور فرزین شطرنج کے مہرے بھی ہیں۔

بس کہ بخشی ہے فوج کو عزت
فوج کا ہر پیادہ ہے فرزیں
(۱۴/۴۸۸)

فرش پا انداز

وہ فرش یا ٹاٹ جو جوتوں کی گرد صاف کرنے کے لیے کمرے کی بیرونی چوکھٹ سے ملا کر بچھا دیتے ہیں

دست گاہِ دیدۂ خونبار مجنوں دیکھنا
یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے
(۶/۱۴۴)

فرشتہ

فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جنھیں کراماً کاتبین کہا جاتا ہے وہ ہر انسان کے دائیں بائیں مقرر ہیں اور اس کی نیکیاں یا بدیاں لکھتے ہیں۔

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا
(۷/۴۰)

فرق

سر، چوٹی۔

جان وفا پرست کو ایک شمیم نوبہار
فرقِ ستیزہ مست کو، ابر تگرگ بار ایک
(۶/۲۶۶)

پاؤں سے تیرے ملے فرقِ ارادت اورنگ
فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اِکلیل
(۲/۲۴۴)

فرق ناز

محبوب کا سر، جس نے نازونعمت اور لاڈ پیار کے سوا کچھ نہ دیکھا۔

یاں سرِ پُر شور بے خوابی سے تھا دیوار جو
واں، وہ فرقِ ناز، محوِ بالشِ کم خواب تھا
(۵/۱۸)

فروردین

پارسیوں کا پہلا مہینا۔ جو ایران میں بہار کا موسم ہوتا ہے۔

مرحبا سال فرخی آئیں
عیدِ شوال . و ماہ فروردین
(۱/۲۸۷)

فروع

فرع کی جمع، شاخیں۔

نشو و نما ہے اصل سے غالب فروع کو
خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے
(۷/۱۳۲)

فروغ

حرارت، گرمی، روشنی۔

فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے
ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا
(۵/۲۶)

فروغِ طالع

قسمت کے ستارے کا چمکنا، خوش نصیبی۔

فنا کو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا
فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن کا
(۱/۶۹)

فرہاد

شیریں کا عاشق۔

عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو کیا خوب
ہم کو تسلیم نکو نامیِ فرہاد نہیں
(۵/۱۰۱)

فریب وفا خوردگاں

وفا کا فریب کھائے ہوئے لوگ۔ یعنی وہ لوگ جنھیں ابتدا میں یقین ہوگیا تھا کہ محبوب محبت میں وفاداری کا ثبوت دے گا مگر اصل میں یہ یقین بے بنیاد تھا۔ وہ لوگ دھوکا کھاگئے۔ فریب میں آگئے۔

ہمہ نہ امیدی ہمہ بدگمانی
میں دل ہوں فریبِ وفا خوردگاں کا
(۳/۴۱)

فسردن

افسردہ ہونا۔

ہم اور فسردن اے تجلی افسوس
تکرار روا نہیں تو تجدید سہی
(۲/۲۶۰)

فسونِ نیاز

عجز و نیاز کا منتر۔

حریفِ مطلب مشکل نہیں فسونِ نیاز
دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز
(۴/۷۱)

فشار

ہر طرف سے بھینچنا، چاروں طرف سے دباؤ۔

ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود
قد کے جھکنے کی بھی گنجائش مرے تن میں نہیں
(۲/۸۸)

مستی ابر سے گل چینِ طرب ہے حسرت
کہ اس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار
(۴/۲۲۶)

فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم
صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے
(۱/۲۱۴)

فصلِ گل

پھول کھلنے کا موسم، موسمِ بہار۔

خزاں کیا فصلِ گل کہتے ہیں کس کو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے
(۵/۱۴۳)

فعالٌ مایرید

یہ سورۂ بروج کی ایک آیت ہے جس کا ترجمہ ہے: کر گزرنے والا۔ وہ جو چاہتا ہے۔

بس کہ فعّالِ مایُرید ہے آج
ہر سلحشور انگلستاں کا
(۴/۲۹۹)

فگار

زخمی۔

درد دل لکھوں کب تک جاؤں اُن کو دکھلادوں
انگلیاں فگار اپنی خامہ خوں چکاں اپنا
(۲/۳۶)

فلک العرش

وہ آسمان یا بلندی جس پر عرش ہے۔

فلک العرش ہجومِ خمِ دوشِ مزدور
رشتۂ فیضِ ازل سازِ طنابِ معمار
(۷/۲۲۷)

فلک منظر

جس کا جھروکا آسمان ہو۔

اے شہنشاہِ فلک منظر و بے مثل و نظیر
اے جہاں دار کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل
(۱/۲۴۴)

فن تعلیم

فن کی تعلیم پایا ہوا۔ وہ شخص جو فن کی تعلیم حاصل کر چکا ہو۔

فن تعلیم درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے
کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر
(۴/۶۵)

فوتِ فرصت

فرصت کا چھن جانا، ضائع ہو جانا۔

مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی
عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو
(۵/۱۲۰)

قاصر

قصوروار، عاجز۔

کیوں کر نہ کروں مدح کو میں ختم دُعا پر
قاصر ہے ستائش میں تری میری عبارت
(۵/۲۵۳)

قاضی حاجات

ضرورتیں پوری کرنے والا، یعنی خدائے قادر و توانا۔

ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں
یہ دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے
(۳/۲۵۱)

قاطع

قطع کرنے والا، کاٹنے والا۔

قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم
وہ بلائے آسمانی اور ہے
(۷/۱۵۶)

قبلۂ حاجات

۱. دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے والا۔

جنابِ قبلۂ حاجات اس بلاکش نے
بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس
(۶/۲۹۱)

۲. سب کی ضرورتیں پوری کرنے والا، تعظیم کا کلمہ۔ اس کا حقیقی محلِ استعمال تو خدا کے لیے ہے لیکن عموماً واعظ، شیخ اور بزرگ کے لیے بھی مستعمل ہے۔

مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے
(۵/۱۳۱)

قبلہ نما

ایک آلہ جو قبلے یعنی کعبہ کا رخ بتاتا ہے، جیسے قطب نما قطب کا رخ بتاتا ہے۔ یہاں قبلہ نما سے مراد وہ مقام ہے جو حقیقی قبلے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں
(۳/۸۶)

قدح

شراب کا پیالہ، ساغر۔

کیوں ردِ قدح کرے ہے زاہد
مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے
(۸/۱۹۰)

مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں
بہ روئے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ
(۶/۵۷)

اُس قدح کا ہے دور مجھ کو نقد
چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام
(۱۳/۲۳۵)

قدح خوار

پیالہ پینے والا یعنی مے کش، شراب نوش۔

گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی نہ طور پر
دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر
(۵/۶۴)

قدم بوس

پاؤں چومنا۔

کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں
(۶/۱۰۷)

قدم لینا

پاوں چومنا، استقبال کرنا۔

مسلکِ شرع کے ہیں راہرو و راہ شناس
خضر بھی یاں اگر آجائے تو لے ان کے قدم
(۳/۲۹۳)

قربِ کلیم

حضرت موسیٰ کا قرب۔

تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم
تجھ سے دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل
(۴/۲۴۴)

قسم کھانا

اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ محبوب نے فیصلہ کر رکھا ہے۔ جو کاغذ اس کے پاس پہنچے گا اسے جلادے گا دوسرے یہ کہ اسے ہرگز نہ جلائے گا۔

کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب
قسم کھائی ہے اس کافر نے کاغذ کے جلانے کی
(۳/۱۳۵)

قفا

پیچھے۔

ہے عدم غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل
یک جہاں زانو تامل در قفائے خندہ ہے
(۱/۲۰۵)

قفلِ ابجد

ایک قسم کا قفل جو کنجی کے بغیر کھلتا اور بند ہوتا ہے۔ یعنی ایسا قفل جو مختلف حرفوں کو ملا کر ایک لفظ بنالینے سے کھلتا ہے۔

تجھ سے قسمت میں مری صورتِ قفلِ ابجد
تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا
(۴/۴۹)

ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن
تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے
(۶/۱۹۵)

قلزم آشامی

سمندر پی جانا یعنی پی جانے کی ہر حد کو توڑ دینا۔

لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری
موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں
(۱/۸۸)

قلزمِ صرصر
آندھی کا سمندر۔
غم آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو
چراغِ روشن اپنا قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے
(۵/۲۱۳)

قم
اُٹھ، مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ مردے کو قم کہہ کر زندہ کر دیتے تھے۔
اے زمزمۂ قم لبِ عیسیٰ پہ فغاں ہو
اے ماتمیان شہ معصوم کہاں ہو
(۷/۳۰۱)

قمار خانہ
جوا کھیلنے کی جگہ۔
ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق
واں جو جائیں گرہ میں مال کہاں
(۶/۸۵)

قماش
وضع، ڈھنگ، ایک ریشمی کپڑا۔
گلکدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ ایک بو
ریختے کے قماش کو پود ہے ایک تار ایک
(۱/۲۶۶)

قمری
فاختہ کی ایک قسم جس کی گردن میں طوق یعنی حلقہ سا بنا ہوا ہوتا ہے۔ شعراء اسے سرو کا عاشق قرار دیتے ہیں۔
گلشن میں بندوبست بہ رنگ دگر ہے آج
قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج
(۱/۵۶)

قوام
شیرہ، چاشنی۔
آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام
شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام
(۱۳/۲۳۱)

قوتِ نامیہ
بڑھنے اور نشوونما پانے کی قوت۔
کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ انداز ہلال
قوتِ نامیہ اس کو بھی نہ چھوڑے بے کار
(۷/۲۲۶)

قویٰ
قوت کی جمع۔
مضمحل ہوگئے قویٰ غالب
وہ عناصر میں اعتدال کہاں
(۸/۸۵)

قیس
مشہور عاشق مجنوں کا اصل نام، جو نجد کے قبیلۂ عامر سے تھا اور لیلیٰ کے ساتھ محبت کے باعث عالم گیر شہرت پائی۔ عام روایات کے مطابق اس کی ساری عمر بیابان کی خاک چھاننے میں بسر ہوئی۔
بُجز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار
صحرا مگر بہ تنگیٔ چشمِ حسود تھا
(۲/۶)

قیصر
روم کا بادشاہ، یہ لفظ سیزر کا معرب ہے۔ سیزر ہی کا لفظ جرمنی میں کیزر (KAISER) اور روس میں زار (CZAR) بنا اسی نے ایران میں کسریٰ کی شکل اختیار کی۔
روشناسوں کی جہاں فہرست ہے
واں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھلا
(۱۳/۲۳۸)

کارفرما
کام لینے والا، حاکم۔
فلک کو دیکھ کے کرتا ہوں اس کو یاد اسد
جفا میں اس کی ہے انداز کارفرما کا
(۴/۳۳)

کارگاہِ ہستی

دنیا کا کارخانہ، یعنی دنیا۔

کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے
برقِ خرمنِ راحت، خونِ گرم دہقاں ہے
(۳/۱۵۲)

کاروبار

مشغولیتیں، حرکتیں، پیشہ۔

بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل
کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا
(۴/۳۶)

کاسۂ گردوں

آسمان کا کاسہ۔

نہ پوچھ وسعتِ مے خانۂ جنوں غالب
جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز
(۳/۷۲)

کاغذ باد

ہوائی کاغذ، یعنی پتنگ، کنکوا۔

یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد
ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے
(۴/۳۶۰)

کاغذ آتش زدہ

وہ کاغذ جسے آگ لگائی گئی ہو۔

بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگِ بے تابی
ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر
(۳/۶۸)

کاغذی پیرہن

کاغذی لباس جو زمانہ قدیم کے ایران میں دادخواہ پہن لیتے تھے۔ مرزا غالب نے لکھا ہے کہ "ایران میں رسم ہے کہ دادخواہ کاغذ کے کپڑے پہن کر حاکم کے سامنے جاتا ہے، جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لے جانا"۔ شعرائے ایران کے کلام سے اس رسم کی تصدیق ہوتی ہے۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا
(۱/۵)

کاکل

سر کے وہ بال جو دونوں جانب سے آگے کی طرف لٹکے ہوتے ہیں۔ اس کی صفت سرکش قابلِ توجہ ہے۔

سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا
یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا
(۲/۱۲)

کالبد

قلب، ڈھانچہ۔

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے
جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے
(۱/۱۶۹)

کامِ نہنگ

مگرمچھ کا حلق۔

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ
دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک
(۲/۸۰)

کاوکاو

کھودنا، کاوش، خلش، سخت محنت، رنج۔

کاو کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا
(۲/۵)

کثافت

گاڑھا پن، بھدا پن، مادیت وہ شے ہے جو نظر آئے، جیسے جسم۔

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا
(۱/۳۹)

کردہ گناہ

جو گناہ کیے جا چکے ہیں۔

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر اِن کردہ گناہوں کی سزا ہے
(۱/۲۱۸)

کرم

یہاں اس سے مراد کریم ہے۔ یعنی صاحب کرم و بخشش، خدا۔

پے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا
بخوں غلتیدہ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا
(۵/۲۸)

کڑی کمان

وہ کمان جو سخت ہونے کے باعث بہت زور لگا کر کھینچی جاتی ہے اور اس کا سرا نہایت تیزی سے بہت دور پہنچ جاتا ہے۔

چال جیسے کڑی کماں کا تیر
دل میں ایسے کے جا کرے کوئی
(۵/۲۰۷)

کسب

حاصل کرنا۔

پاؤں سے تیرے ملے فرقِ ارادت اورنگ
فرق سے تیرے کرے کسب سعادت اِکلیل
(۲/۲۴۴)

کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ
خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گل چیں ہے
(۶/۱۹۱)

کسوت

لباس، کسوتِ فانوس اس باریک کپڑے کو کہتے ہیں جو ناقوس پر چڑھا دیا جاتا ہے اور آج کل اسے بجلی کے بلبوں پر بھی چڑھا لیتے ہیں۔

شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا
رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا
(۴/۳۲)

کشاد

کھلنا، کشائش۔

ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن
تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے
(۶/۱۹۵)

کشاد و بست

کھولنا اور بند کرنا۔

زبسکہ عشق تماشہ جنوں علامت ہے
کشاد و بستِ مژہ سیلیِ ندامت ہے
(۷/۱۹۸)

کشاکش

کھینچ تان، کشمکش۔

حُسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد
بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد
(۱/۵۸)

کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی
ہوئی زنجیرِ موجِ آب کو فرصت روانی کی
(۸/۱۶۱)

کشتی

وہ کشتی نما ظرف جس میں کوئی چیز رکھ کر لاتے ہیں۔ مثلاً قیمتی زیور، پوشاک وغیرہ۔

ناؤ بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی
ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا
(۳/۲۹۶)

کشش کاف کرم

لفظ کرم کے کاف کی کشش، چونکہ یہ کشش لمبی ہوتی ہے اس لیے اسے راستہ قرار دیا۔ اس سفر کا مقصد حصول کرم تھا۔ یعنی لطف و کرم سے فائدہ اٹھانے کی آرزو تھی، لہٰذا کشش کاف کرم کی مناسبت بالکل واضح ہے۔

لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالب
جادۂ رہ کششِ کافِ کرم ہے ہم کو
(۷/۱۳۵)

کفِ افسوس ملنا

افسوس کے عالم میں ہاتھ ملنا جب کوئی شخص افسوس اور پشیمانی کے عالم میں ہو تو طبعاً ہاتھ ملنے لگتا ہے۔

نہ لائے شوخیٔ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی
کفِ افسوس ملنا عہدِ تجدیدِ تمنا ہے
(۱/۱۴۴)

کفِ دست

ہتھیلی۔

ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے
(۱/۳۴۷)

کفِ سیلاب

سیلاب کا جھاگ۔

واں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام
گریہ سے یاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا
(۲/۱۸)

کفیل

ذمہ داری اٹھانے والا، کفالت کرنے والا، ضامن، ذمہ دار۔

کفیلِ بخشش اُمت ہے بن نہیں پڑتی
اگر نہ شافعِ روزِ جزا کہیں اس کو
(۲/۳۰۳)

تری دانش مری اصلاحِ مفاسد کی رہین
تری بخشش مرے انجامِ مقاصد کی کفیل
(۸/۲۴۴)

غفلت کفیلِ عمرو اسد ضامنِ نشاط
اے مرگِ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے
(۵/۲۱۵)

کل

اس سے مراد یوم الست ہے۔ جس روز روحوں سے بندگی کا اقرار لیا گیا تھا اور انسانوں کے ابواً باً حضرت آدم کی جناب میں سجدہ نہ کرنے پر عزازیل کو جو فرشتوں میں محبوب تھا سزا ملی تھی تمام فرشتوں نے سجدہ کیا تھا یعنی آدم کی عظمت تسلیم کی تھی کیونکہ آدم ہی حقائق اشیا بیان کر سکتے تھے۔

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں
(۲/۹۷)

کلامِ نغز

نہایت عمدہ اور اعلیٰ کلام۔

ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ
ہوں میں کلامِ نغز ولے ناشنیدہ ہوں
(۷/۲۶۸)

کلفت

تکلیف، سختی، بے چینی، کدورت۔

ہوسکے کب کلفتِ دل مانعِ طوفانِ اشک
گردِ ساحل سنگِ راہ جوششِ دریا نہیں
(۸/۳۴۴)

کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام
ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے
(۲/۲۰۵)

کلفتِ خاطر

دل کے لیے باعثِ رنج و کدورت۔

خدائے پائے خزاں ہے بہار اگر ہے یہی
دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دنیا کا
(۶/۳۲)

کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید

کسی صاحبِ بصیرت قدر دان کی تلاش میں سرگرم کوششوں کو انتہا پر پہنچا دینا۔

کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ
بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ
(۱/۵۷)

کم خواب

لغت نگار اسے کمخاب بھی لکھتے ہیں اور کمواب بھی۔ ایک قیمتی ریشمی کپڑا جو زری کے تار شامل کر کے بنایا جاتا ہے۔

یاں سرِ پُرشور بے خوابی سے تھا دیوار جُو
واں، وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کم خواب تھا
(۵/۱۸)

کمیں/کمین

گھات۔

وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں اے خدا
رکھ لیجو میرے دعوی وارستگی کی شرم
(۳/۸۴)

جو نہ نقدِ داغ دل کی کرے شعلہ پاسبانی
تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی
(۳/۱۶۳)

کُنج

گوشہ، یہاں قفس کا گوشہ مراد ہے۔

کُنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کُھلا
کاش کے ہوتا قفس کا در کُھلا
(۵/۲۳۹)

کنشت

بت خانہ۔

کعبے میں جارہا تو نہ دو طعنہ کیا کہیں
بُھولا ہوں حقِ صحبتِ اہلِ کنشت کو
(۳/۱۱۸)

کنگر

وہ کٹے ہوئے طاقچے جو خوبصورتی کی غرض سے قلعوں، فصیلوں اور دیواروں پر بنا دیتے ہیں اور جو انتہائی بلندی پر ہوتے ہیں۔

واں کنگرِ استغنا ہر دم ہے بلندی پر
یاں نالے کو اور الٹا دعوائے رسائی ہے
(۳/۱۸۱)

کنیانا

پتنگ کا کنی کھانا، شرم و حجاب کرنا، ٹال مٹول کرنا۔

خود بخود کچھ ہم سے کنیانے لگا
اس قدر بگڑا کہ سر کھانے لگا
(۲/۲۹۰)

کواکب

کوکب کی جمع ستارے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا
(۲/۲۳۸)

کواکب سپہ

جس کی فوج ستارے ہوں یا شمار میں ستاروں کے برابر فوج والا۔

اے شہنشاہِ کواکب سپہ و مہر علَم
تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے
(۲/۱۷۵)

کوتاہی قسمت

کم نصیبی، بدقسمتی۔

وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب دل کے پار
جو مری کوتاہی قسمت سے مژگاں ہوگئیں
(۳/۱۰۹)

کوکبہ

شاہی جلوس۔

روندی ہوئی ہے کوکبہٗ شہریار کی
اترائے کیوں نہ خاک سر رہگزار کی
(۶/۲۰۹)

کوہکن

لغوی معنی، پہاڑ کاٹنے والا، فرہاد، فرہاد کا لقب جس نے پہاڑ کاٹ کر نہر شیریں کے باغ تک پہنچائی تھی۔

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد
سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا
(۱/۷)

کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسد
سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا
(۴/۴۵)

کھل جاؤ

بے تکلف ہو جاؤ۔

ہم سے کھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھ کر عذرِ مستی ایک دن
(۴/۸۹)

کھلا

۱. یہاں اس سے مراد بے حجاب ہوا، بے تکلف۔

گو نہ سمجھوں اس کی باتیں گو نہ پاؤں اس کا بھید
پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا
(۷/۱۶)

۲. توجہ کی، التفات کیا۔

تھا دلِ وابستہ قفلِ بے کلید
کس نے کھولا کب کھلا کیوں کر کھلا
(۲/۲۳۹)

۳. باعثِ زینت ہوا۔

کنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا
کاش کے ہوتا قفس کا در کھلا
(۵/۲۳۹)

کھنچا جائے ہے

۱. تصویر کھنچی جا رہی ہے۔ ۲. محبوب پیچھے ہٹتا جا رہا ہے، یعنی پہلے کھنچنا کی ضد۔

نقش کو اس کے مصوِر پر بھی کیا کیا ناز ہیں
کھینچتا ہے جس قدر، اتنا ہی کھنچتا جائے ہے
(۳/۱۵۱)

کھینچنا

پیچھے ہٹنا، پرہیز کرنا، بچنا، مے کے ساتھ کھینچنا، مے کش کا ترجمہ ہے جس کا مطلب شراب پینا ہے۔ یہاں مرزا نے کھینچنا شراب کے ساتھ استعمال کیا ہے لیکن پہلے مصرع سے واضح ہے کہ ان کا مقصد احتراز ہے۔

صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر
جائے مے اپنے کو کھینچا چاہیے
(۴/۱۸۳)

کیا

کیسا، کس طرح، کیوں کر۔

دل کو آنکھوں نے پھنسایا کیا مگر
یہ بھی حلقے ہیں تمہارے دام کے
(۵/۱۷۸)

کیش

مسلک و مشرب، طریقہ۔

ہم مؤحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں
(۱/۱۱۰)

کیموس

معدے میں غذا کی تحلیل کے دو مرحلے ہیں۔ اول کیلوس یعنی غذا معدے میں پہنچتی ہے تو حرارت اسے پکا کر عرق نکال لیتی ہے۔ دوسرا مرحلہ کیموس کا ہے یہ عرق جگر میں پہنچتا ہے تو وہ اسے خون بنا دیتا ہے اسے ہضم جگری بھی کہتے ہیں۔ کیلوس اور کیموس دونوں لفظ اصل میں یونانی ہیں۔

کیا کہوں بیماریٔ غم کی فراغت کا بیان
جو کہ کھایا خونِ دل بے منتِ کیموس تھا
(۷/۴۴)

گدائے بے سروپا

وہ درویش جس کے پاس کوئی سروسامان نہ ہو۔

اسد ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں
کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشتِ خار اپنا
(۴/۲۸)

گدیہ گر

بھکاری، مانگنے والا۔

واں کہاں یہ عطا و بذل و کرم
کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں
(۶/۲۸۸)

گراب

یہ انگریزی لفظ (Grape) کو فارسی اور اُردو کا لباس پہنایا گیا ہے۔ مراد ہے توپ کا وہ گولا جس میں چھرے گولیاں اور رال بھر کر چلاتے ہیں۔ وہ پھٹتا ہے تو شدید نقصان نہیں کرتے لیکن نقصان کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔

سمجھا اُسے گراب ہوا پاش پاش دل
دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمک عوام
(۱۳/۲۸۵)

گراں باری

بھاری ہونا۔

قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد
ہاں کچھ اک رنج گراں باری زنجیر بھی تھا
(۱/۳۰)

گراں جسد

بھاری بھرکم جسم والا۔

تیرے فیل گراں جسد کی صدا
تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام
(۱۶/۲۳۶)

گراں مایگی

بیش بہا ہونا۔

تب ناز گراں مایگی اشک بجا ہے
جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے
(۳/۱۶۹)

گراں نشیں

جم کر بیٹھ جانے والا، جسے دور کرنا مشکل ہو، بھاری۔

کبھی شکایت رنجِ گراں نشیں کیجے
کبھی حکایت صبرِ گریز پا کیجے
(۷/۲۰۲)

گرانی

وزن میں بھاری ہونا، قدر و قیمت میں بلند پایہ ہونا۔

قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں
سخت ارزاں ہے گرانی میری
(۶/۱۸۰)

گرد باد

بگولا۔

گرد باد رہِ بے تابی ہوں
صرصرِ شوق ہے بانی میری
(۷/۱۸۰)

گرد تھا

بے حقیقت تھا، ہیچ تھا۔

دل تا جگر، کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب
اس رہ گزر میں جلوہ گل آگے گرد تھا
(۶/۱۰)

گردش سیار

ستارے کی گردش یعنی قسمت کا پلٹنا۔

پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے
نالہ، گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے
(۵/۱۴۴)

گردن مینا

صراحی کا بالائی حصہ نچلے حصے کے مقابلے میں تنگ ہوتا ہے جیسے بوتلوں میں اوپر کا حصہ ہوتا ہے اسے صراحی کی گردن کہتے ہیں۔

ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق
لرزے ہے موج مے تری رفتار دیکھ کر
(۵/۶۳)

گردہ

خاکہ، جو مصور تیار کرتے ہیں پھر اس میں رنگ بھر کر تصویر بناتے ہیں۔

ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرم خرام
ہر کفِ خاک ہے واں گردۂ تصویر زمیں
(۵/۲۳۱)

گرہ نیم باز

آدھ کھلی گرہ، یعنی جو پوری نہ کھلی ہو، بلکہ اس کے بیچ کا حصہ باقی ہو۔

کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز
ناخن پہ قرض، اس گرہ نیم باز کا
(۲/۱۶)

گریباں چاک

فک اضافت بھی مانا جاسکتا ہے جیسے گریباں چاک، پھٹا ہوا گریباں اور انسانیت مقلوب بھی ہوسکتی ہے یعنی چاک گریباں۔

جنوں کی دست گیری کس سے گر ہو نہ عریانی
گریباں چاک کا حق ہوگیا ہے میری گردن پر
(۳/۶۸)

گریز پا

بھاگنے والا، ناپائیدار، نااستوار۔

کبھی شکایتِ رنجِ گراں نشیں کیجے
کبھی حکایتِ صبرِ گریز پا کہیے
(۷/۲۰۲)

گرسنہ

بھوکا۔

کوہ کن گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب
بے ستوں آئنہ خوابِ گرانِ شیریں
(۷/۲۳۰)

گل باز

پھولوں سے کھیلنے والا۔

نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں
جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گل باز
(۲/۷۳)

گل بانگ

قلندروں اور شاطروں کی آواز۔ بلبل کی آواز اچھی آواز اور خوش خبری۔ وہ شور جو خوشی کے موقع پر لوگوں میں اٹھتا ہے، مطلق آواز کے معنی میں مستعمل ہے۔

ہوں ترے وعدہ نہ کرنے پہ بھی راضی کہ کبھی
گوش منت کشِ گل بانگِ تسلی نہ ہوا
(۵/۱۲)

گل خزانی

وہ پھول جس پر خزاں نے اثر کیا ہو۔

نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ
شگفتگی ہے شہیدِ گلِ خزانی شمع
(۶/۷۷)

گل خن

گل بمعنی آتش، خن خانے کا مخفف یعنی بھٹی، بھاڑ۔

فنا کو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا
فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر
(۱/۶۹)

نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں پر صحبت مخالف ہے
جو گل ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں
(۱/۱۱۳)

گل در قفائے گل

پھول کے پیچھے پھول۔

تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک
بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل
(۵/۸۲)

گل شمع

شمع کا گل، چراغ کی بتی کا سرا، شعلے کی لو۔ یہاں دونوں معنی درست ہیں۔ شمع کا گل اس لیے کترا جاتا ہے کہ روشنی ٹھیک رہے مدھم نہ ہونے پائے۔ گل کترتے وقت اس میں سے دھواں نکل کر ارد گرد پھیلتا ہے اور اس کے بعد شعلہ زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔ گویا اس کی روشنی زیادہ پھیل جاتی ہے۔

شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے
ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے
(۶/۱۸۵)

گل فروش
پھول بیچنے والا۔

بے نازِ مُفلساں زر از دست رفتہ پر
ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز
(۲/۷۱)

گل کترنا
کاغذ وغیرہ کے پھول بنانا، گل کاری کرنا، عجیب و غریب اور اچھنبے کے کام انجام دینا، کسی کا کوئی ایسی بات کرنا جس سے فساد برپا ہو اور وہ الگ رہے۔

دیکھو تو دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا
موجِ خرامِ یار بھی کیا گُل کتر گئی
(۵/۱۵۴)

گنبدِ بے در
ایسا گنبد جس میں کوئی دروازہ نہ ہو۔ مراد ہے آسمان۔

اس کی امت میں ہوں میں میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شہ کے، غالب گنبدِ بے در کُھلا
(۶/۱۷)

گنجفہ
تاش کی طرح کا ایک کھیل جس کے پتے تاش کے پتوں کے برعکس گول ہوتے ہیں۔ نیز ان کی تعداد باون کے بجائے چھیانوے ہوتی ہے اور آٹھ آدمی اسے مل کر کھیلتے ہیں۔ گنجفہ باز، گنجفہ کھیلنے والا۔

محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال
ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ ہم
(۲/۸۳)

گودرز
گیو کا باپ۔

زور بازو میں مانتے ہیں تجھے
گیو و گودرز و بیژن و رُہام
(۱۲/۲۳۶)

گور
گورخر، ایک جانور جس کا شکار کرتے ہیں۔

چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام
ران پر داغِ تازہ دے کے وہیں
(۱/۲۸۹)

گورِ غریباں
اجنبیوں، بے وطنوں اور مسافروں کی قبریں۔

خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں
چراغِ مُردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا
(۱/۱۴)

گوشِ نصیحت نیوش
نصیحت سننے والا کان۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے
(۱/۱۶۶)

گوشۂ بساط
فرش کا کونہ یا حصّہ۔

ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اچھل رہے
ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا
(۱/۱۶)

گوں
۱. روش، ڈھب، قابل، لائق۔

حسرت اے ذوقِ خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی
عشقِ پُر عربدۂ کی گوں تنِ رنجور نہیں
(۵/۱۰۰)

۲. طاقت، ہمت۔

زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا
نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے
(۳/۱۴۹)

گوہرِ غلطاں
وہ بے مثال موتی جو وضع کے حسن اور سڈول پن کے باعث کسی ہموار سطح پر نہ ٹھہر سکیں اور لڑھکتے رہیں۔

رخِ روشن کی دمک گوہرِ غلطاں کی چمک
کیوں نہ دکھلائے فروغِ مہ و اختر سہرا
(۲/۲۹۷)

گوے و چوگاں

گیند بلا، اصل کھیل کا نام چوگان ہی ہے یہ گھوڑے پر سوار ہو کر کھیلتے ہیں، بلا بہت لمبا ہوتا ہے اور سوار اس سے گیند کو آگے بڑھاتا ہے اور انگریزی میں اسے پولو کہتے ہیں۔

آم کا کون مرد میداں ہے
ثمر و شاخ گوے و چوگاں ہے
(۲/۲۴۱)

گہر اندوز

موتی جمع کرنے والا، موتی روے والا۔

فکر میری گہراندوز اشارات کثیر
کلک میری رقم آموز عبارات قلیل
(۶/۲۲۵)

گہوارہ جنبانی

پنگورا ہلانا۔

لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی
قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے
(۲/۲۱۲)

گیرائی

گرفت، پکڑ۔

نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی
وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے
(۲/۱۹۷)

گیو

ایران کا مشہور پہلوان جو کیخسرو کو ترکستان سے ایران لایا تھا۔

زور بازو میں مانتے ہیں تجھے
گیو و گودرز و بیژن و رُہام
(۱۲/۲۳۶)

لاگ

دشمنی، عداوت۔

لاگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں لگاو
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا
(۳/۴۸)

لام الف

لا جو عربی میں حرفِ نفی ہے اور اسے یہاں فنا کی دلیل بنایا گیا ہے۔

فنا تعلیم درسِ بے خودی ہوں اُس زمانے سے
کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر
(۳/۶۵)

لبِ خونیں نوا

وہ لب جس سے لہو بھری صدائیں نکلتی ہیں۔

جو تھا سو موجِ رنگ کے دھوکے میں مرگیا
اے وائے، نالۂ لبِ خونیں نوائے گل
(۵/۸۱)

لباسِ کعبہ

اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو حرمِ پاک کی دیواروں کو باہر سے ڈھانپے رہتا ہے اور جسے عام اصطلاح میں غلافِ کعبہ کہتے ہیں۔

مشکیں لباسِ کعبہ علیؑ کے قدم سے جان
نافِ زمیں ہے نہ کہ نافِ غزال ہے
(۵/۱۳۱)

لت

لپکا، خو، یہ لفظ لپکا کی طرح بری عادت کے لیے بھی مستعمل ہے۔

شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے
دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے
(۳/۱۵۰)

لختِ جگر

جگر کے ٹکڑے۔

لختِ جگر سے، ہے رگِ ہر خار شاخِ گل
تاچند باغبانیِ صحرا کرے کوئی
(۳/۲۰۶)

لختِ دل

دل کے ٹکڑے۔

نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد
یادگارِ نالہ، یک دیوانِ بے شیرازہ تھا
(۱/۲۳)

لطافت

لطیف ہونا، روحیت، یہ لفظ ان چیزوں کے لیے مستعمل ہے۔ جو نظر نہ آئیں، جیسے روح۔

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا
(۱/۳۹)

لطمہ

تھپیڑا۔

اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث مکتب
لطمۂ موج کم از سیلیِ استاد نہیں
(۱/۱۰۲)

لعلِ بتاں

محبوبوں کے لب۔

لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی
قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے
(۲/۲۱۲)

لقا

داستان امیر حمزہ کے ایک مشہور کردار جس کی داڑھی میں موتی پروئے رہتے ہیں۔

دُرِ معنی سے مرا صفحہ لقا کی داڑھی
غمِ گیتی سے مرا سینہ عَمرو کی زنبیل
(۵/۲۳۵)

لکدکوب

لات مارنا، ٹھکراؤ، پامالی، کڑی ضربیں۔

لکدکوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی
مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اٹھانے کی
(۱/۱۳۶)

لگاؤ

محبت۔ دل کا ربط و تعلق

لاگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں لگاؤ
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا
(۳/۴۸)

لمبر

نمبر، درجہ، بقول طباطبائی لمبر ہی کہنا ٹھیک ہے، نمبر غلط ہے۔

سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے پر اے طرفِ کلاہ
مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا
(۲/۲۹۶)

لوحش اللہ

اصل میں اوحش اللہ تھا یعنی خدا ایسے وحشت نہ دے، مخفف کر کے لوحش اللہ بولنے لگے، تعظیم تحسین اور استعجاب کے لیے بولتے ہیں مفہوم ہے، ماشاء اللہ، سبحان اللہ۔

چشم بددور خسروانہ شکوہ
لوحش اللہ عارفانہ کلام
(۹/۲۳۶)

لُولیاں

لولی کی جمع۔ ناچنے گانے والیاں۔

نغمۂ مطربان زُہرہ نوا
جلوۂ لُولیانِ ماہ جبیں
(۸/۲۸۸)

لَہنا

قسمت، نصیب، فائدہ، حاصل۔

غالب کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے
خرمن جلے اگر نہ مَلخ کھائے کشت کو
(۲/۱۱۹)

لہو پانی ہونا

رنج و تکلیف میں مبتلا ہونا، جان ہلکان ہونا۔

نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا
قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا
(۴/۱۴)

لئیم

کنجوس، بخیل۔

مقدور ہو، تو خاک سے پوچھوں کہ، اے لئیم!
تونے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟
(۲/۱۴۸)

لے

سُر، دھن۔

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے
نالہ پابندِ نے نہیں ہے
(۳/۱۹۰)

لیالی

لیل کی جمع، راتیں۔

گرم فریاد رکھا، شکلِ نہالی نے مجھے
تب اماں ہجر میں دی، بردِ لیالی نے مجھے
(۵/۱۵۱)

جب ازل میں رقم پذیرے ہوئے
صفحہ ہائے لیالی و ایام
(۳/۲۳۷)

مآل

انجام، نتیجہ۔

شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ
اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا
(۶/۲۳۰)

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے
(۵/۱۷۱)

مانا

مشابہ، مانند۔

خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے
سرِ پستانِ پری زاد سے مانا کہیے
(۵/۲۳۷)

مانع

روکنے والا۔

ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی
کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں
(۲/۱۱۲)

مانی

ایک مشہور مصور جو بابل کا باشندہ تھا کمال علم وفن کی بنا پر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، ملک سے نکالا گیا اور ترکستان و چین میں عمر کا بڑا حصہ گزار کر شاپور کے زمانے میں ایران آیا ایک روایت کے مطابق ۲۱۶ء میں پیدا ہوا اور ۲۷۲ء میں وفات پائی۔

نقشِ نازِ بُتِ طنّاز بہ آغوشِ رقیب
پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے
(۱۰/۱۸۰)

کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر
سبزہ مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار
(۴/۲۲۷)

ماوراء النہری

ماورا النہر کے لفظی معنی ہیں دریا کے پار کا علاقہ۔ ابتداء میں اسلامی فتوحات دریائے جیحوں تک پہنچ گئی تھیں اور جیحوں سے پار کے علاقے کو ماورا النہر کہتے تھے۔ چنانچہ جیحوں اور سیحوں کا درمیانی علاقہ (جسے ہم ترکستان کہتے ہیں)۔ ماوراء النہر ہی مشہور تھا۔ یہاں کے لوگ بڑے پکے سنّی اور شیعوں کے سخت مخالف مانے جاتے تھے چونکہ میرزا کے آباو اجداد ترکستان سے آئے تھے اسی لیے انھوں نے اپنے آپ کو ماوراء النہری کہا۔

دہری کیونکر ہو جو کہ ہووے صوفی
شیعی کیونکر ہو ماوراء النہری
(۱۰/۳۰۴)

ماہِ شبِ چار دہم

چودھویں رات کا چاند یعنی پورا چاند۔

تم ماہِ شبِ چار دہم تھے مرے گھر کے
پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور
(۳/۷۰)

مائدہ

دسترخوان۔

دل حسرت زدہ تھا مائدہ لذت درد
کام یاروں کا بہ قدر لب و دنداں نکلا
(۶/۹)

تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قرب کلیم
تجھ سے دنیا میں بچھا مائدہ بذل خلیل
(۴/۴۴۴)

مُبدَّل

تبدیل کیا گیا۔

ضعف سے گریہ مبدّل بہ دم سرد ہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
(۱/۵۰)

مبدءِ عالم

دنیا کا آغاز۔

اُسے فضائل علم و ہنر کی افزائش
ہوئی ہے مبدءِ عالم سے اس قدر انعام
(۳/۲۹۴)

متاع

مال و اسباب۔

جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار تو آ
کہ ہیں دکانِ متاع نظر در و دیوار
(۵/۶۰)

متاعِ بُردہ

چھینا ہوا مال، لوٹا ہوا مال۔

فلک سے ہم کو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے
متاع بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر
(۵/۶۸)

متصل

لگاتار، مسلسل۔

کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف
تسبیح اشک ہائے ز مژگاں چکیدہ ہوں
(۵/۳۲۳)

متقابل

متضاد، بالتقابل، باہم مقابلہ کرنے والا۔

متقابل ہے مقابل میرا
رُک گیا دیکھ کے روانی میری
(۵/۱۸۰)

مجال

دوڑنے کی جگہ، جولان گاہ، قدرت، طاقت، فرصت، اجازت، موقع

وہ آ کے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے
ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے
(۳/۱۸۸)

مجمع

جمع ہونے کی جگہ۔

رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور کہ ہے
مرجع و مجمعِ اشراف نژاد آدم
(۴/۲۹۴)

محابا

۱. پاک، پروا۔

گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو
گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو
(۳/۳۰۲)

۲. خوف۔

مُحابا کیا ہے میں ضامن ادھر دیکھ
شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا
(۹/۳۶)

محبت

مراد ہے غم خوار کی محبت، دل سوزی اور ہم دردی۔

کیا غم خوار نے رُسوا لگے آگ اس محبت کو
نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو
(۶/۱۲۸)

محبِ چار یار

رسول اللہ کے چار ممتاز صحابیوں (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ) سے محبت رکھنے والا۔ یہ اہلِ سنت کی خصوصیت ہے۔

دونوں کے دل حق آشنا دونوں رسولؐ پر فدا
ایک محبِ چار یار عاشقِ ہشت و چار ایک
(۵/۲۶۶)

محمل

کجاوہ، چارپائی سے ملتی جلتی دو چیزیں رسوں کے ذریعے سے باندھ کر اونٹ پر اس طرح رکھتے تھے کہ دونوں حصے دونوں پہلوؤں پر لٹکا جاتے تھے ان میں سواریاں بالمقابل بیٹھتی تھیں۔

جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا
تپشِ شوق نے ہر ذرے پہ اک دل باندھا
(۱/۳۴)

محمل کش

کجاوہ اٹھانے والا۔

بہ اُمیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت
مبادا ہو عناں گیر تغافل لطفِ عام اُس کا
(۳/۳۱۴)

محوِ بالش

تکیے کے لیے باعث زینت۔

یاں سرِ پُر شور بے خوابی سے تھا دیوار جو
واں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا
(۵/۱۸)

محور

وہ فرضی خط جس میں زمین گردش کر رہی ہے اور ہر سیارے کے دائرہ گردش کو محور ہی کہتے ہیں۔

مجھ پہ فیضِ تربیت سے شاہ کے
منصب مہر و مہ و محور کھلا
(۱۶/۲۳۸)

محیط

۱. ہر چیز کو گھیرے میں لے لینے والا ہر چیز پر حاوی۔

شب خُمارِ شوقِ ساقی رُستخیز اندازہ تھا
تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا
(۴/۲۲)

۲. احاطہ کرنے والا، فارس والے اسے بحرِ بیکراں کے معنی میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ پانی نے زمین کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔

سوزشِ باطن کے ہیں احباب منکر ورنہ یاں
دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے
(۳/۲۰۵)

مدار

لغوی معنی دورہ کرنے اور گھومنے کی جگہ مجازاً جس پر کسی بات کا ٹھہراو اور انحصار ہو۔

اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ ویرانی تماشا کر
مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا
(۷/۱۳)

مدحت طرازی

تعریف کرنا، مدح کرنا۔

پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال
پھر مہ و خورشید کا دفتر کھلا
(۱۴/۲۳۹)

مدعا طلبی

مقصد حاصل کرنا، مطلب برآری۔

وہ سحر مُدّعا طلبی میں نہ کام آئے
جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں
(۶/۹۶)

مدّعی

۱. رقیب، غیر، جو عاشق کے مقابلے پر محبت کا دعوے دار ہو۔

قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر غالب
وہ کافر جو خُدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے
(۶/۱۹۸)

۲. دعویٰ کرنے والا، نالش کرنے والا، حریف، دشمن۔

جو مدّعی بنے اس کے نہ مدّعی بنیے
جو نا سزا کہے اس کو نہ نا سزا کہیے
(۵/۲۰۲)

مرجان

مونگا، سرخ رنگ کی ایک جمادات نما نباتات جو سمندر میں شاخ در شاخ دور دور تک پھیلی ہوتی ہے۔

بیاں کیا کیجیے بے دار کاوش ہائے مژگاں کا
کہ ہر اک قطرۂ خوں دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا
(۲/۱۳)

غمِ آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو
چراغِ روشن اپنا قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے
(۵/۲۱۳)

مرجع

رجوع کی جگہ۔

رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور کہ ہے
مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم
(۴/۲۹۲)

مرجعِ انام

لوگوں کے لیے جائے رجوع۔

میری سنو! کہ آج تم اس سرزمین پر
حق کے تفضلات سے ہو مرجعِ انام
(۵/۲۸۵)

مرحبا

دعائیہ کلمہ۔ کلمہ تحسین یہ رحب سے ہے جس کے معنی ہیں کشائش اور فراخی۔ مرحبا کہا جاتا ہے تو مقصود یہ ہوتا ہے کہ آنے والے کو بتایا جائے ہمارا گھر وسیع اور کشادہ ہے آپ کے لیے کوئی تنگی نہ ہوگی۔

جو آوں سامنے اُن کے تو مرحبا نہ کہیں
جو جاؤں واں سے کہیں کو تو خیر باد نہیں
(۳/۱۰۵)

مردم آزار

لوگوں کو دکھ دینے والا۔

کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں
عُشاق کی پُرسش سے اُسے عار نہیں
(۱/۲۶۳)

مردمکِ دیدہ

آنکھ کی پتلی۔

مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں
ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں
(۱/۹۳)

مردم گزیدہ

جسے آدمیوں سے حد درجہ آزار اور دکھ پہنچا ہو۔

پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ
ڈرتا ہوں آئینے سے کہ مَردُم گزیدہ ہوں
(۶/۲۶۹)

مرشدِ جام

اس سے اشارہ بدایۂ شیخ احمد جام ژندہ پیل کی طرف ہے۔ شیخ موصوف علاقہ جات (ولایت ہرات) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے ۴۴۱ھ۔ ۵۰-۱۰۴۹ء اور پچانوے سال کی عمر پاکر ۵۳۶ھ۔ ۴۲-۱۱۴۱ء میں وفات پائی۔ اجل اولیا میں شمار ہوتے ہیں جس مقام پر مزار ہے اسی کا نام ہی شیخ جام مشہور ہوگیا۔

جاں نثاروں میں تیرے قیصرِ روم
جُرعہ خواروں میں تیرے مرشدِ جام
(۱۰/۲۳۶)

مروحہ
پنکھا، بادزن۔
واں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ
وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار
(۱/۲۲۸)

مرہون
گرو۔
پوچھ مت رسوائی انداز استغنائے حسن
دست مرہونِ حنا رخسار رہنِ غازہ تھا
(۷/۲۲)

مژگانِ یتیم
اس کی دو خصوصیتیں ہیں اوّل خاک آلود ہونا۔ دوم مسلسل رونے کے باعث نم آلود ہونا۔
سونپے ہے فیض ہوا صورتِ مژگانِ یتیم
سر نوشتِ دوجہاں ابر، بیک سطرِ غبار
(۶/۲۲۶)

مستطاب
خوش، نیک بزرگ۔
حق گو و حق پرست و حق اندیش و حق شناس
نواب مستطاب امیرِ شہ احتشام
(۱۲/۲۸۳)

مسجود
جسے سجدہ کیا جائے۔
ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں
(۳/۸۶)

مَسَّنِیَ الضُّر
میں دکھ میں ڈال دیا گیا ہوں۔ قرآن مجید میں یہ حضرت ایوبؑ کا قول ہے۔
آپ نے مَسَّنِیَ الضُّر کہا ہے تو سہی
یہ بھی یا حضرتِ ایوبؑ گلا ہے تو سہی
(۵/۲۷۲)

مسہل
جلاب۔
تین دن مسہل سے پہلے تین دن مسہل کے بعد
تین مسہل تین تبریدیں یہ سب کے دن ہوئے
(۹/۲۵۶)

مشام
قوتِ شامہ کی جگہ، دماغ۔
فوج کی گرد راہ مشک فشاں
رہرووں کے مشام عطر آگیں
(۱۳/۲۸۸)

مشاہدہ
دیکھنا، معائنہ کرنا۔
اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں
(۶/۹۷)

مشاہدۂ حق
ذاتِ باری تعالیٰ کے انوار دیکھنا۔
ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادۂ ساغر کہے
(۵/۶۲)

مشتمل
شامل، محیط
ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں
(۷/۹۷)

مشخص
تشخیص کیا گیا، مُعیّن، مسلّم۔
بارے نوکر بھی ہو گیا صد شکر
نسبتیں ہو گئیں مشخص چار
(۱۱/۲۵۳)

مشکوے

شاہی محل۔

تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر
کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام
(۶/۲۳۵)

مشہد

مقامِ شہادت۔

مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا
کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا
(۵/۳۴)

مشہود

دیکھنا، رویت اصطلاح صوفیہ میں ایک درجہ ہے۔ جس میں سالک مراتب کثرت اور موہومات صدری سے گزر کر ایسے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے ساری موجودات میں جلوۂ حق بلکہ ہر شے عین حق نظر آنے لگتی ہے۔

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں
(۶/۹۷)

مضروب

جس پر ضرب لگائی جائے مراد دشمن۔

اس کے مضروب کے سر و تن سے
کیوں نمایاں ہو صورتِ ادغام
(۲/۲۳۷)

مضمحل

کمزور، سست، ضعیف۔

مضمحل ہو گئے قویٰ غالب
وہ عناصر میں اعتدال کہاں
(۸/۸۵)

مضمر

چھپا ہوا، پوشیدہ۔

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا
(۶/۱۳)

مطرا

تر و تازہ، شاداب۔

وہ سبزہ زار ہائے مطرا کہ ہے غضب
وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہائے ہائے
(۵/۲۴۶)

مطرب

گانے والا۔

جاں، مُطربِ ترانۂ ھَل مِن مَزِید ہے
لب، پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں
(۱/۹۱)

مطلب

اس شعر میں یہ معنی مطلوب استعمال ہوا ہے۔

طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت کیا کروں
آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے
(۱/۱۹۶)

مطلب مشکل

کوئی مشکل کام جو آ پڑے۔

حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز
دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز
(۴/۷۱)

مطیر

برسنے والا۔

کہاں ہے ساقیِ مہ وش کہاں ہے ابرِ مطیر
بیار لا ہے گلنار گوں بہار برس
(۲/۲۹۱)

مظنون

گمان کیا گیا، خیالی۔

اُس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظنون
یاں وہ دیکھا بہ چشمِ صورت بیں
(۹/۲۸۸)

مظہر

ظاہر ہونے کا مقام۔

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ
مظہرِ ذوالجلال والاکرام
(۴/۲۳۶)

معاصی

معصیت کی جمع، گناہ۔

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
(۲/۴۲)

بہ قدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی
بھروں یک گوشۂ دامن گر آبِ ہفت دریا ہو
(۲/۱۱۸)

جنسِ بازارِ معاصی اسد اللہ اسد
کہ سوا تیرے کوئی اس کا خریدار نہیں
(۲/۲۳۳)

معدنِ جواہر کام

گوہر بھری کان۔

نہیں کتاب ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع
نہیں کتاب ہے اک معدنِ جواہر کام
(۶/۲۹۴)

معذور

عذر کیا گیا، مجبور، ناچار، معافی کے قابل۔

ظلم کر ظلم اگر لطفِ دریغ آتا ہو
تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں
(۱/۱۰۱)

معرض

جائے عرض یعنی وہ جگہ جہاں کوئی چیز پیش ہو۔ معرض اظہار سے مراد ہے کہ کسی چیز کا اظہار میں آنا، یعنی ظاہر ہونا۔

آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے
اے وائے اگر معرضِ اظہار میں آوے
(۳/۱۷۰)

معرضِ مثال

مثال عرض کرنے یعنی پیش ہونے کی جگہ مطلب ہے بہ طور مثال۔

نے سبحہ سے علاقہ نہ ساغر سے رابطہ
میں معرضِ مثال میں دستِ بریدہ ہوں
(۴/۲۶۸)

معمورہ

بستی، شہر آباد مقام یا زمین۔

ہے اب اس معمورہ میں قحطِ غمِ الفت اسد
ہم نے یہ مانا کہ دلی میں رہیں کھائیں گے کیا
(۱/۴۴)

معموری

آبادی۔

کوہ و صحرا ہمہ معموریٔ شوقِ بلبل
راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار
(۵/۲۲۶)

مغتنم

غنیمت سمجھا گیا۔ یعنی غنیمت۔

دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے، کہ آخر
نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے
(۲/۱۴۲)

مفاسد

مفسدہ کی جمع، خرابیاں اور غلطیاں۔

تری دانش، مری اصلاحِ مفاسد کی رہین
تری بخشش، مری انجاحِ مقاصد کی کفیل
(۸/۲۳۳)

مفیض

فیض پہنچانے والا، فیض رساں۔

اے مفیضِ وجودِ سایہ و نور
جب تلک ہے نمودِ سایہ و نور
(۱۲/۲۳۳)

مقتل

شہادت گاہ۔

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے
پر گل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا
(۴/۴۷)

مقدر

بات کرتے یا کہتے وقت ایسے الفاظ چھوڑ جانا جو قرینے سے سمجھ میں آ جائیں، پوشیدہ، مرموز۔

وعدۂ سیرِ گلستاں ہے خوشا طالعِ شوق
مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں
(۲/۱۰۰)

مقدم

آنا۔

مقدم سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے
خانہ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا
(۴/۱۹)

آمد، تشریف آوری۔

نہیں ہے سایہ کہ سن کر نوید مقدم یار
گئے ہیں چند قدم پیشتر در و دیوار
(۳/۶۰)

مقرر

ضرور، بلاشبہ، یقیناً

ابرو سے ہے کیا اس نگہِ ناز کو پیوند
ہے تیر مقرر مگر اس کی ہے کماں اور
(۵/۶۶)

لازم، ضروری۔

جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز
چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرر سہرا
(۷/۲۹۶)

مقطع

سفر ختم ہونے کا مقام، آخری منزل۔

مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر
عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو
(۶/۱۲۵)

مکافات

بدلا۔

عاشق ہوئے ہیں آپ بھی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے
(۶/۱۳۱)

مکنت

قدرت، طاقت، توانائی۔

یہ مکنت و وقارِ علائی یہ وحشتیں
شورش ہے کچھ ضرور تمہارے دماغ میں
(۵/۳۰۱)

مکوکب

تاروں بھرا

عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال
سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے
(۴/۱۷۴)

مکین

رہنے والا، سکونت رکھنے والا۔

ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ
مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے
(۶/۱۴۰)

مگر

شاید۔

مگر غبار ہوئے پر ہوا اڑا لے جائے
وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں
(۵/۱۱۳)

مگس کی قے

شہد کی مکھیاں پھولوں پھلوں سے رس چوستی ہیں اور شہد بنا کر منہ کے راستے چھتے میں اُگل دیتی ہیں۔ شہد کو زیادہ سے زیادہ مکروہ ظاہر کرنے کے لیے مگس کی قے قرار دیا ہے۔

کیوں رد قدح کرے ہے زاہد
مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے
(۸/۱۹۰)

ملائک

ملک کی جمع، فرشتے۔

ہاں اے نفسِ بادِ سحر شعلہ فشاں ہو
اے دجلۂ خوں چشمِ ملائک سے رواں ہو
(۶/۳۰۱)

ملت

فرقہ، گروہ، قوم، مذہب۔

ہم مُوَحّد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں
(۱/۱۱۰)

ملخ

ٹڈی۔

غالب کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے
خرمن جلے اگر نہ ملخ کھائے کشت کو
(۲/۱۱۹)

ملک الموت

موت کا فرشتہ۔

تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے!
کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور
(۴/۷۰)

ملنے کی قسم کھالینا

ملنے سے انکار کر دینا۔

زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستم گر ورنہ
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں
(۳/۸۹)

من

وہ مہرہ جو سانپ کے منہ میں رہتا ہے اور عام خیال یہ ہے کہ اندھیری رات میں سانپ اسے اُگل دیتا ہے تو وہ شعلے کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔

شب فراق میں یہ حال ہے اذیت کا
کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے من تکیہ
(۹/۲۷۰)

منازلِ فلکی

آسمانی منزلیں۔

جب کے چودہ منازلِ فلکی
کر چکے قطع تیری تیزی گام
(۵/۲۳۵)

منبع

سرچشمہ۔

نہیں کتاب ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع
نہیں کتاب ہے اک معدنِ جواہرِ کام
(۶/۲۹۴)

منت کش

احسان اٹھانے والا، ممنون، احسان مند۔

ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی
گوش منت کشِ گلبانگِ تسلی نہ ہوا
(۵/۱۲)

درد منت کشِ دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا
(۴/۳۱)

منت کھنچنا

احسان اٹھانا۔

غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توفیرِ درد
زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک
(۵/۷۹)

مند جانا

بند ہو جانا۔

مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالب
یار لائے مری بالیں پہ اسے پر کس وقت
(۱/۵۴)

منصب

وظیفہ، کام۔

مجھ پہ فیضِ تربیت سے شاہ کے
منصبِ مہر و مہ و محور کھلا
(۱۶/۲۳۸)

منصور

اصل نام حسین تھا۔ منصور اس کے والد کا نام تھا یعنی شعراً میں اصل نام کے بجائے باپ ہی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ روایت ہے کہ اس نے "انا الحق" کہا یعنی میں خدا ہوں اور موت کی سزا پائی۔

قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن
ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں
(۴/۱۰۰)

منظر

دریچہ، جھروکا، ایسی اونچی جگہ جہاں سے نیچے کی تمام چیزیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

تیرے پر تو سے ہوں فروغ پذیر
کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام
(۶/۲۳۵)

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے ادھر ہوتا کاش کے مکاں اپنا
(۷/۳۵)

صبح دم دروازۂ خاور کھلا
مہر عالم تاب کا منظر کھلا
(۱۳/۲۳۷)

منظور

مولانا طباطبائی نے اسے منظر و مرئی (یعنی دیکھا گیا) کے معنی پر لیا ہے پھر فرمایا کہ محاورہ ساتھ نہیں دیتا۔ لیکن اس تکلف کی ضرورت کیا ہے؟ منظور نہیں کو عام معنی میں کیوں استعمال نہ کیا جائے۔ ہم نہیں مانتے ہمیں تسلیم نہیں۔

شاہد ہستی مطلق کی کمر ہے عالم
لوگ کہتے ہیں کہ ہے پر ہمیں منظور نہیں
(۳/۱۰۰)

منفعل

شرمندہ، پشیمان (منفعل نہ چاہ دراصل "منفعل مخواہ" کا اردو ترجمہ ہے اور یہ شعر یقیناً اُسی دور کے ہیں جب مرزا پر فارسیت غالب تھی)۔

ظالم! مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ
ہَے ہَے، خدا نہ کردہ، تجھے بے وفا کہوں!
(۷/۸۸)

ہَے ہَے، خدانخواستہ، وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے
(۴/۱۴۱)

منقار

چونچ۔

لعل سے کی ہے پے زمزمۂ مدحتِ شاہ
طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار
(۵/۲۲۷)

منہ پر کھلا

زیب و زینت کا باعث ہوا۔

تاج زریں مہر تاباں سے سوا
خسرو آفاق کے منہ پر کھلا
(۸/۲۳۸)

منہ پر کھلنا

مراد ہے کسی چیز کا چہرے پر زیبا وقوس نما معلوم ہونا۔

منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں
زلف سے بڑھ کر نقاب اس شوخ کے منہ پر کھلا
(۲/۱۷)

مواخذہ

جواب دہی، پوچھ گچھ۔

بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے
قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو
(۲/۱۲۶)

موجِ محیط

سمندر کی لہر۔

گر ترے دل میں ہو خیالِ وصل میں شوق کا زوال
موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں
(۳/۱۱۷)

مُوجِد

ایجاد کرنے والا، نئی چیز بنانے والا۔

تھا موجدِ عشق بھی قیامت کوئی
لڑکوں کے لیے گیا ہے کیا کھیل نکال
(۶/۲۵۹)

موجۂ گل

پھول کا جوش اور کثرت۔

موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال
ہے تصور میں زبس جلوہ نما موجِ شراب
(۲/۵۲)

مُوحّد

توحید پرست۔ خدا کو ایک ماننے والا وحدت مبداء کا قائل۔

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں
(۱/۱۱۰)

مُوشگافی

بال چیرنا، بال کی کھال نکالنا۔

مرحبا موشگافی ناوک
آفریں، آب داری صمصام
(۱۳/۲۳۶)

موکب

وہ سوار جو کسی بڑے آدمی کی جلو میں چلتے ہیں۔

موکبِ خاص یوں زمین پہ تھا
جس طرح ہے سپہر پہ پروین
(۱۵/۲۸۸)

مونس

اُنس رکھنے والا، دوست، ہمدم۔

شکوہ سنجِ رشکِ ہم دیگر نہ رہنا چاہیے
میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا
(۳/۴۵)

موئے شیشہ

شیشے کے بال یعنی شیشہ تڑخ جانے سے جابجا لکیریں پڑ جانا۔

مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست
موئے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے
(۱/۱۸۸)

مہر

یہاں یہ حقیقت ملحوظ رکھنی چاہیے کہ مہر کی شکل فی الجملہ آنکھ سے ملتی جلتی ہے۔

نہیں اقلیمِ الفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا
کہ پشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مہر عنواں پر
(۵/۶۵)

مہر آسا

سورج کی طرح۔

زکاتِ حسن دے اے جلوۂ بینش کہ مہر آسا
چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا
(۱/۲۹)

مہر علَم

سورج کے جھنڈے والا یا وہ جس کا جھنڈا یا پرچم سورج جیسا ہو۔

اے شہنشاہِ کواکب سپہ مہر علم
تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے
(۲/۱۷۵)

مہرفر

آفتاب جیسی شان و شکوہ والا۔

سرورِ مہرفر ہوا جو سوار
بہ کمالِ تجمل و تزئیں
(۱۰/۲۸۸)

مہر گیا

ایک نبات جس کی خاصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کی جڑ جس کے پاس ہو لوگ اس پر مہربان ہوتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔

پائے انگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے
خارِ رہ کو ترے ہم مہر گیا کہتے ہیں
(۴/۸۶)

مُہرِ نماز

سجدہ گاہ، لکڑی یا کربلائے معلّٰی کی خاک کا ٹکڑا جسے شیعہ حضرات سجدے کی جگہ رکھتے ہیں۔

صومعے میں اُسے ٹھرایئے گر مُہرِ نماز
مے کدے میں اِسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے
(۱/۲۴۸)

وہ چیز جو سجدے مقام پر رکھ لی جاتی ہے وہ عموماً خاک کربلا کی ٹکیا ہوتی ہے۔

ہم عبادت کو ترے نقشِ قدم مہرِ نماز
ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار
(۱/۲۴۹)

مہرِ نیم روز

دوپہر کا آفتاب جس کی طرف نظر اٹھاتے ہی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ یعنی وہ نظارہ سوز ہوتا ہے۔

جب وہ جمالِ دل فروز صورتِ مہرِ نیم روز
آپ ہی نظارہ سوز پردے میں منہ چھپائے کیوں
(۱/۱۱۵)

مہروش

سورج جیسا۔

ہوے اس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پر افشاں جو ہر آئینے میں مثلِ ذرہ روزن میں
(۶/۱۱۲)

مے پرستی

شراب نوشی۔

ہم سے کھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھ کر عذرِ مستی ایک دن
(۴/۸۹)

مے مردافگن

مردوں کو بے ہوش کر کے گرا دینے والی شراب۔

کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افگنِ عشق
ہے مکرّر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد
(۲/۵۹)

مے وانگبیں

شراب اور شہد، اشارہ ہے بہشت میں شراب اور شہد کی نہروں کی طرف۔

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو
(۵/۱۱۸)

ناخدا

ملاح۔

سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا غالب
خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے
(۴/۲۰۳)

نازش

فخر، ناز، شرف۔

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں
پہلوئے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا
(۵/۱۹)

کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں
تیرا بیمار، برا کیا ہے، گر اچھا نہ ہوا
(۴/۲۷)

ناسور

وہ زخم جو ہمیشہ رستا رہے اور کبھی اچھا نہ ہو۔

قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا
خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں
(۷/۸۷)

ناصیہ

پیشانی۔

بہ سخن اوجِ دہ مرتبۂ معنی و لفظ
بہ کرم داغِ نہٖ ناصیۂ قلزم و نیل
(۵/۲۴۴)

ناصیہ سا

۱۔ پیشانی گھسنے والا۔

ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال
آستاں پہ ترے ناصیہ سا ہوتا ہے
(۴/۱۷۵)

۲۔ پیشانی رکھنے والا، سجدہ کرنے والا۔

کون ہے جس کے در پہ ناصیہ سا
ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام
(۲/۲۳۶)

ناصیہ فرسا

ماتھا رگڑنے والا۔

مٹ جائے گا سر گر ترا پتھر نہ گھسے گا
ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور
(۵/۶۹)

ناطقہ

بات کرنے کی قوت، گویائی۔

خامہ انگشت بہ دنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بہ گریباں کہ اسے کیا کہیے
(۲/۲۲۷)

نافِ زمین

زمین کا مرکز۔

مشکیں لباسِ کعبہ علیؓ کے قدم سے جان
نافِ زمیں ہے نہ کہ نافِ غزال ہے
(۵/۱۴۱)

نافِ غزال

ہرن کی ناف جہاں ایک خاص قسم کے ہرن میں مشک نافہ پیدا ہوتا ہے۔

مشکیں لباسِ کعبہ علیؓ کے قدم سے جان
نافِ زمیں ہے نہ کہ نافِ غزال ہے
(۵/۱۴۱)

نافہ

مشک والے ہرن کی ناف۔

حجرالاسود دیوار حرم کیجے فرض
نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے
(۷/۲۴۷)

ناقوس

بہت بڑی کوڑی، سینگ، گھنٹی اور گھنٹا جو ہندو مندروں میں۔ آتش پرست آتش کدوں میں اور عیسائی گرجوں میں اسی غرض سے بجاتے ہیں کہ ہم مذہبوں کو وقتِ عبادت کے متعلق خبردار کر دیں۔

کعبے میں جا بجائیں گے ناقوس
اب تو باندھا ہے دیر میں احرام
(۱۲/۲۳۵)

ناکردہ گناہ

جو گناہ ابھی نہیں کیے۔

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یا رب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے
(۱/۲۱۸)

ناگزیر

مجبور، ناچار، جس سے گریز ممکن نہ ہو۔

سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ الفتِ ہستی
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا
(۱/۱۵)

نالہ رسا

ایسی فریاد و فغاں جو مقصد پر پہنچ جائیں یعنی جس میں تاثیر ہو۔

دل میں آ جائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے
اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟
(۲/۸۶)

نالہ فرسا

آہ و فغاں کرنے والا۔

اگر وہ سرو قد گرمِ خرامِ ناز آ جاوے
کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو
(۳/۱۱۸)

نالہ ہائے شرر بار

شعلے برسانے والے نالے۔

پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نفس
مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے
(۳/۲۲۱)

نامِ خدا

دعائیہ کلمہ یعنی ماشاء اللہ، چشم بد دور۔

دیکھیے لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ
اس کی ہر بات پہ ہم نامِ خدا کہتے ہیں
(۶/۸۶)

نام رکھنا

عیب لگانا، الزام لگانا۔

پیشے میں عیب نہیں رکھیے نہ فرہاد کو نام
ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا
(۵/۴۰)

ناموس

عزت، آبرو، شرم، حیا۔

شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا
رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا
(۴/۴۲)

ناند

بہت بڑا کونڈا، مٹی کا بہت بڑا برتن۔

ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صفر چلو
رکھ دیں چمن میں بھر کے مئے مشک بو کی ناند
(۶/۲۵۱)

ناوک

تیر۔

دشنۂ غمزہ جاں ستاں ناوکِ ناز بے پناہ
تیرا ہی عکسِ رخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں
(۲/۱۱۵)

کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بے داد کہ ہم
آپ اٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے
(۵/۱۷۴)

ناوک فگن

تیر انداز۔

رہے دل ہی میں تیر اچھا جگر کے پار ہو بہتر
غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے
(۱/۱۹۷)

ناونوش

نغمہ اور شراب۔

اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل
زنہار اگر تمہیں ہوسِ ناو و نوش ہے
(۶/۱۶۵)

ناہید

زہرہ ستارہ، جسے ناچ گانے کی دیوی مانا جاتا ہے۔

ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی
ہوا بزم طرب میں رقص ناہید
(۳/۲۵۷)

نایافت

نہ پانا، حاصل نہ کرسکنا۔

ہاں اہل طلب کون سنے طعنۂ نایافت
دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے ہی کو کھو آئے
(۶/۱۵۹)

نبرد

جنگ، لڑائی۔

اہل ہوس کی فتح ہے ترک نبرد عشق
جو پاؤں اٹھ گئے وہی اُن کے علم ہوئے
(۱/۱۶۴)

نبرد پیشہ

جنگجو، جس کا پیشہ جنگ ہو۔

دھمکی میں مر گیا جو نہ باب نبرد تھا
عشق نبرد پیشہ طلبگار مرد تھا
(۳/۱۰)

نجف

عام روایت کے مطابق کوفہ سے تین چار میل پر مغربی جانب وہ شہر جہاں حضرت علیؑ کا روضہ ہے۔

مقطع سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر
عزم سیر نجف و طوف حرم ہے ہم کو
(۶/۱۲۵)

خاک صحرائے نجف جوہر سیر عرفا
چشم نقشِ قدم آئینۂ بخت بیدار
(۲/۲۲۸)

نخچیر

شکار۔

تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلا دوں
کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا
(۹/۳۹)

اپنے کو دیکھتا نہیں ذوقِ ستم تو دیکھ
آئنہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو
(۲/۱۲۴)

نخشب

ترکستان کا ایک شہر جسے ایرانی نخشب اور عربی نسف کہتے تھے، آج کل اس کا نام قرشی ہے یہیں ابن المقنع کا مرکز تھا جسے خراسان کا نقاب پوش مدعی نبوت قرار دیا جاتا ہے، اس نے یہاں کئی کرشمے دکھا کر لوگوں کو اپنا معتقد بنا لیا تھا، ان میں سے ایک چیز کنوئیں سے باہر نکلتی تھی اور لوگ اسے چاند سمجھتے تھے کیونکہ اس کی شکل چاند سے ملتی جلتی تھی اور اس کی روشنی بھی تھوڑی دور تک ہوتی تھی یہی چاند فارسی اور اردو ادبیات میں مہ نخشب کہلایا اور ایرانی ابن المقنع کو سازندۂ ماہ یعنی چاند بنانے والا کہنے لگے یہ چاند تھوڑی ہی مدت کے بعد پھٹ کر برباد ہو گیا۔

چھوڑا مہ نخشب کی طرح دستِ قضا نے
خورشید ہنوز اس کے برابر نہ ہوا تھا
(۵/۴۱)

نخوت

تکبر، غرور۔

لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری
موج مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں
(۱/۸۸)

ندیم

ہم نشیں، ہم دم، رفیق۔

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغول حق ہوں بندگی بوتراب میں
(۳/۹۸)

نژاد

نسل، اولاد۔

رام پور آج ہے وہ بقعۂ معمور کہ ہے
مرجع و مجمع اشراف نژاد آدم
(۴/۴۹۴)

نژند

غمگین و حزیں۔

دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا
اس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا
(۵/۲۶۰)

نسیہ

عام معنی ادھار، مقصود وہ چیز ہے جو ابھی ہاتھ نہیں آئی اور آنے کی اُمید ہے یعنی دنیا اور آخرت کی زندگی، بہشت۔

نسیہ و نقد دو عالم کی حقیقت معلوم
لے لیا مجھ سے مری ہمت عالی نے مجھے
(۶/۱۵۱)

نسرین

سیوتی کا پھول۔

ہے رنگِ لالہ و گل و نسرین جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے
(۴/۱۳۲)

نشاطِ کار

کام کرنے کی امنگ، سعی وجدوجہد کا جذبہ۔

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا
(۱/۲۶)

نشان

یہاں اس کے معنی پتا نکتہ اور بھید کے ہیں۔

ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اور
(۳/۲۶)

نطق

گویائی۔

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مِری زباں کے لیے
(۳/۲۲۴)

نظارگی

دیکھنے والا، تماشائی۔

نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں
نظارگی صنعت حق اہل بصارت
(۶/۲۵۳)

تکلف برطرف نظارگی میں بھی سہی لیکن
وہ دیکھا جائے کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے
(۴/۱۹۸)

نظرگاہ

وہ مقام جس پر نظر پڑے اس سے قابلِ اعتراض مقام بھی مراد ہے۔

شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی زادا ہے
داغِ دلِ بے درد نظر گاہِ حیا ہے
(۶/۲۱۶)

نعل بہا

فارسی محاورے میں وہ رقم جو کسی حملہ آور کو ملک سے واپس کرنے کے لیے ادا کی جائے۔ اسے بدیں وجہ نعل بہا کہتے ہیں کہ وہ حملہ آور کے گھوڑوں کے نعلوں کی قیمت ہوتی ہے نعل بندی کی رقم کو بھی کہہ سکتے ہیں۔

سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے
تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے
(۳/۱۷۵)

نغزگو

نہایت شگفتہ و دلآویز شعر کہنے والا۔

آج مجھ سا نہیں زمانے میں
شاعرِ نغز گوے خوش گفتار
(۱۴/۲۵۵)

نفس پرور

لفظی معنی نفس پانے والا، مراد ہے بستہ اور جما ہوا۔

قطرۂ مے بس کہ حیرت سے نفس پرور ہوا
خطِ جامِ مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا
(۵/۳۳)

نفسِ عطر سائے گل

پھول کا عطر بھرا سانس یعنی اس کی دلآویز خوشبو۔

ایجاد کرتی ہے اُسے تیرے لیے بہار
میرا رقیب ہے نفسِ عطر سائے گل
(۲/۸۲)

نفی و اثبات

نفی کے معنی "نہیں" اثبات کے معنی "ہاں" اصطلاح میں ان دونوں کے معنی وسیع ہیں کلمہ طیبہ بھی ان ہی دونوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے کلمہ نفی ہے یعنی (نہیں کوئی معبود) پھر کلمہ اثبات ہے یعنی (اللہ کے سوا) نفی اصطلاح تصوف میں اپنے آپ کو وجود حقیقی میں فنا کردے اور اس طرح اس وجود کا اثبات کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ اذکار میں ذکر نفی و اثبات سے مقصود کلمہ طیبہ کا ذکر ہے۔

نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا
دی ہے جائے دہن اس کو دمِ ایجاد "نہیں"
(۵/۱۰۲)

نقاب

نقب لگانے والا۔

تھی نگاہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب
بے خبر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد
(۵/۳۱۷)

نقاش

نقش بنانے والا، مصور۔

کوہ کن نقاش یک تمثالِ شیریں تھا اسد
سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا
(۴/۴۵)

نقد

۱. نقدی، اشرفی، روپیہ۔

جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی
تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی
(۴/۱۶۴)

۲. روپیہ، پیسا، سرمایہ، ادھار کی ضد، یعنی فی الحال۔

اس قدح کا ہے دور مجھ کو نقد
چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام
(۱۳/۲۳۵)

نقش

۱. لکھنا، نقش و نگار کرنا، بیل بوٹے بنانا، نشان، تعویذ، تصویر یہاں آخری معنی میں استعمال ہوا ہے۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا
(۱/۵)

۲. مُہر، تحریر، نقش مریدی کا مطلب یہ ہے کہ مغل بادشاہوں نے پیری مریدی کا سلسلہ بھی جاری کردیا تھا اس ہی سے بادشاہ کو پیر و مرشد بھی کہا جاتا تھا اور لوگ باقاعدہ ان کے مرید ہوتے تھے۔

ہے نقشِ مریدی ترا فرمانِ الٰہی
ہے داغِ غلامی ترا توقیعِ امارت
(۱/۲۵۳)

۳. تصویر۔

نقشِ نازِ بتِ طناز بہ آغوشِ رقیب
پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے
(۱۰/۱۸۰)

۴. تعویذ۔

نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر
یاعلی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں
(۴/۲۳۱)

نقش بیٹھنا

نقش قائم ہو جانا، کسی کے دل میں جگہ لے لینا۔

اس کی بزم آرائیاں سن کر دلِ رنجور یاں
مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے
(۱/۱۵۱)

نقشِ پے مور

چونٹی کے پاؤں کا نقش۔

ضعف سے نقشِ پے مور ہے طوقِ گردن
تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو
(۵/۱۴۳)

نقش و نگارِ طاقِ نسیاں

بھول کے طاق کی زینت۔

یاد تھیں ہم کو بھی رنگارنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہو گئیں
(۲/۱۰۸)

(مزید دیکھیے: طاقِ نسیاں)

نکاتِ بدیع

نئے نئے نکتے۔

نہیں کتاب ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع
نہیں کتاب ہے اک معدنِ جواہر کام
(۶/۲۹۴)

نکوہش

۱. ملامت، تادیب۔

نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی
ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں
(۵/۱۱۲)

۲. ملامت، سرزنش۔

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے
صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے
(۴/۱۳۶)

۳. علامت، سرزنش۔

نکوہش ہے سزا فریادیِ بے دادِ دلبر کی
مبادا خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی
(۴/۱۶۴)

نکہت

خوشبو۔

گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس
کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا
(۴/۵۰)

نکیرین

وہ دو فرشتے جو مردے سے قبر میں عقائد و اعمال کے متعلق سوال کرتے ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین
ہاں منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے
(۴/۱۵۹)

نگار

محبوب۔

صبح آیا جانبِ مشرق نظر
اک نگارِ آتشیں رُخ سر کھلا
(۴/۲۳۸)

نگاہِ غلط انداز

وہ نظر جو غلطی سے بھولے سے، بے اتفاقی سے بلا ارادہ کسی پر پڑ جائے۔

جان کر کیجے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو
یہ نگاہِ غلط انداز تو سم ہے ہم کو
(۶/۱۴۳)

نگاہِ گرم

غصے اور عتاب کی نگاہ۔

گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط
شعلہ خس میں جیسے خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا
(۶/۳۰)

نگہہِ سُرمہ سا

سرگیں آنکھ کی نظر، سرمہ آلود نگاہ۔

حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوئے دل
ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں
(۵/۸۸)

نگیں

انگشتری کا نگینہ جس پر مالک کا نام کندہ ہو۔

ودیعت خانۂ بے دادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں
نگینِ نامِ شاہد، ہے مرا ہر قطرہ خوں تن میں
(۳/۱۱۲)

نل و دمن

ہندوستان کے مشہور عاشق و معشوق نل راجہ تھا۔ دمن اس کی محبوبہ تھی۔

ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب
اگرچہ زانوے نل پر رکھے دمن تکیہ
(۴/۲۷۰)

نمام

چغل خور۔

رازِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے
مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمام
(۹/۲۳۴)

نمرود

زمانہ قدیم کا ایک بادشاہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا
(۹/۳۱)

نمک پاش

نمک چھڑکنے والا۔

جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی
نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذت زندگانی کی
(۷/۱۶۱)

نمود

۱. ظہور، وجود، نمائش۔

ہے مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں
(۷/۹۷)

۲. نمائش، شہرت، ناموری۔

جب اس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ
لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی
(۷/۲۰۹)

نمو کرنا

بڑھنا، بالیدہ ہونا۔

دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے
خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس
(۶/۷۵)

ننگِ پیراہن

لباس کے لیے باعث ننگ و عار۔

آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں
ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں
(۱/۸۷)

ننگِ وجود

ہستی کے لیے ننگ و عار کا باعث۔

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا
(۶/۶)

نو آموز

جس نے پڑھنا شروع کیا ہو، مبتدی، دشوار پسند جسے مشکل کام پسند ہو "یہ کام" سے اشارہ کار فنا کی طرف ہے۔

تھی نو آموز فنا ہمتِ دشوار پسند
سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا
(۱/۱۰)

نوا پرداز

بولنے والا، باتیں کرنے والا۔

چشم خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے
سُرمہ تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے
(۴/۱۴۴)

نوازش

بجانا۔

نوازشِ نفسِ آشنا کہاں ورنہ
بہ رنگ نے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد
(۸/۳۱۸)

نوا ساز

نظارا دیکھ کر خوشی سے گیت گانے والا یعنی خوش ہونے والا۔

اے نوا ساز تماشا سر بہ کف جلتا ہوں میں
اک طرف جلتا ہے دل اور اک طرف جلتا ہوں میں
(۳/۳۲۴)

نواسنجانِ گلشن

باغ میں گانے والے پرندے۔

قفس میں ہوں گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو
مرا ہونا برا کیا ہے نواسنجانِ گلشن کو
(۱/۱۲۱)

نوا سنج فغاں

فریاد کرنے والا۔

کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنج فغاں کیوں ہو
نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو
(۴/۱۲۸)

نواہائے راز

راز کے نغمے، راز سے مراد حقیقت کے بھید ہیں۔

محرم نہیں ہے تو ہی نوا ہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا
(۳/۱۵)

نوائے سروش

فرشتے کی صدا۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالب صریرِ خامہ نوائے سروش ہے
(۷/۱۶۶)

نورالعین

آنکھ کا نور، آنکھ کا تارا، حد درجہ عزیز۔

سرشکِ سر بہ صحرا دادہ نورالعین دامن ہے
دلِ بے دست و پا افتادہ برخوردار بستر ہے
(۲/۱۸۹)

نوروز

یہ تقریب آفتاب کے برج حمل میں داخل ہونے پر منائی جاتی تھی اور خود مرزا نے اس بارے میں لکھا کہ موٹی بات یہ ہے یہ داخلہ ۲۲ مارچ کو ہوتا ہے اور کبھی ۲۱ اور ۲۳ کو بھی اس سے تجاوز نہیں۔

نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں
نظارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت
(۶/۲۵۴)

نوید

خوش خبری۔

نہیں ہے سایہ کہ سن کر نوید مقدم یار
گئے ہیں چند قدم پیشتر، در و دیوار
(۳/۶۰)

نوید امن ہے بے دادِ دوست جاں کے لیے
رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے
(۱/۲۲۳)

نہ چمن

تو آسمان۔

سبزۂ نہ چمن و یک خطِ پشتِ لب بام
رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوج حصار
(۸/۲۲۷)

نہ شنیدن

نہ سننا۔

میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش
تو، اور ایک وہ نہ شنیدن کہ کیا کہوں
(۶/۸۸)

نہالی

توشک، لحاف، رضائی، یہاں بظاہر لحاف مراد ہے لحافوں اور توشکوں پر آرائش کی غرض سے خوش وضع تصویریں بنانے کا عام دستور تھا۔ جس طرح قالینوں پر اب تک قسم قسم کے نقشے اور شکلیں بنائی جاتی ہیں۔

گرم فریاد رکھا شکل نہالی نے مجھے
تب اماں ہجر میں دی، برد لیالی نے مجھے
(۵/۱۵۱)

نہیں ہے

کلمہ نفی، لیکن اس شعر میں بہ طور اسم علم استعمال ہوا ہے اس لیے اسے۔ اے نہیں ہے کہہ کر خطاب کیا۔

ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالب
آخر تو کیا ہے؟ اے نہیں ہے
(۹/۱۹۰)

نیام

میان، تلوار وغیرہ کا غلاف۔

بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز
نیامِ پردۂ زخم جگر سے خنجر کھینچ
(۵/۵۷)

نیر

ضیاء الدین احمد خاں نیر۔ جو امین الدین احمد خاں والی لوہارو کے چھوٹے بھائی، بیگم غالب کے برادر عم زاد اور فارسی میں مرزا کے خلیفہ تھے۔

مجھ سے تمھیں نفرت سہی نیر سے لڑائی
بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور
(۵/۷۰)

نیرنگ

۱. جادو، طلسم، فریب، میلہ، عجائب وغرائب۔ غالب نے شعر میں نیرنگِ نظر کے ساتھ استعمال کیا ہے اسے نیرنگ نظر (بے اضافت) بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ یعنی وہ محبوب جس کی نظر سراپا طلسم اور سراپا فریب ہے۔

سادگی ہائے تمنا یعنی
پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا
(۷/۳۸)

محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال
ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ بت خانہ ہم
(۲/۸۳)

۲. گردشِ ایام، انقلاب، سحر وطلسم، بوقلمونی۔

ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے
گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا
(۱/۴۴)

نیرو

قوت، طاقت۔

کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر
ہنوز اُسی خستہ کے نیروے تن کی آزمائش ہے
(۵/۱۹۶)

نیستاں

سرکنڈے، بانس اور نرکل کا جنگل، بانس نرکل سے بانسری اور نے بنتی ہے جن سے نغمے اور نالے نکلتے ہیں۔

نہ آئی سطوت قاتل بھی مانع میرے نالوں کو
لیا دانتوں میں جو تنکا ہوا ریشہ نیستاں کا
(۳/۱۳)

واجب

باری تعالیٰ۔

کس سے ممکن ہے تری مدح بغیر از واجب
شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں
(۵/۲۳۲)

واحسرتا

انتہائی حسرت و افسوس کا کلمہ۔

واحسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ
ہم کو حریصِ لذتِ آزار دیکھ کر
(۶/۶۳)

وارستگی

آزادی۔

الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی
سرو ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن
(۳/۹۳)

وہ حلقہ ہائے زلف، کمیں میں ہیں اے خدا
رکھ لیجیو مرے دعوی وارستگی کی شرم
(۳/۸۴)

وارستگی بہانۂ بے گانگی نہیں
اپنے سے کر نہ غیر سے وحشت ہی کیوں نہ ہو
(۳/۱۲۰)

وارستہ

آزاد۔

وارستہ اس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہ ہو
کیجئے ہمارے ساتھ عداوت ہی کیوں نہ ہو
(۳/۱۱۹)

واژگوں

الٹا۔

• مے عشرت کی خواہش ساقی گردوں سے کیا کیجے
لیے بیٹھا ہے اک دو چار جام واژگوں وہ بھی
(۶/۱۳۳)

واشدِ گل

پھول کا کھلنا۔

نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل
مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں
(۵/۱۰۶)

وا کرنا

کھولنا۔

جادہ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع
چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع
(۳/۷۶)

وام

قرض، اُدھار۔

لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش ولے
غالب یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں؟
(۳/۸۴)

اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد
چرخ نے لی ہے جس سے گردشِ وام
(۱۳/۲۳۵)

وکٹوریہ کا دہر میں جو مدح خواں ہو
شاہانِ مصر چاہیے لیں عزت اس سے وام
(۶/۲۸۶)

واماندگی

بے چارگی، بے بسی، مجبوری۔

عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل
نالہ کرتا تھا جگر یاد آیا
(۸/۳۸)

واماندگیاں

واماندگی کی جمع، تھکاوٹ، تکان، بیچارگی، لاچاری۔

اہلِ تدبیر کی واماندگیاں
آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں
(۷/۱۰۶)

وجدِ ذوق

لطف کی سرمستی اور لذت کی بے خودی۔

یاد ہیں غالب! تجھے وہ دن کہ وجدِ ذوق میں
زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک
(۶/۷۹)

وحشت (۱)

سید غلام علی خاں وحشت والد کا نام سید فرحت اللہ خاں اُردو فارسی دونوں زبانوں میں نہایت خوش بیان تھے غالب کے گہرے دوست تھے۔

وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید
مرگیا غالبؔ آشفتہ نوا کہتے ہیں
(۷/۸۶)

وحشت (۲)

۱. کئی معنی ہیں۔ مثلاً نفرت، گھبراہٹ، جہالت، اداسی، آوارگی، الٹے سیدھے طور اختیار کرنا غیر مانوس حرکتوں کا صادر ہونا۔

یہ مکنت و وقار علائی یہ وحشتیں
شورش ہے کچھ ضرور تمہارے دماغ میں
(۵/۳۰۱)

۲. دور بھاگنا۔

وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں
اپنے سے کر نہ غیر سے وحشت ہی کیوں نہ ہو
(۳/۱۲۰)

وحشت خرامی

بیابانوں کا چکر لگانا۔

مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے
خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا
(۶/۲۲)

وحشت کدۂ تلاش

تلاش کا وحشت خانہ، یعنی دنیا جہاں ہر شخص سراسیمہ وار تلاشِ معاش میں سرگرم ہے۔

ہے خلق حسد قماش لڑنے کے لیے
وحشت کدہ تلاش لڑنے کے لیے
(۳/۲۶۰)

وداع

رخصت۔

جادۂ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع
چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع
(۳/۷۶)

آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے
اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے
(۶/۱۸۲)

ودیعت

۱. امانت۔

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب
خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا
(۳/۲۰)

۲. امانت یعنی کسی شخص کے پاس کوئی چیز حفاظت کی غرض سے رکھ دینا۔

بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز
نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ
(۵/۵۷)

۳. امانت، ودیعت خانے سے مراد ہے وہ مکان جہاں لوگوں کی امانتیں محفوظ ہوں۔

ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں
نگینِ نامِ شاہد ہے مرا ہر قطرہ خوں تن میں
(۳/۱۱۲)

ورطہ

بھنور، گرداب، ہلاکت کا مقام۔

نہ جانوں کیونکہ مٹے داغِ طعنِ بد عہدی
تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے
(۱/۱۹۹)

ورع

پرہیزگاری، اہلِ لغت کے نزدیک ر "مفتوح" بھی درست ہے اور ساکن بھی اسی لیے یہ مصرع دونوں طرح دیکھا گیا ہے اوّل اہلِ ورع کے حلقے الخ، دوم ہرچند اہلِ ورع کے حلقے ..... الخ۔

اہلِ ورع کے حلقے میں ہرچند ہوں ذلیل
پر عاصیوں کے فرقہ میں میں برگزیدہ ہوں
(۱/۲۶۹)

بعد یک عمرِ ورع بار تو دیتا بارے
کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا
(۴/۳۵)

ورق گردانی

تاش یا گنجفہ کے پتے پھینٹنا اور ہاتھوں میں پھرانا۔

محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال
ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بت خانہ ہم
(۲/۸۳)

وسع

طاقت، مقدور، استطاعت، دسترس۔

لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک
میری حدِّ وسع سے باہر کھلا
(۱/۲۳۹)

وسعتِ سعیِ کرم

سخاوت و بخشش کی کوشش کا پھیلاؤ۔

وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک
گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز
(۴/۷۲)

وسواسِ قریں

جو وسوسوں کے نزدیک ہو۔

نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر
یا علی عرض کر اے فطرتِ وسواسِ قریں
(۳/۲۳۱)

وصی

حضرت علی کا مشہور لقب جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے خاص وصیت فرمائی۔

جاں پناہا دل و جاں فیض رسانا شاہا
وصیِ ختمِ رسل تو ہے بہ فتوائے یقیں
(۳/۲۳۲)

وضع

روش، دستور، طور طریق، انداز یہاں یہ معنی خودداری۔

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو
(۵/۱۲۸)

وفاق

موافقت، یک جہتی، محبت، ہم آہنگی، مل جل کر رہنا۔

گلشنِ اتفاق میں ایک بہارِ بے خزاں
مے کدہ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک
(۳/۲۶۶)

وفور

کثرت، زیادتی۔

وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ
کہ ہوگئے مرے دیوار و در، در و دیوار
(۲/۶۰)

وقار

اصل لفظ، بالفتح ہے یعنی (وَقار) لیکن فارسی والے خدا جانے کیوں بالکسر بولنے لگے (وِقار) بہ معنی حلم، تسکین، بعض اوقات جاہ و جلال کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

یہ مکنت و وقار علائی! یہ وحشتیں
شورش ہے کچھ ضرور تمہارے دماغ میں
(۵/۳۰۱)

وقنا ربنا عذاب النار

اے ہمارے پروردگار ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

دھوپ کی تابش آگ کی گرمی
وقنا ربنا عذاب النار
(۸/۲۵۵)

ولے

ولیک کا مخفف، لیکن، مگر۔

مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام
چلتا نہیں ہے دشنہ و خنجر کہے بغیر
(۴/۶۳)

وہ

مراد ہے محبوب۔

تکلف برطرف نظارگی میں بھی سہی لیکن
وہ دیکھا جائے کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے
(۳/۱۹۸)

ہاتھ اٹھانا

کسی چیز سے دست بردار ہو جانا اور مارنے کے لیے بھی ہاتھ اٹھایا جاتا ہے۔

جو ہاتھ کہ ظلم سے اٹھایا ہوگا
کیوں کر مانوں کہ اُس میں تلوار نہیں
(۲/۲۶۳)

ہاتھ پاؤں پھولنا

ہاتھ پاؤں کا سوج جانا، ہاتھ پاؤں کا کام نہ دینا، ہکا بکا، حیران اور حواس باختہ رہ جانا، جب انسان انتہائی خوشی کی بات سن لے تو اعصاب پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے کام کاج سے رہ جاتا ہے۔

اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پاؤں پھول گئے
کہا جو اس نے ”ذرا میرے پاؤں داب تو دے“
(۷/۱۸۸)

ہجومِ خم

جھکاؤ کی کثرت۔

فلک العرش ہجومِ خمِ دوشِ مزدور
رشتۂ فیضِ ازل سازِ طنابِ معمار
(۷/۲۲۷)

ہدف

نشانہ۔

کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بے داد کہ ہم
آپ اٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے
(۵/۱۷۴)

ہذیانِ تحریر

بے جوڑ باتیں کہنے والا۔

نقش لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر
یاعلی عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں
(۳/۲۳۱)

ہر بنِ مو

ہر بال کی جڑ۔

ہر بنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب
حمزہ کا قصہ ہوا عشق کا چرچا نہ ہوا
(۱/۴۸)

ہر رنگ

ہر رنگ، ہر حال، ہر صورت میں بہ ہر طور۔

شوق ہر رنگ رقیبِ سر و ساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا
(۳/۹)

ہرزہ

فضول، بے کار، بے سود۔

ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم
لغو ہے آئنہ فرقِ جنون و تمکیں
(۲/۲۳۰)

ہرزہ درا

بیہودہ گو۔

اسد اے ہرزہ درا تاکہ بہ غوغا تاچند
حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا
(۷/۳۱۵)

ہرزہ سرہ

بیہودہ گو، بے سروپا باتیں کہنے والا۔

کس قدر ہرزہ سرہ ہوں کہ عیاذاً باللہ
یک قلم خارج آدابِ وقار و تمکیں
(۲/۲۳۱)

ھل من مزید

قرآن مجید کی ایک آیت کا ٹکڑا جس کے معنی ہیں "کیا کچھ اور بھی ہے" یہ ٹکڑا سورۂ ق سے ہے۔

ترجمہ: جس دن ہم دوزخ سے کہیں گے کہ کیا تو بھر گئی اور وہ کہے گی۔ کیا کچھ اور بھی ہے۔

جاں مطربِ ترانۂ "ھل من مزید" ہے
لب پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں
(۱/۹۱)

ہلاک

مٹا ہوا، والہ وشیفتہ۔

ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل
بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل
(۳/۸۱)

ہم

۱۔ دونوں مصرعوں میں اس کے معنی ہیں نیز بھی۔

ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مہرِ نماز
ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار
(۱/۲۲۹)

۲۔ ایک دوسرا، جیسے باہم گرد۔

دل کو میں اور مجھے دل محوِ وفا رکھتا ہے
کس قدر ذوقِ گرفتاری ہم ہے ہم کو
(۳/۱۲۳)

ہم پیشہ

دو یا دو سے زیادہ آدمی جن کا پیشہ ایک ہو۔ ایک پیشہ اور ایک ہی کام کرنے والے۔

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا
غالبؔ کو برا کیوں کہو اچھا مرے آگے؟
(۷/۲۰۱)

ہم طرحی

ہم مشربی، یک رنگی، ایک جیسا ہونا۔

رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں
نالۂ مرغ سحر تیغ دو دَم ہے ہم کو
(۱/۱۲۵)

ہم مشرب

دو یا دو سے زیادہ آدمی جن کا مسلک مذہب اور طور طریقہ ایک ہو، نیز جو مل کر شراب پئیں۔

ہم پیشۂ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا
غالب کو برا کیوں کہو اچھا مرے آگے
(۷/۲۰۱)

ہم نامیِ چشمِ خوباں

محبوبوں کی آنکھ کا ہم نام ہونا۔ یعنی بیمار ہونا چشمِ محبوب کی ایک صفت بیمار بھی ہے۔ چشمِ بیمار یعنی نشیلی اور خمار آلود آنکھیں۔

کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں
تیرا بیمار برا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا
(۳/۲۷)

ہنجار

طریقہ، قاعدہ، روش، شیوہ۔

مری تنخواہ جو مقرر ہے
اس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار
(۹/۲۵۵)

ہوا
شوق، لگن۔

جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ
پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا
(۵/۴۷)

ہوا
آرزو، خواہش، محبت۔

دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ واں
حاصل سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا
(۳/۴۴)

ہوائے سیرِ گل، آئینۂ بے مہریِ قاتل
کہ اندازِ بخوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا
(۶/۱۱)

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں
جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار تھا
(۶/۲۰)

تا کہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوائے صیقل
دیکھ برسات میں سبز آئینے کا ہو جانا
(۶/۵۰)

ہوا باندھنا
۱. جھوٹی ساکھ قائم رکھنا۔

تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں
ہم بھی مضموں کی ہوا باندھتے ہیں
(۱/۱۰۶)

۲. رعب جمانا، زور دکھانا۔

آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے
ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتے ہیں
(۲/۱۰۶)

ہوا خواہ
خیر خواہ، ہمدرد، غم گسار۔

کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم
ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں
(۳/۱۰۳)

ہوا خواہی
خیر خواہی۔

نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی
اُسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے
(۶/۱۹۶)

ہوائے دل
دل کی خواہش۔

اے تازہ وارِدانِ بساطِ ہوائے دل
زنہار اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے
(۶/۱۶۵)

ہُو جو
ہو جیو، ہو جائے۔

بے خودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو
پر ہے سائے کی طرح میرا شبستان مجھ سے
(۵/۱۸۵)

ہوس
یہاں مراد رقیب سے ہے۔

فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے
ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا
(۵/۳۶)

ہوس پیشہ
جو سچا عاشق نہ ہو اور محض ہواو ہوس کا بندہ ہو۔

غیر کی مرگ کا غم کس لیے اے غیرتِ ماہ
ہیں ہوس پیشہ بہت وہ نہ ہوا اور سہی
(۱/۲۷۱)

ہوسِ شعلہ
تمنائے سوز۔

شعلہ سے نہ ہوتی ہوسِ شعلہ نے جو کی
جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے
(۱/۲۱۷)

ہولِ دل
ہول بہ معنی خوف، ہولِ دل ایک بیماری ہے جس میں دل دھڑکنے لگتا ہے اور اختلاج شروع ہو جاتا ہے۔

واں اس کو ہولِ دل ہے تو یاں میں ہوں شرم سار
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو
(۱/۱۴۴)

ہیچ مدانی

کچھ نہ جاننا۔

دہن اس کا جو نہ معلوم ہوا
کھل گئی ہیچ مدانی میری
(۸/۱۸۰)

ہیولی

۱. ہر مادی چیز کی اصل مادی جسموں کی صورتحال ہے اور ہیولی اس کا محل ہے۔

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولی برق خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا
(۶/۱۳)

۲. وہ مادہ جو ہستی کی صورتوں کا محل سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً مٹی لے کر پہلے گھوڑا بنالیا پھر اس مٹی سے ایک پرندہ تیار کرلیا گھوڑے اور پرندے کا ہیولی وہ مٹی ہے جس سے یہ بنے۔

قطرہ قطرہ اک ہیولی ہے نئے ناسور کا
خوں بھی ذوق درد سے فارغ مرے تن میں نہیں
(۷/۸۷)

ہیہات

لفظی معنی بہت بعید ہے اُردو میں یہ کلمہ تاسف ہے اور اس کے ایک ٹکڑے یعنی ہات کو پاؤں سے مناسبت ہے۔

دی سادگی سے جان پڑوں کوہ کن کے پاؤں
ہیہات کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پاؤں
(۱/۱۲۳)

یارب

اے پروردگار۔ ایرانیوں نے اسے دعا اور دہائی دونوں معنوں میں استعمال کیا ہے۔

یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے
سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے
(۵/۱۹۵)

یک بیاباں جلوہ گل

پھولوں کی انتہائی کثرت۔

دست گاہ دیدۂ خوں بار مجنوں دیکھنا
یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے
(۶/۱۴۴)

یک بیاباں ماندگی

حد درجہ تکان۔ اتنی تکان جو پورے بیابان کی خاک چھاننے سے پیدا ہو۔

نہ ہوگا، یک بیاباں ماندگی سے، ذوق کم میرا
حبابِ موجۂ رفتار، ہے نقشِ قدم میرا
(۶/۱۴)

یکتا

بے مثل، بے نظیر۔

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے یکتا
جو دوئی کی بُو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا
(۵/۲۵)

یک جہاں زانو تامل

حد درجہ فکر و تامل، زانو کا لفظ اس لیے لائے کہ غور و فکر کے وقت انسان عموماً سر زانو پر رکھ لیتا ہے۔

ہے عدم میں غنچہ محوِ عبرت انجامِ گل
یک جہاں زانو تامل در قفائے خندہ ہے
(۱/۲۰۵)

یک شہر آرزو

آرزوؤں کا ایک شہر، مراد ہے آرزوؤں کی کثرت۔

اب میں ہوں اور ماتم یک شہر آرزو
توڑا جو تونے آئینہ تمثال دار تھا
(۵/۲۰)

یگانہ

واحد، اکیلا، ایک۔

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بُو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا
(۵/۲۵)

مرزا اسداللہ خاں غالب

نجم الدولہ، دبیر الملک، نظام جنگ مرزا اسد اللہ خان غالب اردو زبان کے بڑے شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ 27 دسمبر 1797ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے 13 برس کی عمر میں اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہہ کر دہلی میں مستقل سکونت اختیار کی اور اسی شہر میں 15 فروری 1869ء کو وفات پائی۔

مرزا غالب نے فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شاعری کی اور دونوں زبانوں پر اپنے گہرے نقوش ثبت کیے۔ انھوں نے نثر میں بھی کئی کتابیں تحریر کیں۔ ان کے خطوط کے کئی مجموعے بھی شائع ہوئے جس نے اردو نثر کو ایک نیا انداز عطا کیا۔ مرزا غالب کے شاگردوں میں بہادر شاہ ظفر اور الطاف حسین حالی کے نام سرفہرست ہیں۔

مرزا اسد اللہ غالب دہلی میں آسودۂ خاک ہیں۔

غلام رسول مہر

اردو کے بلند پایہ ادیب' صاحب طرز انشا پرداز' عظیم صحافی' صاحب فکر مورخ اور صاحب نظر نقاد مولانا غلام رسول مہر 13 اپریل 1893ء کو جالندھر کے ایک گاؤں پھول پور میں پیدا ہوئے تھے انھوں نے اسلامیہ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی پھر چند برس حیدر آباد (دکن) میں ملازمت کے بعد لاہور واپس چلے آئے اور تمام عمر اسی شہر میں بسر کی۔

مولانا غلام رسول مہر نے صحافت کا آغاز مولانا ظفر علی خان کے مشہور اخبار زمیندار سے کیا۔ 1927ء میں انہوں نے عبدالمجید سالک کے ساتھ مل کر روزنامہ انقلاب جاری کیا۔ اس اخبار سے وہ اس کی بندش 1949ء تک وابستہ رہے۔ انقلاب کے بند ہو جانے کے بعد مولانا غلام رسول مہر نے پوری زندگی تصنیف و تالیف میں بسر کی۔ انہوں نے مذہب' سیاست' تہذیب' تمدن' ادب اور سیرت نگاری پر سو سے زیادہ کتب یادگار چھوڑیں۔

مولانا غلام رسول مہر 16 نومبر 1971ء کو لاہور میں وفات پا گئے اور مسلم ٹاؤن کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے۔

زیر نظر کتاب مولانا غلام رسول مہر کی شرح کلام غالب "نوائے سروش" میں شامل فرہنگ کا مجموعہ ہے۔